

# اربعین امام ربانی رضی اللہ عنہ

جلد چہارم

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباسی



شیرینی پبلیکیشنز لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳۳ ویں قومی امام ربانی محمد رفیع عثمانی کانفرنس

کے موقع پر پیش کئے جانے والے  
علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

(منفقہ ۲۶ جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار بمقام ایم این اقبال انجمن رد و لاہور)

# ارمغانِ امام ربانی



ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباسی

چیرمین شہدائے علوم اسلامیہ  
جی سی راجہ سٹی • لاہور



پبلیشرز ایم پی بی پبلیکیشنز لاہور

پتہ: ۱۱/۱۱، ایکڑ سکیم، نزد گورنمنٹ سمن آباد، لاہور

marfat.com

Marfat.com

## سلسلہ اشاعت نمبر ۳۹

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	ارمغان امام ربانی (جلد چہارم)
ترتیب و تدوین	ڈاکٹر محمد مایوں عباس شمس
پروف ریڈنگ	شاہد حسین
زیرنگرانی	محمد طہسّم بشیر نقشبندی
خطاطی	احمد علی بھٹہ
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۳۳ھ / جنوری ۲۰۱۲ء
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	سینئر سٹانی پبلیکیشنز، روم
صفحات	۴۱۹

### ملنے کا پتہ :

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر (شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکسٹنسیو نیوٹرنگ من آباد لاہور)

فون آفس 042-7571809 سوبائل: 0300-4299321

[www.sarwaremillat.com](http://www.sarwaremillat.com)

ارمغان امام ربانی، مرتب: محمد مایوں عباس شمس، ڈاکٹر  
297.4  
ارم

سینئر سٹانی پبلیکیشنز، 2012

ص 419

1- تصوف

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## انتساب

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

پروفیسر محمد اقبال مجددی

میاں محمد صادق قصوری

جمیل اطہر سرہندی

کے نام

- ☆ جنہوں نے مجدد شناسی کی روایت کو وقار بخشا
- ☆ جن پر حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ حد درجہ اعتماد کرتے تھے اور ان کی رائے کا احترام کرتے۔
- ☆ جن کی علمی نگارشات کا اہل علم کو انتظار رہتا ہے۔
- ☆ جن کی مشاورت اور رہنمائی سے حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشن اپنی سنجیدہ علمی و فکری روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔

طالب دعاء

ہمایوں عباس

marfat.com

Marfat.com

# فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱-	نعت رسول مقبول:	۱
۲-	منقبت بحضور حضرت امام کربانی مجید عالمی:	۳
۳-	اظہار شکر:	۵
۴-	پیش گفتار:	۷
۵-	افتتاحی کلمات:	۱۷
۶-	خطبہ صدارت:	۲۷

## مقالات

۷-	حضرت مجدد الف ثانی مدظلہ کی تعلیمات، کمالات و احسانات	۳۷
۸-	دور حاضر میں صوفیہ کا کردار	۵۱
۹-	امین عربی مدظلہ کی کتابت امام ربانی کی روشنی میں	۶۳
۱۰-	مجددی تحریک اور اس کے اثرات	۱۳۹

۱۷۱ [marfat.com](http://marfat.com) پاکستانی حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات اور احسانات



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۸۱	ڈاکٹر محمد شرف آصفی	۱۱۔ مقام نبوت کا تحفظ: حضرت مجدد کی خدمات
۱۹۷	ڈاکٹر محمد علیوں	۱۲۔ مقام صحابہ: حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کی روشنی میں
۲۲۳	ڈاکٹر حفیظ محمد سجاد	۱۳۔ سماجی فلاح و بہبود (حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں)
۲۳۷	ڈاکٹر عبد الحمید	۱۴۔ حضرت مجددؑ بحیثیت خادم قرآن
۲۵۳	حافظ افتخار احمد خان	۱۵۔ رسالہ تہلیبہ کے ادبی محاسن
۲۷۳	ڈاکٹر محمد اکرم عرفان	۱۶۔ خان خاناں کے نام حضرت مجدد الف ثانی کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت
۲۹۳	محمد طہنم بشیر نقشبندی	۱۷۔ روسیادو کا نفرنس
۳۱۷	محمد طہنم بشیر نقشبندی	۱۸۔ سابقہ کانفرنسز میں پیش کیے جانے والے مقالات کے عنوانات

## مکاتیب

۳۳۱	ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام	۱۹۔
-----	---	-----

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## نعت رسول مقبول ﷺ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اے شافع ام شہ ذی جاہ لے خبر  
لئے لے خبر مری لئے لے خبر

دریا کا جوش ناز نہ بیڑا نہ ناخدا  
میں ڈوبا تو کہاں ہے میرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں تابلہ  
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

بچے بچے والے تو منزل مگر شہا  
ان کی جو تھک کے بیٹھے سر راہ لے خبر

جگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب

گمیرے ہیں چارہست سے بدخواہ لے خبر

marfat.com

Marfat.com

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس  
ٹوٹا ہے کوہِ غم میں بڑے گاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب  
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں  
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے  
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُر خارِ راہ برہنہ پا تشنہ آبِ دور  
مولیٰ پڑی ہے آفتِ جانگاہ لے خبر

باہرِ زبائیں پیاس سے ہیں آفتابِ گرم  
کوڑ کے شاہِ کفہ ————— رہے اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا

تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

marfat.com

Marfat.com



## کلام اقبال

(بمقور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر  
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے  
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے  
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

وہ بند میں سرمایہ ملت کا نگہبان  
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو  
آنکھیں میری جینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند

marfat.com

Marfat.com

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں  
پیدا کلمہ فقر سے ہو طرہ دستار

باقی کلمہ فقر سے تھا ولولہ حق  
طروں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار

۱

## اعجاز تشکر

۳۳ ویں قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے موقع پر علمی و تحقیقی مقالات سے تقریب کو واقع بنانے والے اصحاب علم و دانش، اس کے انعقاد کو ممکن بنانے اور انتظام و انصرام میں حصہ لینے والے تمام احباب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ زیر نظر کتاب ”ارمغان امام ربانی (جلد چہارم)“ کا زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آنا محبین و متعلقین سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کا عملی ثبوت ہے۔ اس حوالہ سے تنگ و تاز کا عملی حصہ بننے والے تمام افراد کا شکریہ۔ چند نام جو ذہن میں ہیں درج ذیل ہیں:

- ۱۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
- ۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
- ۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی
- ۴۔ جناب جمیل اظہر سرہندی
- ۵۔ جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد
- ۶۔ جناب میاں محمد صادق قصوری
- ۷۔ پروفیسر راغب الیاس شاہ
- ۸۔ صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی
- ۹۔ صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی مجددی
- ۱۰۔ جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

marfat.com

Marfat.com

۱۱۔ علامہ ڈاکٹر منظور حسین اختر

۱۲۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد فاروق حیدر

۱۳۔ جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم

۱۴۔ جناب پروفیسر حافظ مقبول احمد

۱۵۔ جناب ڈاکٹر محمد اکرم ورک

۱۶۔ جناب ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۱۷۔ ڈاکٹر مطلوب احمد رانا

۱۸۔ ڈاکٹر شیر علی

۱۹۔ جناب خواجہ عمر فیاض

۲۰۔ جناب علی امجد نقشبندی

۲۱۔ جناب کاشف حمید

۲۲۔ جناب اسامہ سعید

۲۳۔ جناب شاہد حسین

۲۴۔ جناب علی احمد بھٹہ

۲۵۔ محمد راشد مگھالوی

میر پور خاص (سندھ) سے تشریف لانے والے حضرت پروفیسر پیر نثار احمد جان

سرہندی مجددی، خصوصی شکر یہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کانفرنس کی صدارت فرمائی۔

طالب دعا

www.marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم

## پیش گفتار

اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ شیر ربانی پہلی کیشنز کی طرف سے "ارمغان امام ربانی" کی چوتھی جلد آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے توسل سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا علمی فیضان جاری ہے۔ اس فیضان کے پیچھے حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کا اخلاص یقیناً کار فرما ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متاع حیات کو فکر مجددی کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف رکھا اس مشن کے فروغ کے لیے آپ نے ہر طرح کی قربانیاں بھی دیں یہاں تک کہ آپ کو ہر طرح تک بھی کیا گیا مگر اس مرد حق آگاہ نے اپنے رستے میں کسی چیز کو حائل نہ ہونے دیا۔ اس اخلاص اور شریعت سے محبت کے جذبے کا کمال ہے کہ آج فکر مجددی پر مشتمل اہل علم کے مقالات کی چوتھی جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

فکر مجددی تنہیم کے لئے بیسیویں صدی کی آخری دہائیوں سے تیزی سے کام شروع ہوا اور یہ مختلف حوالوں سے جاری ہے۔ کیونکہ اس بات کا احساس شدت سے ہونے لگا ہے کہ معاشرتی اور سیاسی انقلاب پانچا کرنے کے لئے اس منہج کو اپنانا ضروری ہے جسے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بر عظیم پاک و ہند اور برصغیر عظیم داعیان، خواہ وہ کسی بھی مذہب و فکر سے تعلق رکھتے ہوں، کم

marfat.com

Marfat.com

از کم حضرت شیخ احمد سرہندی کے افکار سے متاثر ضرور ہوئے۔

نظریہ ضرورت، روشن خیالی، وحدت ادیان، نام نہاد رواداری، احترام انسانیت اور انسانی حقوق جیسے پر فریب نعروں کے پیچھے جو مسموم اور مذموم مقاصد پوشیدہ ہیں ان کو سمجھنے کے لئے صرف دانش برہانی کافی نہیں بلکہ دانش نورانی کی پشتیبانی بھی ضروری ہے اس کے لیے فکری رہنمائی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حیات آفریں کام میں موجود ہے۔ اقبال نے جرمن فلاسفرٹٹھے (م: ۱۹۰۰ء) پر تنقید کرتے ہوئے۔ فکر سرہندی سے استفادہ کا مشورہ دیا تھا:

کاش بودے در زمان احمد سے

تاریخ سے بر سرور سردی

سرور سردی کے حصول کے لئے اہل علم و دانش نے فکر مجدد سے خوشہ چینی کر کے

مختلف موضوعات پر بیش قیمت علمی سرمایہ چھوڑا۔ چند تازہ علمی کاموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(i) تاریخ الحریکۃ المجددیہ : ڈاکٹر محمود احمد غازی

(ii) سلوک نقشبندیہ : رفعت اولیس

(iii) رسائل در دفاع مجدد : وکیل احمد سکندر پوری

ان رسائل کو پروفیسر محمد اقبال مجددی کی کوشش سے شیر ربانی پبلی کیشنز نے

دوبارہ شائع کیا۔

علاوہ ازیں راقم کی درج ذیل کتب شائع ہوئیں۔

☆ ایم فل کا مقالہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں دیکھو محفوظ احمد کی نگرانی میں اس کی تکمیل ہوئی۔

marfat.com

Marfat.com



(i) رسالہ جہلیلیہ: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمہ طیبہ کے معارف پر مشتمل رسالہ کی تحقیق و تخریج۔

(ii) مقام صحابہ: حضرت مجدد کے افکار کا مطالعہ

(iii) جواہر لائبانہ بحضور امام ربانی

اس کتاب میں حضرت مجدد کو اردو، عربی، پنجابی، فارسی، پشتو، سندھی، انگریزی میں پیش کئے جانے والا منظوم خراج عقیدت ہے۔

شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور حسب روایت چوتیسویں (۳۳) قومی، امام ربانی کانفرنس کے مقالات کو شائع کر رہا ہے۔ ارمغان امام ربانی کی اس چوتھی جلد میں جن اہل قلم کے مقالات شامل ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی: (پ: ۱۹۳۸ء)

دور حاضر میں اہل علم و قلم کا وقار اور بھرم آپ سے قائم ہے۔ معاشرہ کا ہر طبقہ آپ کی تحقیقات سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذوق سے آپ کی گفتگو سماعت فرماتے اور اہم ترین معاملات میں ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرماتے۔ اس جلد میں ”دور حاضر میں صوفیہ کا کردار: حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کی روشنی میں“ کے عنوان سے آپ کا مقالہ شامل ہے۔ یہ مقالہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار پر آپ کی گہری نظر اور معاشرہ کے گہرے مشاہدے کا عکاس ہے۔

marfat.com

Marfat.com

(۲) پروفیسر قاری مشتاق احمد (پ: ۱۹۴۱ء)

شیر ربانی اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے آپ کی خدمات کو ہمیشہ خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کا مقالہ حضرت ابن عربی کے افکار پر حضرت مجدد کے تاثرات کا خوبصورت لفظی اظہار ہے۔

(۳) پروفیسر محمد اقبال مجددی (پ: ۱۹۵۰ء)

”مجدد شناس“ کی حیثیت سے آپ کی خدمات کا اعتراف دنیا بھر کے اہل علم کو ہے۔ مجددی سلسلہ کی کتب کی اشاعت کے حوالے سے آپ کی مساعی صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہیں آپ نے اپنے مقالہ بعنوان: ”احیائے دین کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اور ان کے ثمرات“ میں حضرت مجدد کی خدمات کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے۔

(۴) ڈاکٹر حافظ محمد سجاد (پ: ۱۹۶۷ء)

حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم اور انکساری، دونوں نعمتوں سے نوازا ہے، جن کا اجتماع اس دور میں عنقا ہے۔ علمی حلقوں میں ”نفع بخش انسان“ کی حیثیت سے متعارف ہیں۔ آپ نے انسان دوستی کے حوالے سے صوفیہ کی خدمات کو بیان کرتے ہوئے سماجی فلاح و بہبود کو حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

(۵) ڈاکٹر عبد الحمید عباسی (پ: ۱۹۶۱ء)

علوم القرآن اور اصول تحقیق پر گہری نظر رکھنے والے ڈاکٹر عباسی نے اپنے

مقالہ میں حضرت مجددی کی خدمات کو مزید واضح و مفصل طور پر پیش کیا ہے۔

marfat.com

انہوں نے مکتوبات سے تفسیری نکات پر سیر حاصل بحث کی۔ آپ کے تحقیقی نکات سے قرآن نہیں کے حوالہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا نقطہ نظر سامنے آیا۔

(۶) ڈاکٹر محمد اکرم ورک (پ: ۱۹۶۸ء)

ڈاکٹر محمد اکرم ورک تحقیقی ذوق کی حامل شخصیت ہیں آپ نے قومی امام ربانی کانفرنس میں ایک شخصیت (خان خاناں) کے نام حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مکاتیب کا جائزہ پیش کیا ہے۔ اس تناظر میں انہوں نے کانفرنس میں خان خاناں کے نام خطوط کی سیاسی دعوتی اور سماجی اہمیت کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔

(۷) ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خاں (پ: ۱۹۷۲ء)

ڈاکٹر افتخار عربی زبان و ادب کی تدریس کا فریضہ ایک دہائی سے انجام دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ امام ربانی کانفرنس میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی عربی نگارشات پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہیں۔ اس کانفرنس میں ان کے مقالہ کا موضوع ”رسالہ تہلیلہ کے ادبی محاسن“ تھا۔

(۸) ڈاکٹر آصف اشرف جلالی ایک خطیب کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ انہوں نے مقام نبوت کے تحفظ میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی خدمات پر خوبصورت علمی گفتگو کی۔

(۹) پروفیسر راغب الیاس شاہ (پ: ۱۹۶۵ء) حضرت سرور ملت کے دیرینہ ارادت مند ہیں ان کے مقالہ کا عنوان اگرچہ ”مکتوبات سعیدیہ (تعارف و جائزہ)“ تھا۔ مگر

یہ نہیں ہے (پیش کشا) (پ: ۱۹۶۵ء) کے نام سے بلکہ ”مکتوبات سعیدیہ“ کے نام سے فرمایا

marfat.com

Marfat.com

(۱۰) راقم نے (پ ۱۹۷۰ء) مقام صحابہ: حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی میں کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا جو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع ہو گیا ہے۔

۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو ایوان اقبال میں ہونے والی اس کانفرنس میں حضرت پروفیسر آغا نثار احمد جان سرہندی مجددی کی شمولیت اور جناب جمیل اطہر سرہندی کی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔ اس موقع پر منہاج القرآن یونیورسٹی لاہور کے ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری نے بھی اظہار خیال فرمایا اور حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فکری خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

ارمغان امام ربانی کی اس چوتھی جلد کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں درج بالا مقالات شامل ہیں جبکہ دوسرا حصہ مکتوبات مسعودی پر مشتمل ہے۔ چونکہ حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب، حیات و افکار مجدد کے مختلف پہلوؤں پر قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہوتے ہیں اس لئے ان مجموعہ ہائے مقالات میں ان کو بھی شائع کیا جاتا ہے۔ چوتھی جلد میں معروف مجدد شناس جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی مدظلہ العالی کے نام ۳۵ مکاتیب شائع کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ اہل علم ان مقالات کے بارے میں اپنی قیمتی آراء ارسال فرمائیں گے۔ ارمغان امام ربانی کی گذشتہ جلدوں کی طرح اس جلد کے مقالات کو بھی اہل علم کی ایک کمیٹی نے ابتدا سے آخری مرحلہ تک جانچا اور پرکھا، کوشش کی کہ تحقیق کے مروجہ اصولوں اور معیار کو پیش نظر رکھا جائے۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، ڈاکٹر حافظ محمد سجاد، ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے

marfat.com

Marfat.com

ان مقالات کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے جو کوشش کی اس کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔  
علاوہ ازیں جناب ناظم بشیر اور ان کی پوری ٹیم بھی ان تحقیقی مراحل میں معاونت پر  
شکر یہ کی مستحق ہے۔

یہ ارمان علمی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ولادت کی چار صدیاں  
ہونے پر اہل علم کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے کہ اللہ جل شانہ  
ہمیں حضرت امام ربانیؒ کے فکر و فلسفہ کی ترویج کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا  
فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

چیرمین شعبہ علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ ۶ دسمبر ۲۰۱۱ء

[drhumayunabbas@Yahoo.com](mailto:drhumayunabbas@Yahoo.com)

marfat.com

Marfat.com

# اِفتتاحی کلمات



marfat.com

Marfat.com



## افتتاحی کلمات

جہیل اطہر سرہندی

معزز مہمانانِ گرامی سب سے پہلے میں حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر  
رہانی اسلامک سنٹر من آباد لاہور کی طرف سے آپ سب حضرات کا دل کی گہرائیوں سے  
شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ۳۳ ویں قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس میں شریک  
ہورہے ہیں اس سوسائٹی کا قیام حضرت سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی  
رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک سے عمل میں آیا تھا اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ۳۳ ویں  
امام ربانی کانفرنس ہے اور مجدد الف ثانی سوسائٹی کے عہدیداران اور کارکن ایک تسلسل  
کے ساتھ اس فکر اور فلسفے سے اپنی وابستگی کا اظہار کرتے آرہے ہیں حضرت مجدد الف  
ثانی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی عظیم شخصیت ہیں جن کا روحانی فیض کم و بیش چار سو برس  
سے مشرق و مغرب، جنوب و شمال میں جاری ہے جدید علمی دنیا میں سب سے پہلے جس  
نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا وہ شاعر مشرق حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال  
رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو حضرات المل اللہ کی روحانی قوت کا صحیح ادراک تھا اس لیے انہوں  
نے فرمایا تھا۔

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ڈاکٹر اقبال نے محسوس کیا کہ برصغیر کے مسلمانوں کی اگر قسمت بدل سکتی ہے تو  
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات پر عمل کر کے ہی بدل سکتی ہے اس  
لیے انہوں نے یہ التجا کی۔

marfat.com

Marfat.com

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ  
 تیرے پیانے میں ہے ماہ تمام اے ساتی  
 تاریخی حقائق کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ  
 اللہ علیہ نے تکفیری مہم نہیں چلائی بلکہ اصلاحی مہم سے کام کیا ہے۔ بیمار کو بیمار ثابت کرنا اور  
 اس کے مرض کی صحیح تشخیص یہی حکمت ہے مگر بیمار کا علاج کرنا اس کے مرض کے اصل  
 اسباب کو دور کرنا اور اس کو صحت مند بنانا اصل حکمت ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ  
 اللہ علیہ نے بیمار ملت کو صحت مند بنایا اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ہسپانیہ کے حشر سے  
 دوچار ہونے سے بچانے میں کامیاب ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بڑی ہمہ گیر ہے اس کے اثرات  
 بھی عالمگیر ہیں جوں جوں تحقیق کا مقام وسیع ہو رہا ہے نئے نئے رخ سامنے آرہے  
 ہیں اور آپ کی عظمت و شوکت کا نقش پختہ تر ہوتا جا رہا ہے۔ بے شک آپ الف ثانی یعنی  
 ہزارہ دوم کے مجدد ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض اپنی صدی سے گذر کر اب دوسری  
 صدیوں میں داخل ہو رہا ہے تقریباً ۴۰۰ برس گزر چکے ہیں مگر پاک و ہند کے افق پر  
 مجددی آفتاب پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے حضرت شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو  
 یہ فیض شیخ طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا تھا۔ وہ کابل سے  
 روانہ ہو کر لاہور پہنچے پھر وہاں سے دہلی روانہ ہوئے راستے میں سرہند سے گذرے۔ اس  
 شہر میں یہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

”فقیر نے دیکھا ایک بڑا چراغ روشن کیا گیا ہے اور دیکھتے ہی

marfat.com

Marfat.com

دیکھتے اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے ہزاروں لوگ اسے روشن کر رہے ہیں حتیٰ کہ میں سرہند کے قریب پہنچا تو وہاں کے دشت و در کو چراغوں سے منور پایا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے گئے جہاں اڑھائی ماہ کے قیام کے اندر فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ کی اجازت حاصل کی اور حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ شریف سے انہیں مشرف فرمایا۔ ڈاکٹر اقبال سرہندی نے صحیح کہا تھا۔

اے مجدد لاج رکھ لی تھی ہماری آپ نے  
کر کے تجدید وفا کی تاجداری آپ نے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ناموس رسالت، ناموس شریعت اور ناموس ملت کے محافظ و نگہبان تھے۔ اقبال نے کہا تھا۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند  
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں فرمایا:

”تم جانتے ہو کہ پچھلے دور میں اسلام پر کیا کچھ گزری ہے اسلام کی کمزوری پہلے زمانے میں جب کہ اسلام نیا نیا آیا تھا اس سے

زیادہ نہ تھی کہ مسلمان اپنے دین پر اور کفار اپنے دین پر قائم رہے لیکن پچھلے دور میں (ان کا اشارہ اکبر کے زمانے سے ہے) کفار کھلم کھلا اسلامی علاقوں میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان اسلام کے احکام ظاہر کرنے سے عاجز تھے اگر اظہار کرتے تھے تو قتل کر دیے جاتے تھے اب جب کہ مانع شوکت اسلام بیچ میں سے ہٹ گیا ہے (اس کا اشارہ اکبر کے رخصت ہونے کی طرف ہے) اور بادشاہ اسلام کے تخت نشین ہونے کی خبر مسلمانوں نے سن لی ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ قول و عمل سے بادشاہ کی مدد کریں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں فرمایا:

”دنیا دار علماء کی صحبت زہر کی طرح ہے اور ان کا فساد اوروں تک پہنچتا ہے پچھلے دور میں جو مسلمانوں پر مصیبت آئی ہے وہ ان کی وجہ سے آئی بادشاہوں کو انہوں نے بہکایا۔ مگر اسی کے بہتر فرقوں کے مبتدا یہی تھے اس لیے فقیر بادشاہ کا ساتھ دینے کی آرزو رکھتا ہے جو اسلام کو طاقتور بنانے کی فکر میں ہیں اور مسلمانوں کو بری حالت سے نکالنا چاہتے ہیں۔“

جدا اور خارج از اشتراک فرقے کا تصور شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا بے شک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کو ہندومت میں ضم ہونے سے

marfat.com

Marfat.com

پچائیں۔ آپ ہی کی مساعی کا ثمرہ ہے کہ آج اسلام اور مسلمان برصغیر میں پہچانے جاسکتے ہیں۔ حضرت مجددِ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو ابھارا اور نہ ہندوؤں نے بت اور جین دھرم کو اپنے اندر اس طرح جذب کر لیا تھا کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رکھا۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کو بھی اسی طرح اپنے اندر جذب کر لیا جائے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب بظاہر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے انہیں عطا کیا لیکن درحقیقت یہ مولا جل شانہ کا عطیہ تھا اور اللہ کے نیک بندوں نے آپ کو حضرت مجدد کہنا شروع کر دیا اکثر افراد اب آپ کا اصل نام تو جانتے ہی نہیں انہیں حضرت مجدد کے نام سے ہی یاد کرتے ہیں حضرت مجدد کے احیائے دین کا ہی اثر ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ہندوؤں میں ضم ہونے سے بچ گئے۔ اجل علماء حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تحریک احیائے اسلام کے گرویدہ ہوئے اور اب تک چلے آ رہے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تعریف میں نہایت ہی خوب اور بلند پایہ بات کہی ہے کہ مومن پارسا ہی آپ سے محبت اور قاجر بد بخت ہی آپ سے بغض رکھے گا۔ آپ کے مکتوبات اور رسائل کے ہر لفظ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت کی چاشنی ملتی ہے اور انسان جتنا زیادہ ان کے افکار کا مطالعہ کرتا ہے اتنا ہی وارفتہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا۔

جلائے جس نے اندھیروں میں روشنی کے چراغ

وہ جس کے فیض نے مہکا دیے جہاں کے دماغ

marfat.com

Marfat.com

حضرت کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۳ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۶۲۳ء کو ہوا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دو کرامتیں دنیا کے لیے بڑے فیض کا باعث ہوئی ہیں ایک آپ کے نیک صاحبزادگان جنہوں نے آپ کے بعد آپ کے تبلیغی اور اصلاحی مشن کو جاری رکھا اور دوسری کرامت جناب حضرت مجدد کے مکتوبات شریفہ ہیں جنہیں پڑھنے والا آج بھی ایک سرور اور سوز محسوس کرتا ہے یہ مکاتیب فارسی ادب کا بیش قیمت سرمایہ ہیں اور اب اردو میں ترجمہ ہو کر دنیا سے داد پارہے ہیں۔ حضرت مجدد کی ایک اور اہم خدمت یہ ہے کہ آپ نے سلسلہ تصوف کی ترویج کی جو ہندوستانی طریقوں میں شریعت سے زیادہ قریب ہے وہ تصوف کو احکام شرعی کی حدود میں لے آئے آپ کا ایک اور کارنامہ بدعت کے خلاف جہاد ہے انہوں نے ان چیزوں کو جو قبیح مصلحتوں اور نفسانی فائدوں کی بناء پر دین اسلام میں عقائد و اعمال کی صورت میں شامل کر دی گئی تھیں انہیں دین سے باہر نکالا اور ملت اسلامیہ کو آگاہ کیا کہ سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کی بھلا اور دوسرے کی فٹال لازم ہے۔ بس ایک کا زندہ کرنا اور دوسرے کو مارتا ہے۔ بدعت دین کو کاٹنے والی کلہاڑی ہے اور سنت ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ بدعت کا دور کرنا اسلام کی تقویت کے لیے لازم ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شعائر اسلام کا احیاء کیا۔ آپ نے جہانگیر کو سجدہ تعظیسی نہ کر کے قید و بند کی صعوبتوں کو لیک کہا اور خلاف شریعت احکامات کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ فیض لدھیانوی کا شعر ہے۔

جو آنکھیں ہیں تو پڑھ شیخ مجدد کی وہ تحریریں نہیں جن کے ہیں ہر نقطے میں دین و ملت کی تفسیریں

marfat.com

Marfat.com



یہ تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی یاد میں ہم یہ کانفرنس منعقد کر رہے ہیں اور اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ حضرت نے جو پیغام ہمارے لیے چھوڑا ہے ہم یہ پیغام آج کی نسل تک پہنچائیں اور ان کو دعوت دیں اور بلائیں ان مقاصد کی طرف اس فلسفہ کی طرف اور اس فکر کی طرف جس کے علمبردار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر رہانی اسلامک سنٹر اپنی بساط کے مطابق پچھلے پینتیس سال سے یہ خدمت انجام دیتے آرہے ہیں اور اس سارے کام کا سہرا ہمارے روحانی پیشوا سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے آج ان کی روح پھر خوش ہوگی کہ ان کے پیروکار ان کے نام لیوا اس مقصد اور نصب العین کے لیے ایک مرتبہ پھر لاہور کی اس سرزمین میں اکٹھے ہوئے ہیں جو کہ حضرت باقی باللہ کو بھی بڑی عزیز تھی اور حضرت امام رہانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بڑی محبوب تھی حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بڑے پیشوا تھے اپنے اسی سفر میں جو وہ کابل سے وطن تک کر رہے تھے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دریافت کیا تھا تو یہ سرزمین اس بات پر ہمیشہ فخر کرتی رہے گی کہ وہ ذریعہ بنی اس شخصیت کو دریافت کرنے کا جس نے اسلام کو دوبارہ زندہ کیا جو اسلام کے ماتنے والوں کے ہاتھوں آزمائشوں اور مصائب سے دوچار تھا لیکن ایک مرد حق کھڑا ہوا اور دیوار بن کے مقابلہ کیا تختیوں اور مصائب کا اور وہ ذریعہ بنا برصغیر میں اسلام کو ایک نئی زندگی اور ایک نئی روح عطا کرنے کا۔

حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اپنے دوسرے کاموں کے علاوہ ہر سال یہ

marfat.com

Marfat.com

کانفرنس منعقد کرتی ہے اور اس میں جو مقالات پڑھے جاتے ہیں انہیں کتابی صورت میں شائع کرتی ہے۔ اس دفعہ ارمغانِ امام ربانی کے نام سے جلد سوم شائع ہوئی ہے۔ یہ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس جو ہمارے ساتھی، مربی اور محسن ہیں انہوں نے اسے مرتب کیا ہے اور اسی طریقے سے ہم نے ایک اور کتاب تصوف روح دین شائع کی ہے یہ بھی شیر ربانی اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی تحریر ہے۔ قاری صاحب حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھی ہیں ان کے دست راست ہیں اور ان کے مشن کی تکمیل میں شب و روز کوشاں ہیں اور ہمارے لیے راہنمائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت ان تصورات کے مطابق جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیے جو حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے ہمیں دیے جو حضرت قائد اعظم نے ہمیں دیے پاکستان کو اسلام کا ایک قلعہ بنانے کے لیے عزم مصمم کے ساتھ یہاں سے اٹھیں گے اور اس پیغام کو ان تمام لوگوں تک پہنچائیں گے جو اس کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکے تاکہ حقانیت کا اور صداقت کا یہ پرچم سر بلند رہے۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا کرے (آمین)

# خطبہٴ صدقات



marfat.com

Marfat.com

## خطبہ صدارت

پروفیسر پیر آغا ثار احمد جان سرہندی

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على

سيد المرسلين وعلى اله وصحبه اجمعين اما بعد

جناب جمیل اطہر سرہندی صدر حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی، سیکرٹری جناب  
 ناظم بشیر صاحب، دیگر اراکین حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی، شیرربانی اسلامک سنٹر،  
 صاحبزادہ غلام مصطفیٰ مجددی اور صاحبزادہ جنید سرور مجددی، علمائے کرام، مشائخ عظام و  
 صلحائے وقت! سب سے پہلے میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایسی  
 پُر وقار علمی کانفرنس کی صدارت کا اعزاز بخشا۔ آپ کی محبت مجھے اس سال بھی کھینچ لائی  
 لاریب حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی و شیرربانی اسلامک سنٹر خوش نصیب ہیں کہ انہیں  
 اتنے عالی مرتبت مقالہ نگار میسر آئے یہ لوگ آسمان علم و فضل کے مہر و ماہ ہیں گویا علم و فضل  
 کی ایک کہکشاں کھلی ہوئی ہے ایک مقالہ نگار کا مقالہ اس قابل ہے کہ آب زر سے  
 لکھا جائے۔ ہم نے بھی اور آپ نے بھی ملاحظہ فرمایا کہ سابقہ کانفرنس میں پڑھے جانے  
 والے مقالات کتنے دقیق تھے اور اس کی حلاوت آج تک موجود ہے اور اس کانفرنس کی  
 حلاوت اس پر مستزاد!!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بجا طور پر اہلیان لاہور سے محبت فرماتے

تھے انہوں نے لاہور کو قصبۃ الاسلام قرار دیا یہاں آپ کی بنائی ہوئی مسجد الحمد للہ آج بھی  
 موجود ہے۔ گذشتہ سال عرس امام ربانی کے موقع بہ حب میں آپ حضرات کی خدمت

marfat.com

Marfat.com

میں حاضر ہوا تھا تب جلسہ گاہ میں مجھے جو سکینت و اطمینان قلب حاصل ہوا جو مسرت و انبساط کا عالم طاری ہوا وہ میرے لیے ایک حیران کن تجربہ ثابت ہوا مجھے کچھ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پاک مسرت سے آپ کی طرف متوجہ ہے اور اسی کے فیض سے اتنا پُر کیف روحانی اجتماع ممکن ہوا۔ دوسری طرف سلسلہ عالیہ میں اتحاد و اتفاق کی ہے ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

”ز اتفاق مگس شہدی شود پیدا      خد اچہ لذت شیریں در اتفاق نہاد!!“

شہد کی مکھیوں کے اتحاد و اتفاق سے شہد جیسی شیریں چیز پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اتحاد و اتفاق میں کیا شیریں لذت رکھی ہے

حضرات گرامی! تاریخ تجدید میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات

گرامی وہ واحد ہستی ہیں جن کے مجدد ہونے پر کامل اتحاد ہے یہاں تک کہ آپ کے اسم

مبارک کا بہت سے لوگوں کو علم نہیں۔ موافق ہو یا مخالف سب آپ کو مجدد الف ثانی کے پر

افتخار لقب سے یاد کرتے ہیں درحقیقت ”مجدد الف ثانی“ کی قبائے زریں بنی ہی آپ

کے جسم مبارک کے لیے تھی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ میں یشاء یہ اللہ تعالیٰ کا فضل

ہے جسے چاہے نواز دے“ وہ اس پورے ہزار سالہ دور کے بالاتفاق مجدد و مصلح ہیں۔ رُشد

و ہدایت، علم و فکر کے تمام راستے اُن ہی کی طرف جاتے ہیں۔ متاخرین کے کلام میں اُن

کے فکر کی خوشبو موجود ہے۔ آپ کی تعلیمات اسلام کا عین قلب ہیں آپ کی فکر عالی کا منبع

قرآن و حدیث ہے کوئی اسلامی مُفکر ان مصادر تک رسائی میں اُن سے زیادہ قریب تر

نہیں ہے۔

marfat.com

Marfat.com

آپ کی تجدید یہ ہے کہ نہ صرف آپ نے شریعت و طریقت میں ڈالی گئی آلودگی کو صاف کیا بلکہ صحیح اسلامی فکر و فلسفے کو اجاگر کیا۔ خالصتاً ایک نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی جو قرآن و سنت سے مستفاد تھا جس میں فکر یونان کا کوئی دخل نہیں تھا۔ آپ حدیث شریف میں آئے ہوئے لفظ ”صلۃ“ کے مصداق ہیں آپ نے شریعت و طریقت کو ملا کر ایک کر دیا۔ آپ تمام مروج سلاسل کے جامع ہیں۔ میرے علم میں چھتیس سلاسل ہیں جن میں آپ بیعت تھے یہی وجہ ہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا استحصا ص یہ ہے کہ یہ ایک نل ہے جو تمام سلاسل و مسالک / فرقوں کو آپس میں ملاتا ہے۔ یہاں ہر مسلک کے حامل افراد کو اپنے مسلک کے مطابق تسکین ملے گی۔ یہاں تو حید قرآن و سنت، محبت رسول مقبول ﷺ و محبت اہل بیت کرام و بزرگان دین سے بے پناہ عقیدت و محبت مجتمع ملے گی۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں شریعت و طریقت کا ایسا حسین امتزاج ہے کہ حدیث شریف میں طریقت کے لیے آیا ہوا لفظ ”اخوان“ اپنے پورے حسن کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔

حضرات گرامی! آپ نے بے شمار عقدہ لانا نخل حل فرمائے رسول اکرم ﷺ کو معراج دنیا میں نہیں آخرت میں ہوئی تھی۔ حضرات خضر و الیاس ارواح ہیں۔ ہندوستان میں بھی انبیائے کرام تشریف لائے تھے مگر پیروکاروں کی تعداد بہت کم رہی بعض کی قبور مبارکہ کی نشان دہی فرمائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے عبقری وقت مسلم قوم پر آپ کے احسانات گنوانے کے بعد فرماتے ہیں:

”آپ کی ذات کی جلالت شان یہاں تک پہنچی کہ بلا خوف و تردد

marfat.com

Marfat.com



یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ سے محبت رکھنے والا مومن متقی اور آپ سے عداوت رکھنے والا فاجر و شقی ہے۔

آپ کا فکر و فلسفہ سلطنت کے لیے ایک مقوی ٹانگہ ہے۔ سلطنت مغلیہ جب تک آپ کے فکر و فلسفہ پر عمل پیرا رہی تب تک سلطنت مغلیہ کی وسعت قوت و شوکت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا مگر اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد ان کے جانشینوں نے آپ کے فکر و فلسفہ کو ترک کر دیا جس کے نتیجے میں عظیم سلطنت مغلیہ کے جسم سے قوت و طاقت کا سارا خون نچر گیا اور سلطنت تباہی و بربادی کی طرف تیزی سے گامزن ہو گئی کیونکہ یہ نظریہ ہی ہے جو سلطنت کے بے جان جسم میں طاقتور روح ڈالتا ہے

یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی جس کی وجہ سے علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ کا رخ تبدیل ہو گیا۔ علامہ صاحب اپنی شہرہ آفاق کتاب ”جاوید نامہ“ میں مشہور مغربی مفکر نطسہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

کاش بودے در زمان احمدے تار سیدی بر سرور سردی  
کاش نطسہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ہوتا تو ان سے سرور سردی حاصل کرتا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ”مجدد الف ثانی کانفرنس“ ہو اور حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور علیہ الرحمۃ اور استاذی ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کی یاد نہ آئے الحمد للہ ان کے صاحبزادگان جناب غلام مصطفیٰ و جناب جنید سرور سلمہما اور بھما اور ان کے مرید باصفا جناب ناظم بشیر صاحب اور جناب جمیل اطہر سرہندی اس مبارک سلسلہ کو بھد

marfat.com

Marfat.com

کوشش و کاوش برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جناب جمیل اطہر سرہندی جو اس عاجز سے محبت کرتے ہیں اور برابر اخبار جرات بھیجتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ پھر درگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی کانفرنس و شیر ربانی اسلامک سنٹر کے اراکین کو خوش و خرم رکھے انہیں شدا اند زمانہ سے محفوظ رکھے مقالہ نگار حضرات اور شرکائے کانفرنس تمام شاد و آباد رہیں اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی روح پُرفتوح سے فیض یاب ہوں آمین بجاہ سید المرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

marfat.com

Marfat.com

# مقالات

marfat.com

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ  
حضرت مجدد الف ثانی  
کی  
تعلیمات، کمالات و احسانات



marfat.com

Marfat.com

## حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، کمالات و احسانات

پروفیسر آغا پیر ثار احمد جان سرہندی

آسمان علم و فضل پر نہ جانے کتنے چاند ستارے صوفشان ہوئے ہر ایک کی اپنی اپنی چمک، چاندنی اور روشنی مگر ایک چاند ایسا طلوع ہوا کہ جس کی روشنی کو ایک ہزار سال تک دنیا کو منور رکھنا ہے۔ ایک ایسا مہتاب کہ جس نے آفتابِ نبوت سے اکتسابِ فیض کیا اور اس کی روشنی اور چمک مستفاد لی تھی اور اب ایک ہزار سال تک اس کی چمکتی ہوئی منور چاندنی کو ظلمتِ شب میں اُجالا کرنا ہے اور جب چاند طلوع ہوتا ہے تو چمکتے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اور اسی چمکتے چاند کی رہ نمائی میں راہ ہدایت طے ہوتی ہے وہ "صلۃ" جس کی بشارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ وہ جامع البحرین کہ جس نے راہ ہدایت کے دو عظیم دریاؤں۔ دریائے شریعت و دریائے طریقت کو دوبارہ ملا کر بنا ایک کر دیا!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بیان میں انسان حیران ہوتا

ہے کہ وہ کہاں سے شروع کرے اور کہاں پر اختتام کرے وہ تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے آگہیوں خیرہ اور عقل حیران ہو جاتی ہے مگر چہ کما حقہ ہم ان کو بیان تو نہیں کر سکتے مگر ان کے عظیم الشان احسانات کا محض شکر یہ ادا کرنے حاضر ہوئے ہیں ملت اسلامیہ پر آپ کے احسانات کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کما حقہ بیان کر سکتے ہیں

گزشتہ جلد ۱۲، رقم الحدیث: ۳۲۵۸۹

marfat.com

Marfat.com

اگر ہم اپنی آسانی کے لیے اسلام پاک کے پہلے ایک ہزار سالہ دور کو الگ اور دوسرے ہزار سال کے دور کو الگ کر لیں اور دوسرے ہزار سال کا علمی مطالعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے کریں تو اس دوسرے ہزار سالہ دور کی علمی و روحانی غرض ہر جہت کی افہام و تفہیم نہایت آسانی سے ہو سکتی ہے اور دوسرے ہزارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیثیت فغانی کے اس شعر کے مصداق بنتی ہے ۔

یک چراغ است دریں خانہ و از پر تو آں  
ہر گجائی نگر می انجمنے ساختہ اند

”اس گھر میں ایک ہی چراغ ہے اور اسی کی روشنی سے جہاں دیکھتا ہوں محفلیں بجی ہوئیں ہیں“

آپ کے مکتوبات شریفہ قوت استدلال، حسن بیان بے پناہ جذبہ خلوص اور بے مثال انشاء پر دازی کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہیں۔ ایسا انداز بیان کسی صاحب داعیہ کو شاید ہی نصیب ہوا ہو ایک خوبصورت باغِ معانی ہے جس میں طرح طرح کے مسائل خوش رنگ پھولوں کی طرح کھلے ہوئے ہیں۔ غرض آپ کے مکتوبات شریفہ میں آپ کی تعلیمات موتیوں کی طرح بکھری ہوئی ہیں عبارت میں عین الیقین، جوش اور صدق اتنا زیادہ ہے اور ایک ایک لفظ ایک دوسرے سے اس طرح پوست ہے گویا ایک لڑی ہے جس میں گوہر آبدار پروئے ہوئے ہیں۔ بقول صاحب زبدة المقامات آپ نے ہر مضمون کو ایک رنگین باغ بنا دیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مختلف مسائل پر آپ کے ارشادات وہ جواہر پارے ہیں جو ہمیشہ چمکتے رہیں گے۔ علامہ اقبال نے ”انسان کے نفسیاتی مسائل“ کے موضوع پر لندن میں ایک تقریر کی تھی جس میں ہنگ کی تعلیظ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بارے میں ہندی عالم (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے خیالات کا میں اظہار کرنا چاہتا ہوں مگر انگریزی زبان کا دامن اتنا تنگ کہ ان کے الفاظ کا کما حقہ ترجمہ نہیں ہو سکتا، ایک اور جگہ علامہ صاحب نے آئن سٹائن کے نظریات کی مطمح نظر کی تطبیق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات سے کی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دعوت اصلاح و تجدید دین میں کامیابی حاصل ہوئی اس کی بنیادی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ اسلام اپنے اندر ایک تجدیدی نظام رکھتا ہے یہ نظام کسی دوسرے مذہب میں موجود نہیں ہے لہذا ان میں اگر کوئی بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اس کو درست نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ بگاڑ اس پورے دین کے طریقے کو تبدیل کر دیتا ہے بخلاف اس کے اسلام کا اپنا ایک تجدیدی نظام ہے جو اسلام پاک کو واپس اسی نہج پر لاتا ہے اور صراط مستقیم سے سر مو انحراف نہیں کرنے دیتا اسی لیے اسلام قیامت تک کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اس نظام کے سب سے بڑے مجدد Revivalist پورے دوسرے ہزارے کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے جو واپس اس نظام کو اپنی اصل نہج پر لائے آپ کا ایک عظیم الشان کارنامہ شریعت و

طریقت کو ایک دوسرے سے قریب تر کرنا بلکہ اُن کا دوبارہ اتحاد و ادغام ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور میں شریعت و طریقت میں کوئی مُغایرت نہیں تھی بلکہ دونوں یک جان دو قالب تھیں مگر امتدادِ زمانہ سے اُن کے درمیان مغایرت کی خلیج حائل ہو گئی شریعت صرف ظاہر کی پابندی رہ گئی اور طریقت غیر اسلامی افکار و عقائد کی آماجگاہ بن گئی۔ حاملانِ شریعت اور صاحبانِ طریقت دونوں ایک دوسرے کے حریف بن گئے۔ آپ نے بحسن و خوبی شریعت اور طریقت میں تطبیق دی اور ان کا اصل مقام متعین کیا آپ نے واشگاف انداز میں اعلان کیا کہ طریقت شریعت کی کنیر ہے۔ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

”تصوف اس لیے نہیں کہ غیبی صورتیں اور شکلیں مشاہدہ کریں

اور نوروں اور رنگوں کو دیکھیں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ

۱۔ معتقدات شرعیہ میں زیادہ یقین حاصل ہو جائے تاکہ

استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف (باطنی مشاہدہ) کے میدان

میں آجائیں

۲۔ احکام شریعت بجالانے میں آسانی ہو جائے یا در ہے کہ

تصوف دراصل علوم شرعیہ کا خادم ہے شریعت کا مخالف نہیں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”قرآن مجید میں ارشاد ہے ”اور ایمان والے ہیں ان کی محبت

اللہ (تعالیٰ) کے لیے بہت شدید ہے۔ [البقرہ: ۱۷۵:۲]

marfat.com

Marfat.com



”اگر تمام جہان کی جتنی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں ڈال دیں اور اس محبت کو قائم کر لیں تو کچھ غم نہیں کرنا چاہیے اور اگر تمام پہاڑوں کے برابر انوار و کیفیات باطن میں زیادہ کریں لیکن اس محبت میں بال برابر کمی کر دیں تو اس کو سوائے خرابی کے اور کچھ نہ جانتا چاہیے“

”کمال، محبوب کی اطاعت سے حاصل شریعت کی متابعت پر موقوف ہے کیوں کہ یہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے فرماتے ہیں:

”شریعت کے تین اجزاء ہیں۔۔۔۔۔ علم، عمل اور اخلاص اور ان کا حصول اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور یہ رضا دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے تصوف، شریعت کے تیسرے جزو اخلاص کو کامل کرتا ہے“

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہلے صوفی ہیں جنہوں نے حتمی طور پر منازل تصوف متعین فرمائے اور ان میں مزید عروج و ترقی کی نوید سنائی یہ کہہ کر کہ ”حق تعالیٰ وِزَاءُ الْوِزَاءِ“ ہے یعنی بلند سے بلند تر اسی سے ترقی و عروج کی نئی منازل کا پتہ چلتا ہے ورنہ آپ سے پیشتر صوفیائے کرام اکثر مرتبہ فنایت میں پہنچ کر اپنے وجود کو گم کر کے اور تہاؤات واحد کو محسوس کر کے وحدۃ الوجود کا دم بکھرنے اور انا الحق میں اللہ تعالیٰ ہوں کی صدائیں بلند کرنے لگے تھے؟ اب میں نے وحدۃ الوجود کو تنگ کو جو قرار

marfat.com

Marfat.com

دیا حالانکہ آپ سے پیشتر صوفیائے کرام کے لیے یہی کُل کائنات تھی۔ تصوف میں آپ کے احسانات میں اہم یہ بات بھی ہے کہ انہوں نے انسان کو اُس کا اصل مقام عبدیت متعین کر کے دیا جو اسلام کا منہجائے مقصود تھا مگر مُرور زمانہ سے اُس میں کافی تبدیلیاں واقع ہو گئی تھیں۔

آپ سے پیشتر جب کسی صوفی صافی کو عروج حاصل ہوتا تو وہ اپنا مقام عبدیت بھول جاتا اور اللہ پاک کی ذات احدیت مآب جل جلالہ کا اُس پر اتنا اثر ہوتا کہ اپنا اصل مقام عبدیت بھول کر اپنے آپ کو وجود برحق سمجھنے لگتا تھا اور اسی کو تصوف کا منہجائے کمال سمجھتا تھا آپ نے جب صوفیائے کرام کو وحدۃ الوجود کے تنگنائے سے نکالا اور انہیں وحدۃ الشہود کے بحر بیکراں کا پتہ دیا تو اس کے ساتھ ہی انسان کی صدیوں سے جامد اور رُک جاتی ہوئی ترقی ایک دفعہ پھر نئی نئی منازل و مراحل کی طرف رواں دواں ہو گئی۔ علامہ اقبال نے حکیم نطشہ جس نے انسان کا یورپی تصور اجاگر کیا، کے بارے میں جاوید نامہ میں فرماتے ہیں کہ کاش وہ شیخ احمد کے دور میں ہوتا تا کہ اُس کو سُور سردی حاصل ہو جاتا!! خود علامہ اقبال کے تصور خودی پر حکیم نطشہ کا اثر نہیں بلکہ حضرت مجدد الف ثانی کے ”تصور وحدۃ الشہود“ کا ہے۔

درحقیقت انسان کو جب تک اپنی کم مائیگی اور اپنی عبدیت کا پتہ نہیں ہوتا وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اُس کی کم مائیگی یا خاکساری ہی ہے جو اس کو حرکت و عمل پر مجبور کرتی ہے یہ ایک بے پناہ طاقتور جذبہ ہے جو انسان میں تب ہی پیدا ہو سکتا ہے جب اُس کو اپنی اصل حیثیت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ میں محض ایک مشتِ خاک ہوں جس کو حقیر سمجھا گیا

marfat.com

Marfat.com

مگر اللہ پاک نے کرم فرمایا اشرف المخلوقات قرار دے کر نیابت ارضی عنایت فرمائی۔ جنت میں رکھا مگر ازلی دشمن (ابلیس) کی وجہ سے وہاں سے نکلنا پڑا مگر مجھے دوبارہ واپس اس جنت / اُس پُر مسرت مقام Absolute Pleasure کو حاصل کرنا چاہیے۔

اسی جذبہ کی وجہ سے اُس کی تمام جنسی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں اور اس کے عقل و شعور کو ہمیں لگتی ہے مگر وحدۃ الوجود میں چونکہ سالک اپنے وجود کو ذات حق تعالیٰ میں گم کر دیتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ بس اس سے آگے کوئی منزل نہیں کوئی ترقی نہیں۔ لہذا اس کی تمام ترقیات یکسر رک جاتی ہیں فکر و خیال ٹھٹھ کر رہ جاتے ہیں اور وہ جمود کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے ہی یہ وضاحت فرمائی کہ یہ محض ایک سراب ہے۔ اللہ تعالیٰ وراء الوراء (بلند سے بلند تر) ہے اور یہ فرمایا کہ یہ محض ایک ابتدائی منزل ہے اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے ابھی بہت کچھ منازل طے کرنی ہیں مگر اُس کی ذات احدیت مآب جل جلالہ اتنی بلند ہے کہ انسان کا طائرِ شخیل وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ مزہ وصال میں نہیں فراق میں ہے۔ یہ بات سالک کے آتش شوق کو اور بھڑکاتی ہے اور وہ ہمیشہ عالم فراق میں نئی نئی ترقیات اور منازل کو طے کرتا رہتا ہے اور ”انسان کامل“ بننے کا یہی طریقہ ہے۔ اسی نظریے سے وہ جمود ٹوٹتا جس نے صوفیائے کرام کے اذہان کو جکڑ رکھا تھا اور نت نئے غروج و ترقی کے مقامات کے بند در کھل گئے۔ اگر آپ کے اسی ایک تجدیدی کارنامے کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جائے کہ کس طرح آپ نے انسان کی روحانی ترقیات و منازل کے اعلیٰ ترین مقامات کا پتہ چھان / سالک / صوفیائے کرام کو

marfat.com

Marfat.com

بتایا تو آپ کا صرف یہی ایک کارنامہ کافی و شافی ہے!!

وحدة الوجود اور وحدة الشہود صرف لفظی نزاع نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات

فرماتے ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’توحید شہودی ایک کو دکھانا ہے اور توحید وجودی ایک کو

موجود جاننا اور اس کے غیر کو نابود سمجھنا ہے۔ توحید وجودی علم

الیقین کی قسم سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم ہے

توحید شہودی راہ سلوک کی ضروریات میں سے ہے کیوں کہ

فنا اس کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور مرتبہ عین الیقین اس کے

سوا میسر نہیں اور علم الیقین بغیر اس معرفت کے حاصل ہے

کیونکہ علم الیقین اس کے ماسوا کی نفی کو مستلزم نہیں۔ آفتاب کا

دیکھنا اس کا مستلزم نہیں کہ ستاروں کو نیست و نابود سمجھا جائے

۔ آفتاب کی روشنی کی تیزی نے ستاروں کو آنکھوں سے

اوجھل کر رکھا ہے اگر دیکھنے والے کی آنکھ اسی آفتاب کی

روشنی سے روشن ہو جائے تو وہ آفتاب کے ہوتے ہوئے

ستاروں کو دیکھے گا۔‘

ڈاکٹر جاوید اقبال اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

”وحدت الوجود کے حامی صوفیہ کا ایمان تھا کہ ہر شے میں خدا بلکہ ہر شے خدا ہے اسی تصور سے متاثر ہو کر اکبر نے ”دین الہی“ ترتیب دیا اور اس صوفی نظریہ کی بنیادوں پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے ادغام کی کوشش کی۔ شیخ احمد نے واضح کر دیا کہ خالق کی ذات اپنی مخلوق سے علیحدہ ہے اور مخلوقات اس کی ذات تک کبھی نہیں پہنچ سکتیں۔“

جیسا کہ آپ نے ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ:

”میں مشغلت کرنے نہیں آیا بلکہ میرے ذمہ مہتمم بالشان کام ہے اور ہماری نظر میں وہ کام ہے، شریعت و طریقت کی بہترین تشریح و توضیح و تطبیق۔ آپ کو جو کچھ عطا ہوا وہ آداب شریعت و سنن کو ان کی انہما پر لے جا کر عمل کرنے سے ملا۔ آپ کے مکتوبات اتنے واضح، صریح، صاف اور روشن ہیں کہ کسی نے ان کی صحت پر شک نہیں کیا۔ آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے وہ اعتدال و توازن رکھ دیا تھا جس کی وجہ سے آپ علمی و روحانی مسائل کو اپنی صحیح جگہ پر رکھتے چلے گئے۔ آئینے پر گرد و غبار جمع ہو جائے اور کوئی اُس کو اچھی طرح صاف کر دے تو وہ مجلا ہو کر

چمکنے لگتا ہے۔

بعینہ یہی کچھ آپ نے آئینہ اسلام کے ساتھ کیا اور یہی تجدید الف ثانی ہے....!! آپ وہ واحد مجدد ہیں (وہ بھی مجدد الف ثانی) کہ جس کے مجدد ہونے پر پورے عالم اسلام کو اتفاق ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے) یہاں تک کہ شدید ترین مخالف بھی آپ کو مجدد ہی کہتے ہیں۔ بے شک اللہ کی عطا کی ہوئی خلعت ہے...!!

آپ کی ایک مایہ الاقویاز خصوصیت مُتقدّمین کے لیے آپ کا بے پناہ ادب و احترام اور ان کے اقوال و افعال کی بہترین تشریح و توضیح، تاویل اور دفاع ہے یہ ان متأخرین کے لیے ایک تازیانہ عبرت ہے جو غیر مسلک کے بزرگوں کی شان میں تنقیص کرتے ہیں۔ سلسلہ ہائے تصوف اصل میں طبائع کے رنگ (ألوان) ہیں۔ ان ہی کی مناسبت سے ہر ایک کو اپنا حصہ جہاں مقرر ہے ملتا ہے یہی آپ کی تعلیم ہے۔

ان عظیم الشان کارناموں کے علی الرغم آپ نے ایک گوشہ میں دنیا مافیہا سے لاتعلق رہ کر یا ارباب اقتدار کے حضور بر بنائے مصلحت چُپ رہ کر زندگی بسر نہیں کی بلکہ ایک پر جوش مجاہد کی طرح افضل ترین جہاد کلمۃ العدل عند سلطان جائر کیا اور یہ اصول ہمیشہ کے لیے متعین ہو گیا کہ صاحب داعیہ کو رخصت نہیں عزیمت اختیار کرنی چاہیے۔ آپ کے تمام مداح یہاں تک کہ وہ بھی جنہوں نے آپ کی ذات گرامی پر تنقید کی کوشش کی ان سب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ کی دوسب سے بڑی کرامات بہر

marfat.com

Marfat.com

حال ضرور موجود ہیں ایک مکتوبات شریفہ دوسری آپ کی اولاد! الحمد للہ آج بھی آپ کی اولاد میں دُتر بے بہا موجود ہیں کہ ۔

جن کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

یا آپ کے عظیم سلسلہ سے وابستہ وہ افراد ہیں جو طہت اسلامیہ کا قابل فخر سرمایہ ہیں۔ گفتار و کردار میں اللہ کی برہان ہیں اور علامہ اقبال کے اس شعر کے صحیح مصداق ہیں۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مَوَّ من

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

آپ کی تعلیمات خوشبو بن کر اڑیں اور اطراف و اکناف عالم کو معطر کیا یہاں تک کہ ہر مٹاؤ (پچھے آنے والے) سے آپ کی تعلیمات کی خوشبو آنے لگی۔ بعض نے کھل کر و اشکاف انداز میں آپ کے الطاف و احسانات کا تذکرہ کیا بعض نے ذکر نہیں فرمایا: ژرف نگاہ علماء کو کما حقہ ضرور معلوم ہے کہ کس نے کہاں ۔۔۔ خوشہ چینی کی ہے ۔۔ چاند کی روشنی سے ہر گھر میں اجالا ہوتا ہے پھر چاہے امیر کاٹل ہو یا غریب کی کٹیا پھر وہ اپنے آپ کو کتنا مستغنی کیوں نہ سمجھے !!

اسد کوثر: شیخ محمد اکرام

marfat.com

Marfat.com

## حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، کمالات و احسانات

پروفیسر آغا رفیق احمد خان سرہندی

آسمان علم و فضل پر نہ جانے کتنے چاند ستارے صوفشان ہوئے ہر ایک کی اپنی اپنی چمک، چاندنی اور روشنی مگر ایک چاند ایسا طلوع ہوا کہ جس کی روشنی کو ایک ہزار سال تک دنیا کو منور رکھنا ہے۔ ایک ایسا مہتاب کہ جس نے آفتابِ نبوت سے اکتسابِ فیض کیا اور اس کی روشنی اور چمک مستفاد لی تھی اور اب ایک ہزار سال تک اس کی چمکتی ہوئی مولا چاندنی کو عظمتِ شب میں اُجالا کرتا ہے اور جب چاند طلوع ہوتا ہے تو چمکتے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اور اسی چمکتے چاند کی رہ نمائی میں راہِ ہدایت طے ہوتی ہے وہ ”صلوٰۃ“ جس کی بشارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ وہ جامع البحرین کہ جس نے راہِ ہدایت کے دو عظیم دریاؤں۔ دریائے شریعت و دریائے طریقت کو دوبارہ ملا کر ایک کر دیا!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بیان میں انسان حیران ہوتا

ہے کہ وہ کہاں سے شروع کرے اور کہاں پر اختتام کرے وہ تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ آہٹکیں خیرہ اور عقل حیران ہو جاتی ہے مگر چہ کما حقہ ہم ان کو بیان تو نہیں کر سکتے مگر ان کے عظیم الشان احسانات کا محض شکر یہ ادا کرنے حاضر ہوئے ہیں ملتِ اسلامیہ پر آپ کے احسانات کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کما حقہ بیان کر سکتے ہیں



## دور حاضر میں صوفیہ کا کردار

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

صدر مرکز تحقیق فیصل آباد

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو ہدایات، جو راہنمائی ہمیں نصیب ہوئی اس کی روشنی میں آج کے صوفیا کو کیا کرنا ہے؟ پہلی بات تو یہ یاد رکھئے کہ صوفی معاشرے سے اٹھتا ہے کسی معاشرے کا فرد ہوتا ہے اور معاشرے کی جو عیبتیں ہوتی ہیں وہ صوفی کے اندر بھی موجود ہوتی ہیں صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ وہ دین کا نمائندہ بن کے آتا ہے وہ دین جو علم بھی ہے اور عمل بھی ہے ان دونوں کا اظہار اس کی شخصیت سے ہوتا ہے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک ایسے دور میں آئے جو کہنے کو تو مسلمان حکومت کا دور تھا، مغلیہ سلطنت تھی اور مغلیہ اپنے آپ کو احناف سے منسوب بھی کرتے تھے اور اولیائے کرام کے اکثر و بیشتر عقیدت مند بھی تھے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ دو بادشاہ آپ نے دیکھے اکبر اور جہانگیر کا دور دیکھا اور دونوں ہی آپ کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے رہے۔ وہ جو امیر شریف ننگے پاؤں جانے کے لیے تیار تھے وہ سر ہند سے اٹھنے والے ولی کو کیوں نہیں مان رہے تھے یہ سوال ہمیشہ اٹھتا ہے بات اتنی ہے کہ بادشاہ وقت عقیدت کا اظہار کرنے میں تو بہت تیز تھے۔ دعائیں وصول کرنے کی بھی خواہش رکھتے تھے لیکن انہیں انداز حکمرانی میں شریعت کا نفاذ قبول نہیں تھا اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس پر اصرار کر رہے تھے۔

اس سے پہلی نصیحت ہمیں ملی کہ اگرچہ مملکت اسلامی ہو، مسلمان حکمران ہو،

marfat.com

Marfat.com

نسل در نسل مسلمان ہو مگر ان کے سامنے بھی کلمہ خیر کا طریقہ جو مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنایا وہ آج بھی اپنانا ہوگا۔ آج بھی وہی حالات ہیں۔ آج بھی مسلمان حکمران ہیں۔ آج بھی عقیدت مندی کی انتہاء ہے۔ آج بھی چادریں چڑھائی جارہی ہیں اور پھول برسائے جارہے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ شریعت کے بنیادی مسائل پر تسامح ہو رہا ہے، اس لیے آج کے صوفیہ کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہوئے ان مسائل کو سامنے لانا ہوگا جو مسائل دین کی اساس ہیں اگر یہ نہیں کریں گے تو ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف نہیں کریں گے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دور میں بھی ایسے صوفی تھے جن کے عقائد بگڑ گئے تھے ایسے بھی مکتبہ فکر تھے جو رسالت سے انکار کرنے لگ گئے تھے آپ اُس دور کے مختلف سلاسل اولیاء کی کتابیں پڑھیے میں پوری بصیرت سے کہنے لگا ہوں کہ اکثر کتابوں میں شروع سے آخر تک تصوف تو ہے پر رسالت نہیں ہے نبی ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔ مجاہدے اور مراقبے اور مکاشفات کی دنیا آباد ہے تو سوچئے جو مکاشفہ رسالت سے فیض نہیں لیتا جو مراقبہ عمل رسول ﷺ کی اقتداء میں نہیں چلتا اور جو الہام نبوی الہام کے سائے میں نہیں رہتا وہ مسلمانوں کو کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ساری محنت مقام رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے تھی کہ رسول اکرم ﷺ کا عمل معتبر ہے قول معتبر ہے آپ نے جو فرمایا وہی حق ہے اس کے سوا تصوف کوئی چیز نہیں۔ یہاں تک لکھ دیا کہ عید الفطر کے دن کچھ کھا کے عید گاہ کی طرف جانا سنت سے ثابت ہے اور جو اس لیے کرے کہ یہ سنت ہے وہ وہ ثواب پائے گا جو لگاتار دائمی روزے رکھنے سے بھی نہیں پائے گا یہ ہے وہ مقام جو آپ

marfat.com

Marfat.com

مانا چاہتے تھے۔ ایک پھیل کا سنت نبوی ﷺ کی حیثیت سے خیرات کر دینا کہتے ہیں پہاڑوں جتنا سونا دے کر خیرات کرنا جو اپنے نفس کی تسکین کے لیے ہے سے بہتر ہے یہ جو پیغام دے رہے تھے کہ رسالت معتبر ہے ہم سب اتباع رسالت میں ہیں۔ ہم شاخیں ہیں اُس اصل ثابت کی جو دین کی بنیاد ہے ہاں اگر اس کی یہی ثابت شاخیں ہیں تو تو نبی اگلتھا کُل جنس۔ تو پھر ہر وقت پھل نکلے گا۔ ہر وقت ان سے فیض جاری ہوگا یہ فیضان کا طریقہ نبی ﷺ سے کشید کرنا ہوگا اس دور میں آج بھی۔ آج کے دور میں منصب رسالت ﷺ کے بارے میں بہت کچھ ہو رہا ہے کیا ہمارا ردِ عمل مجددانہ ہے ہمیں یہ سوال اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے۔ اُس دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی غلط فہمی ہو گئی تھی۔ صحابہ کرام کے عمل پر اتنی محبت کا سلوک نہیں ہو رہا تھا جو وہ تقاضا کرتا تھا۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے لگا تار عظمت صحابہ کا درس دیا، اس دور میں کہا جا رہا تھا... چھپے چھپے خفیہ طور پر آج بھی کہا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا تھا کہ ولایت اتنی معتبر ہے اتنا بڑا مقام دیتی ہے کہ بات صحابہ سے بھی آگے نکل جاتی ہے یہ اس دور کی بات تھی۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس پر سخت تردید کی اور کہا کہ ایک چھوٹے سے چھوٹا صحابی جس نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا مجلس بھی نہیں دیکھی لیکن وہ در رسالت پہ آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر صحابی بنے ہیں ان کا مقام ہر دلی سے بہتر ہے اور اس پر نام لیا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

غور کیجئے وہ جنہیں صحابیت کا قرب حاصل ہے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی خوشخبری جن کے بارے میں محبت کی اطلاع خود رسول اکرم ﷺ دیتے ہیں اولیس قرنی کوئی چھوٹا وجود نہیں ہے لیکن کہ رہے ہیں چھوٹے سے چھوٹے صحابی سے کم ہیں اس لیے کہ اس صحابی نے چہرہ رسالت دیکھا ہے یہ تھا مرکز ایمان جو سامنے لائے پھر آج بھی یہ تصور مکاشفات کو اوپر کہنا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بر ملا کہتے ہیں کوئی مکاشفہ حکم رسول سے آگے نہیں جاسکتا کہا وہ جو علمائے فقہ ہیں جو انہوں نے فتاویٰ جاری کیے پھر نام لیا امام محمد کا امام ابو یوسف کا اور امام ابو حنیفہ علیہم الرحمہ کا۔ یہ جو فتوے فرمائے ہیں ہمارے لیے حجت ہیں، کوئی بڑا بھی ہو اس کا مکاشفہ حجت نہیں ہے یہ تھا جو اصلاح کا پہلو کہا یہ کبھی نہیں ہو سکتا اور یہ جملہ عجیب طرح سے محبت میں کہا کہ میرے دوست کل قیامت کو تجھ سے جو سوال ہو گا وہ شریعت پر عمل کرنے کا ہو گا تو یہ کسی مکاشفے پر عمل کرنے کا نہیں ہو گا تو یہ جو ایک سوچ دی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یہ کتنی بھلی لگتی ہے ایک صوفی کے منہ سے، ایک ولی اللہ کے منہ سے کہ وہ اپنا مقام متعین کر رہے ہیں کوئی کہے کہ ہم پر حملہ کر دیا وہ کہتے تم میں سے پہلے میں ہوں اس تنقید کا حلف بردار ہوں اس لیے تمہیں سوچنا ہو گا یہ تھا جو سبق دیا تھا اور یہ تھا جو آج کے لیے ہمیں درس ملا ہے۔

مجد الف ثانی علیہ الرحمہ نے معاشرے کے ہرزخ پر کام کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنی بصیرت کا ثبوت دیا ہے کہ آنے والی نسلیں یاد کرتی رہیں گی۔ مسلمان حکومت تھی مخالف تھے آپ۔ جھکنا نہیں چاہتے تھے۔ شریعت کا کسی فتوے پر بادشاہ کی رضا مندی کی خاطر ترمیم نہیں چاہتے تھے اور کہتے بھی تھے کہ

marfat.com

Marfat.com

تصوف کا دعویٰ کرنے والو شریعت پر عمل کرو بادشاہ کی خوشنودی دیکھ کر ترمیم نہ کرو۔ یہ سبق دیا تھا کہ مجھے دیکھ لو، بلایا گیا تھا لیکن وہاں بھی میں مجدد بن کر رہا تھا درباری بن کر نہیں۔ میں ساتھ ساتھ رہا تھا لیکن اپنا مشن میں نے برقرار رکھا تھا۔ میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوا تھا یہ سبق دیا تھا لیکن ایک بات بڑی حکمت انگیز ہے اس کے باوجود بغاوت نہیں کی نہ اکبر کے خلاف نہ جہانگیر کے خلاف حالانکہ کہ خانِ خاناں ایک بار سوچنے لگے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ بہت اعتقاد رکھنے والے تھے کہ یہ حکومت بھی غیر اسلامی ہوگئی ہے اس کا رویہ ہی غلط ہے تو کیوں نہ اس کے خلاف بغاوت کر دی جائے۔ ایک تصور آگیا تھا بغاوت کا۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے خط لکھا اور انتباہ کیا خبردار! بغاوت نہیں کرنی ہے۔ حیرت کی بات ہے ان کے خلاف لکھ رہے ہیں مسلسل اور کہا مسلمان ہیں دعویٰ اسلام رکھتے ہیں ان کی اصلاح ہم پر فرض ہے بغاوت فرض نہیں ہے۔ کیوں! اور میں آج سمجھتا ہوں کیوں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سیاسی بصیرت بول رہی تھی کہ اگر یہ نام کے حکمران جو مسلمان نام کے ہیں یہ چلے جائیں گے تو غیر مسلموں کی حکومت آئے گی اور یہی ہوا مغلیہ دور گیا تو انگریز آئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہچان گئے تھے کہ مسلمان حکمران کیسا بھی ہو اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اسکا تختہ نہیں الٹ دینا چاہیے کیونکہ تمہیں خبر ہونی چاہیے نیچے کیا ہے راجپوت نیچے تھے یا انگریز نیچے تھے یا راجپوت حکمرانی میں آتے یا انگریز آتے۔ آپ علیہ الرحمہ دونوں کا راستہ روک کر کھڑے ہیں اس لیے اصلاح کی طرف آنے کی کوشش کر رہے ہیں سختیاں بھی برداشت کر رہے ہیں لیکن اصلاح کر رہے ہیں اور دیکھئے

marfat.com

Marfat.com

اس کے علاوہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی حکمت۔ مجاہدے تو وہ بھی کرتے ہیں، ذکر بھی کرتے ہیں، محبت کے ساتھ بھی ذکر کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ بھی ذکر کرتے ہیں لیکن اتنا بلند مقام پانے کے باوجود شریعت کے سامنے عجز کا اظہار کرتے ہیں نہایت عجز کا ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ شیخ التفسیر بھی تھے شیخ الحدیث بھی تھے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کا وہ وجود ہے جو حدیث میں سند ہے اور پہلا محدث ہے برصغیر کا اور دنیا کو بہت علم دیا بہت اللہ نے ان پر کرم کیا ہے۔ انہوں نے ایک گفتگو پر ایک جگہ اعتراض کیا اور چالیس صفحے کا خط لکھ دیا اتنا لمبا خط لکھ دیا وہ بھی سمجھتے تھے عقیدت بھی رکھتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیعت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہے ان کے ہاتھ پر بیعت تھے ان کے مکتوبات ہیں اپنے شیخ کے نام پر لیکن شریعت کا مسئلہ آیا تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ٹکرا گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جوابی خط بھی موجود ہے کہیں انا کا مسئلہ نہیں بنایا۔ آج ایک فتویٰ منہ سے نکل جائے اور مخالفت ہو تو تھے گروہ تیار ہوتے ہیں نئی گروہ بندیاں ہو جایا کرتی ہیں ان گروپ بندی کرنے والوں کو سوچنا ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے ہو سکتے تھے اور امت مسلمہ کو باندھ سکتے تھے لیکن انہوں نے ان کے اعتراضات کا جواب نہایت علم اور محبت کے ساتھ دیا اور اتنی وضاحت کی کہ حضرت شیخ کو کہنا پڑا کہ اے حضرت مجدد (علیہ الرحمہ) مجھ سے سمجھنے میں غلطی ہو گئی تھی آپ کی وضاحت میرے لیے قابل قبول ہے۔ تھا اسوہ داتا تھا آج کون سے جو انا کا بت توڑے

گا۔ آج کون ہے جو اپنی زبان سے نکلے ہوئے لفظ کی مخالفت سن سکیں اہلسنت ہی ہیں ہر روز نئے نئے نکل رہے ہیں۔ ہر روز نئی باتیں آرہی ہیں ایک کتاب ادھر سے آتی ہے اور کتاب آنے سے دوسری کتاب وضاحت میں نہیں آتی رد عمل میں آتی ہے اور اتنے شدید جملے کہے جاتے ہیں جیسے غیر سے کہے جا رہے ہیں تو کیا ہم مجددی مسلک کو اختیار کریں گے کیا ہم انہوں کو اپنا سمجھتے ہوئے گفتگو کریں گے یا دھتکار دیں گے یہ آج کے صوفیہ کے لیے لو فکر یہ ہے۔ ہم کہتے تھے چھوٹی عمر میں سنتے تھے کہ علماء جھگڑتے ہیں صوفی پیار دیتے ہیں۔ صوفیہ کے ہاں تو پیار ہی پیار ہوتا ہے لیکن حیرت ہوئی دیکھ کر خانقاہ خانقاہ سے ٹکرا رہی ہے یہ کیا ہے یہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل ہو رہا ہے یہ ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے بات تو بہت تفصیل طلب ہے لہذا مقالہ ہے لیکن اب آخر میں ایک بات کہہ دوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بتائی تھی کہ نجات کا ذریعہ صرف اور صرف اتباع رسالت ہے۔ سب کچھ ان کی اقتداء میں ہے اس پر عمل کیجئے۔ اپنا عمل بھی ایسا تھا شریعت کے مطابق اتنا بڑا مجدد اور فتویٰ پوچھتا ہے علمائے فقہ سے، کتاب نکال کر دیکھتا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کیا ہے؟ امام محمد کا فتویٰ کیا ہے؟ آج تو کہا جاتا ہے علماء تو ایسے ہوتے ہیں صوفی بڑے ہوتے ہیں آج تو دلایت کا دعویٰ علماء کو دھکیلتا جا رہا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتا دیا کہ میں کتنا بڑا صوفی کیوں نہ ہوں میں ائمہ فقہ کی اقتداء میں ہوں میں ان کا احترام کرتا ہوں کہ علم کو برتری حاصل ہے ہر عمل پر اور تصوف ایک عمل ہے جو علم کی اصلاح کے لیے ہے تو حیرت ہوتی ہے کوئی صوفی ہے؟ جو مقلد نہیں ہے کیا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Marfat.com

حنفی نہیں ہیں؟ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب کا پہلا باب ہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے کون ہے؟ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رئیس الاولیاء ہو رہی امام احمد بن حنبل مسلک پر عمل پیرا ہیں ہر صوتی نے اپنے سر کا تاج ائمہ فقہ کو بنایا ہے۔ آج ہم انہی اماموں کو رد کر رہے ہیں۔ یعنی ہم علم کی سطوت کو گرانا چاہتے ہیں اور اپنے کاروبار کے لیے جہالت کو فروغ دینا چاہتے ہیں یہ ہے جس کا توڑ کرنا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جس کے خلاف جہاد کر رہے لگاتار جہاد کرتے رہے ہیں اور لکھا دوستو! یاد رکھو کل قیامت کو جو سوال ہوں گے وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیے ہوئے فتوے، امام محمد کے فتوے اور امام یوسف کے فتووں پر جو شریعت کی توضیح ہے ان پر سوال ہوں گے۔ ابوالحسن نوری اور ابو بکر شبلی علیہما الرحمہ کے بارے میں سوال نہیں ہوں گے۔ دونوں بڑے صوتی ہیں جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مدوح ہیں۔ ان کے بارے میں سوال نہیں ہوں گے۔ سوال ہوگا تو شریعت پر عمل کیا یا کہ نہیں کیا؟ تو اس لیے آج سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ علمائے شریعت کی برتری تسلیم کی جائے۔ علماء کو مانا جائے۔ عمل کرنے والا کتنا بڑا کیوں نہ ہو کتنا بھی بڑا دعوے دار ہو اللہ کا کرم کتنا بڑا ہو جائے لیکن شریعت کی حدود سے نکل نہیں سکتا کیوں کہ کامیابی میرے رسول ﷺ کی اقتداء میں ہے ان کے پیچھے چلنے میں ہے اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت مطہرہ کی عظمت کے سب سے بڑے داعی ہیں۔ برصغیر میں بڑے سے بڑا صوتی بھی ان سے بڑھ کر شریعت کی اتباع کا دعویٰ نہیں کرتا۔ جتنا وہ شریعت کی اتباع کرتے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں بتایا کہ دعویٰ

marfat.com

Marfat.com



نہیں کرتا عمل کرتا ہوں۔ بیمار ہو گئے حکیم نے کہا کچھ لوگ استعمال کیجئے مرید سے کہا لوگ لا دو۔ ہتھیلی پر رکھے تو آٹھ تھے آب دیدہ ہو گئے، رنجیدہ ہو گئے۔ لوگوں نے کہا حضور کیا ہوا فرمایا میرے رسول ﷺ کو طاق چیز پسند تھی اگر نو ہوتے تو زیادہ اچھا تھا کوئی فتویٰ نہیں اقتداء کی اس حد تک چلے گئے تھے کہ پیچھے چلنا ہے اس لیے کہتے تھے کہ کبھی کبھی میری رگِ فاروقی بھڑک اٹھتی ہے کیوں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل ان کے سامنے تھا کہ مدینہ کی گلی سے نبی کریم ﷺ گزر رہے تھے۔ صحابہ ساتھ تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے اچانک ایک جگہ ٹھہر گئے اور قافلہ رسالت ﷺ صحابہ کی معیت میں آگے گزر گیا مڑ کر دیکھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھے واپس آ کر دیکھا کہا فاروق کہاں ہو تو پیچھے کھڑے تھے کہا آتے کیوں نہیں ہو کہا رسول اللہ ﷺ پریشانی ہو گئی ہے۔ کہا نالی تھی۔ آپ ﷺ نے نالی کو پار کیا ہے میں کو تابی کر گیا ہوں۔ دیکھا نہیں ہے کہ کونسا پاؤں آپ ﷺ نے پہلے اٹھایا ہے اس لیے کھڑا ہوں اس چال میں بھی آپ کی سنت سے آپ ﷺ کے عمل سے انحراف نہ ہو جائے۔ یہی تصوف ہے جس کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے ہیں آئیے اپنی انا کے بتوں کو توڑیں اپنی گردہ کی حفاظت کو چھوڑیں۔ اپنی مسندوں کے تمکن کو چھوڑیں اور شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کے لیے اپنی گدی کو مرکز بنائیں۔ یہ گدیاں اس لیے نہیں ہیں یہ ہمارے مرکز نہیں ہیں یہ نشان منزل ہیں جو مدینہ منورہ دکھاتے ہیں جس گدی سے مدینہ نظر نہیں آتا وہ گدی ہمارے لیے قابل قبول نہیں یہ تو نشان منزل ہے مرکز وہ ہے جو مدینہ منورہ ہے۔ اس مرکز سے وہ نظر نہیں آئے تو یوں

marfat.com

Marfat.com

سمجھ لیجئے کہ بات اپنی ذات کے فائدے کے لیے ہے۔ یہ نشان ہے میرے دوستو جو ہمیں راہ بتاتے ہیں یہ راہنما ہیں جو ہاتھ پکڑ کر مدینہ لے جاتے ہیں۔ ان ہاتھوں کی قدر کیجئے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سب کو ادھر کا رخ دکھا رہے ہیں کہ وہی ہے مرکز وہی ہے نجات اور وہی ہے کامیابی کا ذریعہ۔ آئیے آج بھی اسی پر عمل کریں۔ بہت بہت شکر یہ

marfat.com

Marfat.com

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ  
مکتوبات امام ربانیؒ کی روشنی میں  
اور  
نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا جائزہ



marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ اکبر محمد بن ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں

اور نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا جائزہ

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد

علمائے طریقت اور مشائخ تصوف کے عظیم سرداروں میں ایک انتہائی اہم اور مقبول نام اور عبقری شخصیت عارف کامل شیخ اکبر محمد بن ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو بیک وقت ایک جید عالم، مفسر قرآن، شارح، نامور صاحب تصانیف اور معروف مقبولان بارگاہ رب العزت سے تھے۔ آپ سرزمین ہسپانیہ کے مشہور شہر اندلس کے باسی تھے ان کے والد بزرگوار شیخ علی بن محمد عربی رحمۃ اللہ علیہ خوشحال اور متمول شخص تھے مگر اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا ہم نے تجھے اپنی صلب سے ایک فرزند بخشا اس کا نام محمد بن ابن عربی رکھنا کہ مقبول بارگاہ اور قطب وقت ہوگا۔ آپ کی ولادت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی کرامت ہے۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے وسط میں پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ میں وصال فرمایا آپ نے جو یادگار تصانیف چھوڑی ہیں وہ سب عربی زبان میں لکھی گئیں۔ ان پر فیوضات غوث الثقلین کی گہری چھاپ ہے اور اسلوب میں گہرائی اور دو اثر کے ساتھ پر مغز اشعار کی رعنائی ہے۔ بیان میں زور اور استدلال میں قوت ہے جو ژرف نگاہی اور عمیق نظری کا ثبوت ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میری رائے

marfat.com

Marfat.com

کیسی ہے مگر شیخ سلسلہ قادریہ ہی کی ایک عظیم کڑی ہیں اور طریقت و تصوف کے حوالے سے ان کی ایک مجتہدانہ شان ہے۔ متاخرین مشائخ کبار علی الخصوص سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں میں ان کی مقبولیت اس کی روشن دلیل ہے بلکہ ان کے اکابر شیخ کی کتابوں کے مطالعہ کی نصیحت فرماتے تھے اور ان کی مقتدر خانقاہوں میں یہ کتب شامل نصاب رہیں۔

شیخ اکبری کی کتابوں میں (۱) فتوحات مکیہ (۲) فصوص الحکم (۳) مواقع النجوم (۴) نقش النصوص نے بہت شہرت پائی ان کے علاوہ اور بھی تصانیف یا مخطوطات کا تذکرہ ملتا ہے مگر غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے دستیاب نہیں۔ ان چہار مذکورہ کتب میں سے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کو بہت مقبولیت رہی اور ہے۔ مواقع النجوم اور نقش النصوص دونوں کتابوں کا بنیادی اور مجموعی موضوع بھی تصوف ہی ہے اور یہ کتب مصر اور دیگر ممالک میں طبع ہوئیں۔ شرحیں لکھیں گئیں جن میں سے نقش النصوص کی معروف عربی ”شرح نقش النصوص“ ہے جو ملا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے لیکن جو شہرت و مقبولیت فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کو حاصل ہوئی وہ انہی دونوں کتابوں کا امتیازی نشان ہے، فتوحات مکیہ اولین تصنیف ہے اور ضخیم کتاب ہے جس میں تصوف کے جملہ مباحث پر مفصل اور مدلل گفتگو کی گئی ہے۔ تفصیل کے حوالے سے اسے فصوص الحکم پر ترجیح حاصل ہے جبکہ فصوص الحکم ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کو ”فصل“ کہا گیا ہے جس کی ابتدا آدم علیہ السلام کے ذکر سے ہوئی ہے۔ دونوں کتابوں کا موضوع تصوف اور اس سے متعلق مباحث ہیں۔ شیخ اکبری کا اسلوب سمجھنا آسان نہیں اور ان کتب سے وہی

استفادہ کر سکتا ہے جو عالم باعمل ہو علوم شریعت اور اصول طریقت پر گہری نظر رکھتا ہو ان دونوں کتابوں میں جس نظریہ کا مجموعی رنگ غالب اور چھاپ گہری ہے وہ ”وحدت الوجود“ ہے اور اس سے متعلق تصریحات و تشریحات ہیں جن کا مطالعہ کرتے وقت شیخ اکبر کبھی عارف کے رنگ میں اور کبھی عالم کے آہنگ میں، کبھی فلسفی موشگافیوں کے لباس میں اور کبھی ایک عظیم صاحب کشف کی صورت میں نظر آتے ہیں اور ان کی عبقری شخصیت استدلال کی قوت سے غالب دکھائی دیتی ہے اور قارئین مغلوبیت کے دائرے میں گہرے نظر آتے ہیں اور اثر آفرینی کا سحر نمایاں ہے۔ جس نے مقبولانِ بارگاہ، عارفانِ کامل، جید علماء و صلحاء کو ان کا فریفتہ بنا رکھا ہے اور ان کی اکثریت اس نظریہ وحدت الوجود کی نہ صرف ارادت مندی سے قائل اور گھائل ہے بلکہ اس کی مبلغ ہے جن میں شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ ہیں، اولین شارح ہونے کا شرف و امتیاز حاصل ہے۔

مجھے مکتوباتِ مجددِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر کرنا ہے تو اس لئے میں نے ان کے اجمالی تذکرہ پر اکتفا کیا ہے جہاں تک مکتوباتِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے تو ان کی کل تعداد ۵۳۶ ہے اور یہ سب فارسی زبان میں لکھے گئے اور یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔ دفتر اول خواجہ یار محمد بدخشی رحمۃ اللہ علیہ، دفتر دوم خواجہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور دفتر سوم میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمایا، حضرت مجددِ رحمۃ اللہ علیہ جو ایک عظیم عالم ربانی، بلند پایا عارف، محققِ اکمل، پابندِ شرع، شیخِ کامل اور عہد ساز شخصیت تھے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند ہی

marfat.com

Marfat.com

میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں اپنی عظمتوں کا لوہا متوایا اور ان کے عہد کے لوگوں نے انہیں امام ربانی، قیوم زمانی اور مجدد الف ثانی تسلیم کیا۔ انہوں نے ان مکتوبات میں خالص اسلامی تصوف کی حقیقت و ماہیت، اس کے رموز و معارف، فوائد و ثمرات پر جامع گفتگو فرمائی ہے اور فقر و سلوک سے متعلق ہر قسم کے شکوک و شبہات کا نہ صرف مؤثر اور مدلل ازالہ کیا ہے بلکہ غلط و صحیح، باطل و حق میں واضح امتیاز کر دیا ہے جو اسیرانِ ضلالت، گرفتار ان اوہام و تشکیک اور مفروضاتِ راہِ شریعت کے لیے نسخہ شفاء اور منشور ہدایت ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ”نظریہ وحدت الشہود“ کی مضبوط و مبسوط دلائل کے ساتھ ترجمانی کی ہے اور ”نظریہ وحدت الشہود“ کے نہ صرف آپ داعی ہیں بلکہ یہ نظریہ آپ کی عبقری شخصیت کا ایک تعارفی اور امتیازی نشان بن گیا ہے۔

مکتوبات میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کثرت سے آیا ہے کسی جگہ شیخ کا نام لے کر ان کا قول نقل کیا گیا ہے اور کسی جگہ صاحبِ فصوص کہہ کر ان کی تحریر پر تبصرہ کیا ہے اور یونہی فتوحاتِ مکہ کا ذکر بھی کرتے ہیں اور دونوں کتابوں کا حوالہ بھی دیتے ہیں جن مکتوبات میں شیخ کا نام لیا ہے یا انکی کتب کا ذکر کیا ہے یا ان کی تحریر و قول پر تبصرہ یا محاکمہ ہے وہ مکتوبات درج ذیل ہیں:

(i)۔ دفتر اول

حصہ اول: مکتوب نمبر ۱۱، ۳۱

حصہ دوم: مکتوب نمبر ۴۳، ۱۰۰

حصہ سوم: مکتوب ۱۰۱، ۲۰۰، ۲۲۰

marfat.com

Marfat.com

حصہ چہارم: مکتوبات نمبر ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۵۶، ۲۶۱، ۲۶۶

حصہ پنجم: مکتوبات نمبر ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۹۰، ۳۱۰

(ii) دفتر دوم:

حصہ اول: مکتوبات نمبر ۱، ۲۳

حصہ دوم: مکتوبات نمبر ۵۸، ۹۲

(iii) دفتر سوم: (حصہ اول)

حصہ ہشتم: مکتوبات نمبر ۵۸، ۶۷، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۵

ایضاً (حصہ دوم)

مکتوبات نمبر ۷۶، ۷۹، ۸۰، ۸۹، ۱۰۰، ۱۱۳، ۱۲۲

ان مکتوبات میں سے بعض بہت مفصل ہیں جیسے دفتر دوم سے مکتوب اول اور دفتر سوم سے مکتوب نمبر ۷۲ اور مکتوب نمبر ۱۰۰۔ ان کے علاوہ کثیر مکتوبات بالخصوص دفتر سوم کے مکتوب میں وحدت الوجود کے حوالے سے متعلق بہت سے امور پر دقیق مباحث ہیں ان مکتوبات میں توحید و جودی کے قائلین کو مخاطب کر کے اپنے موقف کی صراحت کی گئی ہے اور جہاں کوتاہ بینی کا انکشاف ہوا ہے یا کشف میں خطا پر حمل ہوا ہے اُسے دلائل سے واضح کیا گیا ہے اور معتدل اور موثر اصلاح کی گئی ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نظریہ وحدت الشہود کے زبردست داعی ہیں اور اس کی برتری اور حقانیت پر دلائل قاہرہ سے گفتگو فرماتے ہیں۔ لاریب وہ خود بھی ایک عظیم عارف اور سلامتی کشف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ

marfat.com

Marfat.com



وہ ابتداءً نظریہ وحدت الوجود کے خود بھی قائل تھے اور اس سے متاثر بھی تھے:  
شیخ صوفی کے نام لکھتے ہیں:

مخدوم و مکرم!

کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید و جوہی والوں کے  
مشرب جیسا تھا فقیر کے والد صاحب قدس سرہ بھی بظاہر اسی  
مشرب پر تھے اور باطن کی پوری نگہداشت کے باوصف جو بے  
کیفی کے مرتبہ کی طرف رکھتے تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق  
مشغول رہے، فقیہہ کا بیٹا بھی آدھا فقیہہ کے مقولہ کے مطابق  
فقیر بھی اس مشرب سے از روئے علم حظ وافر اور لذت ذوق  
عظیم رکھتا تھا!

لیکن اس لذت و ذوق عظیم اور حظ وافر کے باوجود ان کے مکاشفات میں ترقی  
اور صحت و سلامتی کیسے ہوئی اس کا ذکر بھی فرماتے ہیں:

اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے ارشاد پناہ، حقائق و معارف  
آگاہ پسندیدہ دین کی تائید کرنے والے ہمارے شیخ و مولیٰ اور  
قبلہ خواجہ محمد الباقی باللہ قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ کی خدمت میں  
پہنچا دیا آپ نے فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس

فقیر کے احوال پر مبلغ توجہ فرمائی اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد جلد ہی توحید و جوہی منکشف ہو گئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہو گیا اور اس مقام سے متعلق علوم و معارف بکثرت ظاہر فرمائے گئے اور اس مرتبہ کے لطائف میں سے کوئی لطیفہ (بار کی یا سر) کم ہی ہو گا جو منکشف نہ فرمایا گیا۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دقائق معرفت مکمل طور پر ظاہر اور واضح فرمائے گئے اور تجلی ذاتی جسے صاحب نصوص (نصوص الحکم) نے بیان فرمایا اور اسی کو عروج کی نہایت قرار دیا ہے اور تجلی کی شان میں فرماتے ہیں:

وَمَا بَعْدَ هَذَا إِلَّا الْعِلْمُ الْمَحْضُ اور اس کے بعد صرف عدم محض ہے مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے علوم و معارف جنہیں شیخ ابن عربی نے خاتم الولاية کے ساتھ مخصوص جانا وہ بالانفصیل معلوم ہوئے اور غلبہ حال اور وقتی سکر اس توحید و جوہی میں اس حد تک پہنچ گیا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بعض خلوط ہیں یہ دو شعر جو سراسر سکر ہیں تحریر کر ڈالے:

اے دریغا کہیں شریعت ملت اعمائی است

کفر و ایمان زلف و روی آن پری زیبائی است

marfat.com

Marfat.com

ملت ما کافری وملت ترسانی است

کفر و ایمان ہر دو اندر راہ ما یکنائی است

”ہائے افسوس یہ شریعت نہ دیکھنے والوں کی شریعت ہے کفر و  
ایمان اس خوبصورت پری کی زلفیں اور شکل ہے، ہماری ملت تو  
کفر اور عیسائیت کی ملت ہے ایمان اور کفر دونوں ہمارے راستے  
میں یکساں ہیں“

یہ حال مدت دراز تک رہا اچانک حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی  
عنایت بے نہایت پردہ غیب سے میدان ظہور میں آئی اور بے  
چون و بے چگون کی روپوشی کے حجاب کو مرفح کر دیا (اٹھا دیا) پہلے  
جو علوم اشعار و وحدت کی خبر دیتے تھے زائل ہونا شروع ہو گئے اور  
احاطہ اور قلب مومن میں ذات حق کا سما جانا اور قرب و معیت  
ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام میں منکشف ہوئے تھے غائب  
ہو گئے اور پورے یقین سے معلوم ہو گیا کہ صالح عالم سبحانہ تعالیٰ  
کے لئے عالم کے ساتھ مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی  
ثابت نہیں ذات حق کا احاطہ اور قرب ذاتی نہیں بلکہ علمی ہے  
جیسا کہ اہل حق شکر اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرار پا چکا (یعنی  
اللہ اپنے علم و قدرت سے ہر شی کو محیط ہے) اور حق سبحانہ تعالیٰ  
کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں اور خدا خدا ہے اور عالم عالم ہے

marfat.com

Marfat.com

اللہ بے مثل و بے مثال ہے اور عالم سارے کا سارا مثل و مثال کے داغ سے داغدار ہے۔ بے مثل و بے کیف ذات کو ذی مثل و ذی کیف کا عین نہیں کہا جاسکتا۔ واجب تعالیٰ کو ممکن کا عین نہیں کہہ سکتے اور قدیم حادث کا عین ہرگز نہیں ہو سکتا، ممتنع العدم ذات جائز العدم کا عین نہیں ہو سکتی، انقلاب حقائق عقلاً اور شرعاً محال اور ایک کو دوسرے پر محمول کرنا بالکل ممتنع ہے

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ دبستان طریقت کے آفتاب و ماہتاب ہیں گو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ وحدت الوجود کے حوالے سے شیخ اکبر کے ناقد ہیں اور ان کے مقابل نظریہ وحدت الشہود کے پرزور مبلغ ہیں لیکن وہ حضرت شیخ اکبر کے علم و فضل کے معترف ہیں ان کے مکاشفات پر تنقید کے ساتھ بعض امور میں تعریف و تمویب بھی فرماتے ہیں لیکن ان کے عارف کامل اور مقبول بارگاہ رب العزت ہونے کے برملا قائل ہیں اور ان کا باہمی اختلاف مجتہدین شریعت کا سا ہے اپنے پیروادوں خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب میں جو خاصا مفصل ہے ایک جگہ رقم طراز ہیں:

”عجب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

مقبولوں میں نظر آتا ہے اور اس کے اکثر علوم جو آرائے اہل حق

کے مخالف ہیں خطا اور ناصواب ظاہر ہوتے ہیں شاید خطا کشفی کے باعث اسے معذور رکھا گیا ہے اور خطا اجتہادی کی طرح ملامت کو اس سے ہٹا رکھا ہے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فقیر کا اعتقاد خاص بھی یہی ہے کہ اس کو مقبولان بارگاہ رب العزت سے جانتا ہے اور اس کے مخالف علوم کو خطا پر محمول کرتا ہے اور مضر دیکھتا ہے اس گروہ میں بعض لوگ شیخ کو طعن و ملامت بھی کرتے ہیں اور اس کے علوم کو بھی خطا پر جانتے ہیں اور بعض لوگ شیخ کی تقلید اختیار کر کے اس کے تمام علوم کو بہتر اور صواب (درست) جانتے ہیں اور ان علوم کی حقیقت کو دلائل و شواہد کے ساتھ ثابت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں فریقوں نے افراط و تفریط کا راستہ اختیار کیا ہے اور یہ راہ اعتدال سے دور ہے شیخ جو مقبول اولیاء میں سے ہیں خطائے کشفی کے باعث کس طرح رد کیا جائے اور اس کے علوم کو جو صواب سے دور اور اہل حق کی رائے کے مخالف ہیں تقلید سے کس طرح قبول کیے جائیں فالحق هو التوسط الذی وفقنی اللہ سبحانہ بمنہ و کرمہ پس حق یہی درمیانی راستہ ہے جس کی توفیق مجھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بخشی ہے ہاں مسئلہ وحدت الوجود میں اس گروہ میں سے ایک جم غفیر شیخ کے ساتھ

marfat.com

Marfat.com

شریک ہے اگرچہ شیخ اس مسئلہ میں طرز خاص رکھتا ہے لیکن اصل بات میں سب کے سب باہم شریک ہیں یہ مسئلہ بھی اگرچہ بظاہر حق کے مخالف ہے لیکن توجہ کے قابل اور جمع کے لائق ہے“۔  
قاضی اسماعیل فرید آبادی کی طرف تحریر فرماتے ہیں:

پوشیدہ نہ رہے کہ عبارت ”ہمہ اوست“ (وحدت الوجود) اگرچہ قدمائے صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسراہم میں متعارف نہیں رہی ہے لیکن کلمات انا الحق اور سبحانی اور لیس فی جبتی سوائے اور ان جیسے کلمات بھی بہت تھے کہ ان عبارات کا اور اس کا حاصل ایک ہے مثل مشہور ہے کہ ”جب پانی سر سے گزر گیا تو کیا ایک نیزہ اور کیا سونیزہ“ متاخرین صوفیہ میں یہ عبارت عام رائج ہے اور بے تکلف ہمہ اوست کہتے ہیں اور اس قول پر اصرار کرتے ہیں..... عجیب معاملہ ہے کہ متقدمین صوفیہ میں سے اکثر اس توحید آمیز عبارت کا معنی طول و اتحاد سمجھتے ہیں اور ان عبارات کے قائلین کو کافر و گمراہ کہتے ہیں..... شاید کہ یہ مسئلہ توحید حقد میں صوفیہ میں اچھی طرح ٹھنص ہو کر تحریر نہ ہوا تھا جو ابھی ان سے مغلوب الحال ہو جاتا تو توحید نما کلمہ اس سے ظاہر

ہو جاتا اور غلبہ سکر کی وجہ سے اس کے راز کو نہ پاتا اور ان عبارات کے ظاہر کو حلول و اتحاد کے شبہ سے نہ پھیرتا۔

پھر جب شیخ بزرگوار محی الدین ابن عربی قدس سرہ تک نوبت پہنچی تو انہوں نے کمال معرفت سے اس دقیق مسئلہ کی تشریح کی اور واضح کیا اس میں باب اور فصلیں قائم کیں اور صرف و نحو کی طرح اس کو مدون کیا اور اس کے باوجود اس جماعت میں سے بعض نے اس کی مراد نہ سمجھی اور غلطیاں پکڑنے، طعن و ملامت کی بوچھاڑ کرنے لگے۔ اور اس مسئلہ کی اکثر تحقیقات میں شیخ حق پر ہے اور اس پر طعن کرنے والے صواب سے دور ہیں۔ شیخ کے علم کی بزرگی اور زیادتی کو اس مسئلہ کی تحقیق سے معلوم کرنا چاہیے نہ کہ اس پر رد اور طعن زنی کرنا چاہیے۔

حضرت مخدوم زاودہ خواجہ محمد سعید کے نام لکھتے ہیں:

”صاحب فتوحات مکیہ نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ عالم عین واحد میں اعراض مُجْتَمِعَةٌ کا نام ہے یعنی صاحب اعراض کا قیام ایک ذات سے ہے۔ لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

اس جگہ دونکات میں فرو گذاشت کی ہے ایک یہ کہ کامل ترین عارف کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا

اور دوسرا یہ کہ قیام ذات احد سے رکھا ہے۔ حالانکہ اس کا قیام اپنے اصل سے ہے جو کہ اسماء و صفات ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اگرچہ اسماء و صفات کا قیام ذات سے ہوتا ہے کیونکہ حضرت ذات کو عالم سے ذاتی بے نیازی حاصل ہے عالم کا قیام اس بلند مرتبہ سے کیونکر ہو سکتا ہے اور عالم کی کیا حقیقت ہے کہ اس بلند درجہ کے ساتھ قیام کی ہوس کرے“

اسی مکتوب میں رقم طراز ہیں:

کیا کیا جائے کہ اس میدان میں شیخ محی الدین قدس  
 سرف سے کبھی شدید اصولی اختلاف اور کبھی صلح اور موافقت ہے  
 کیونکہ وہی ہے جس نے معرفت اور عرفان کی باتوں کی بنیاد رکھی  
 اور ان کو شرح و بسط دیا اور وہی ہے جس نے توحید و اتحاد کے  
 متعلق تفصیل سے بات کی ہے اور تکثر و تعدد کا منشا بیان کیا ہے  
 اور وہی ہے جس نے وجود کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کے لئے مقرر  
 کہا ہے اور عالم کو موہوم و متخیل بتایا ہے اور وہی ہے جس  
 نے وجود کے لیے تنزلات ثابت کیے ہیں اور ہر ایک کے احکام  
 کو الگ کیا ہے اور وہی ہے جس نے عالم کو عین حق سمجھا ہے اور  
 ہمہ اوست کہا اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے مرتبہ کو عالم  
 سے علیحدہ پایا ہے اور اپنی تحقیق میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو منزه اور مبرا

marfat.com

Marfat.com



جانا ہے۔ وہ مشائخ جو شیخ سے پہلے گزرے اگر اس حوالے سے انہوں نے کوئی بات کی تو شرح و تفصیل میں پڑنے کی بجائے اشارات سے کہی اور جو شیخ کے بعد اس گروہ میں وارد ہیں تو ان میں سے اکثر شیخ کے مقلد اور اس کی مصطلحات سے موافق بات کرتے رہے۔ ہم عاجز لوگوں نے بھی اس بزرگوار (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) کی برکات سے بہت سے استفاضے کیے ہیں اور اس کے علوم و معارف سے بہت کچھ اخذ کیا ہے اللہ تعالیٰ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ہماری طرف سے اچھی جزا دے“

مذکورہ مکاتیب سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو علم طریقت، مصطلحات تصوف، تحقیقات و اشارات میں گروہ صوفیا میں نہ صرف ممتاز جانتے ہیں بلکہ اس فن کا بانی سمجھتے ہیں ان سے استفادہ کا برملا اعتراف کرتے ہیں ان کی مقبولیت بارگاہ اور عظمت عرفان کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ معتقد بھی ہیں۔ اب رہا وہ نزاع اور اختلاف جو دونوں بزرگوں کے درمیان ہے وہ عبارات حال کی تشریحات پر ہے مکاشفات کی تعبیرات میں ہے کہ کونسی بات راہ صواب سے دور ہے یا شیخ پر مقامات حال کا خلو محبت اور وقت سُکر میں مرتبہ ترقی پر ٹھہر جانے کی ہے اور اس سے بلند تر مقام سے نارسائی ہے اور اس مرتبہ پر جو کچھ شیخ نے کہا یا جو تحقیق بیان کی وہ

شریعت سے کس طرح متصادم ہے اور مکشوفات کے اظہار میں جو خطا، اجتہاد کی واقع ہوئی ہے اس کی مدلل اور شریعت کے مطابق اصلاح اور تصویب ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا ہے فوق کل ذی علم علیم ”ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے۔“ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ عالم ہیں عارف ہیں صاحب کشف ہیں بلند مرتبہ صاحب حال مقبول بارگاہ ہیں لیکن جس طرح حضرت الامام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجتہد عظیم اور فقہ کے بانی مہمانی ہیں اسی طرح حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی عظیم مجتہد اور فقیہ ہیں ان دونوں بزرگوں کی فکر و سوچ، تحقیق و دریافت کا سرچشمہ کتاب و سنت ہے اور ان کی نیتیں اخلاص و لٹہیت سے معمور ہیں لیکن اختلاف کئی امور میں واضح اور روشن ہے دونوں حق پر ہیں تو پھر ایسا کیوں ہے تو یہ اس لئے کہ مجتہد اگر اپنی تحقیق و فیصلہ میں حق و صواب پر ہے اس کے لیے دوہرا اجر و ثواب ہے اور جس کی تحقیق، فیصلہ حق و صواب سے ترجیحاً دور ہے اس کے لیے اکہرا اجر ہے جب کہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے ایک کو مجتہد مصیب جبکہ دوسرے کو مجتہد مخطی کہا جاتا ہے۔ دونوں بزرگوں کا اختلاف انکی عظمت و بزرگی اور شان امامت اور اطاعت حق کے ہرگز مخالف نہیں اور قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و داود و سلیمان اذ یحکم فی الحرت اذ نفثت فیہ

غنم القوم و کنا لحکمہم شہدین • ففہمنا سلیمان

و کلا اتینا حکما و علما ل

”اور یاد کرو داؤد اور سلیمان کو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے  
جب رات کو اس میں کچھ لوگ کی بکریاں چھوٹیں اور ہم ان کے  
حکم کے وقت حاضر تھے ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا اور  
دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا۔“

ایک شخص کی بکریاں دوسرے شخص کے کھیت کو کھا گئیں جبکہ بکریوں کا چرواہا  
ساتھ نہ تھا یہ مقدمہ سیدنا داؤد علیہ السلام کی عدالت میں پیش ہوا آپ نے تجویز کیا کہ  
بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں کہ کھیتی کا نقصان اور بکریوں کی قیمت برابر تھی حضرت  
سلیمان علیہ السلام جو اس وقت گیارہ برس کے تھے اس قضیہ کے بارے میں کہا کہ فریقین  
کے لئے زیادہ آسانی کی شکل بھی ہو سکتی ہے تو آپ نے حضرت والد کے لزوم پر تجویز کیا  
کہ بکریوں والا کھیتی کاشت کرے اور جب تک کھیتی پرانی حالت پر پہنچے اس وقت تک  
کھیتی والا بکریوں کے دودھ سے نفع اٹھائے اور جب کھیتی پرانی حالت پر پہنچے اس وقت  
کھیتی والا بکریاں واپس کر کے کھیتی لے لے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ تجویز بہت  
پسند فرمائی اگرچہ اس معاملے میں دونوں حکم اجتہادی تھے اور ان کی شریعت کی مطابق تھے  
مگر ہماری شریعت میں چرواہے کی عدم موجودگی میں اگر ایسا ہوا تو ضمان نہیں۔ میں کہتا  
ہوں کہ یہاں اس قضیہ میں دونوں فیصلہ کرنے والے نبی اور معصوم ہیں لیکن فیصلہ کی  
برتری حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہے جبکہ دونوں بزرگوں کی عظمت و شان پر  
کوئی اثر نہیں اور یہاں ففہمنہا کاللفظ قابل غور ہے اللہ نے فہم کو خود سے منسوب کیا ہے  
جس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ فہم کی برتری فضیلت اور انعام خصوصی ہے اور یہ فضل و

marfat.com

Marfat.com

انعام جب انبیاء میں ایک دوسرے پر برتری اور فضیلت کو ثابت کرتا ہے تو اہل عرفان اور اصحاب کشف میں ایسا کیوں ممکن نہیں جبکہ یہاں کوئی بھی معصوم نہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگ خطرات سے بلند حفاظت الہی میں ہیں لیکن فہم و رسائی اور عروج مقامات اور حقائق مشکوفات میں ایک دوسرے پر فضیلت ایک عطیہ ربانی خصوصی فضل الہی ہے ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء یہ فضل و شرف ہر کسی کے لیے نہیں مگر انحصار الخواص کیلئے ہے تو مجھے کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ لاریب عظیم المرتبت ہیں لیکن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو ان پر فضیلت حاصل ہے اور وہ خطا و صواب میں خوب امتیاز رکھتے ہیں اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب و سنت پر بہت گہری نظر ہے اور وہ شریعت کی پیروی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں ان کی شریعت طریقت ہے اور طریقت شریعت ہے اور یہی حقیقت ہے۔ وہ عقائد اہل سنت و جماعت سے بال برابر بھی تجاوز نہیں کرتے اور اگر کوئی بات طریقت کے حوالے سے عقائد اہل سنت و جماعت جو فرقہ ناجیہ ہے کے خلاف دیکھتے ہیں یا شریعت کے مسلمہ عقائد سے متصادم دیکھتے ہیں تو اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور حق کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں اور جو غلط ہے اس کو دلائل قاہرہ سے ثابت کرتے ہیں اور کبھی جب رگ فاروقی جوش میں آجاتی ہے تو ان اقوال یا کتب کی جن میں ایسی کوئی قابل گرفت بات ہوتی ہے بھر پور تردید کرتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی کی عظمت و فضیلت اور اس کی حجیت و اکملیت کی پر زور دعوت دیتے ہیں اور اس کی اطاعت و پیروی کو نجات جانتے ہیں اور اس کے مخالف امور کو ہلاکت سے تعبیر کرتے ہیں اور جاہل پیروں اور خام صوفیہ

marfat.com

Marfat.com

کے اقوال اور ان کی خلاف شرع عبارات کے ابطال میں حملہ شریعت اور احقاق حق کا جلال نمایاں نظر آتا ہے جو ان کے عرفان عظیم اور حق و ثواب تک فکری رسائی کا ترجمان ہے: خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف لکھتے ہیں:

”ان بزرگوں نے احوال و مواجید کو احکام شرع کے تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو علوم شرعیہ کا خادم تصور کیا ہے شرع شریف کے نفس موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے اخروٹ اور انگوروں کے بدلے نہیں لیتے اور صوفیہ کی بے اصل باتوں سے نہ مغرور ہوتے ہیں نہ فتنہ میں پڑتے۔ نصوص شرعیہ کے مقابل میں نصوص الحکم کی باتوں کو اختیار نہیں کرتے اور فتوحات مکہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت پائیدار ہے وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کو چمک کی طرح نصیب ہوتی ہے ان بزرگوں کو دائمی طور پر نصیب ہے وہ حضور جو وقتی ہو کر باقی نہ رہے ان کے نزدیک ساقط الاعتبار ہے“ ۱۔

ملا حسن کشمیری کے نام تحریر فرمایا:

”آپ نے لکھا تھا کہ شیخ عبدالکبیر عینی نے کہا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ مخدوم گرامی! فقیر اس طرح کی باتیں سننے

کی تاب نہیں رکھتا میری رگ فاروقی بے اختیار حرکت میں آتی ہے اور اس طرح کی باتوں کی تاویل و توجیہ کی فرصت نہیں دیتی چاہے اسکی باتوں کا قائل شیخ عبدالکبیر یعنی ہو یا شیخ اکبر شامی (ابن عربی) محمد عربی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے نہ محی الدین ابن عربی اور صدر الدین قونوی یا عبدالرزاق کاشی کا کلام۔ ہمیں نص سے کام ہے فص کے ساتھ نہیں۔ فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔

شیخ عبدالجلیل تھانیسری کے نام لکھا:

”وجد و حال کی وہ کیفیتیں جو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کی حقیقت حاصل ہوئے بغیر ہیں سراسر استدراج ہیں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور یہ کیفیات سوائے خرابی کے کچھ نہیں بعض مشائخ کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم سے غلبہ حال میں اور شکر کے وقت اہل حق کی درست اور صحیح آراء کے خلاف بعض علوم و معارف کا ظہور ہوا ہے چونکہ ان کی بنیاد کشف ہے اس لیے وہ معذور ہیں امید ہے کہ کل قیامت کے روز اس بنا پر ان کا مواخذہ نہیں ہوگا یہ لوگ خطا کرنے والے مجتہد کے حکم میں ہیں

جسے خطا کی صورت میں اکبرِ اِثواب ملتا ہے حق علماء اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ کی جانب ہے کیونکہ علماء کے علوم سُنَّیۃ سَیۡرۃ نبوت سے ماخوذ ہیں جن کی تائید وحی قطعی سے ہو چکی ہے اور صوفیہ کے ان معارف (متنازعہ) کا مقصد اِکْشَافِ وَاہْہَامِ ہے جس میں خطا کی گنجائش ہے کشف و اِہْہَامِ کی صحت و درستگی کی علماء اہل سنت کے علوم کے ساتھ مکمل مطابقت ہے اگر کشف و اِہْہَامِ میں بال برابر بھی مخالفت ہے تو درستی و ثواب سے خارج ہے یہی صحیح علم اور صریح حق ہے اس کے سوا ضلالت و گمراہی ہے“

ملا ایوب محتسب کی جانب رقمطراز ہیں:

”مشائخ نقشبندیہ نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور ذوق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم جانتے ہیں احکام شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح اُخْرُوْثِ اور کُشْمِشِ کے بدلے ہاتھ سے نہیں دیتے اور صوفیہ کی بے فائدہ باتوں پر مغرور و مفتون نہیں ہوتے۔ نص کو چھوڑ کر فص کی خواہش نہیں کرتے اور فتوحات مدینہ کو چھوڑ کر فتوحات مکہ کی طرف ملتفت نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ ان کا حال باقی اور وقت دائمی ہے“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پیرزادوں خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امام ہمام ضیاء الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ’ملتقط‘ میں مذکور ہے صوفیہ کا عمل حل و حرمت میں سند نہیں صرف یہی کافی نہیں کہ ہم انہیں معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیں یہاں تو امام ابوحنیفہ، امام یوسف اور امام محمد (رحمہم اللہ اجمعین) کا قول معتبر ہے نہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل۔ اس زمانے کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ کر کے سرود و رقص کو اپنا دین و ملت بنا لیا ہے اور اسی کو طاعت و عبادت سمجھ لیا ہے۔

شیخ نظام تھانیسری کے نام تحریر فرمایا:

”علوم لدنیہ کی درستی و صحت کی علامت یہ ہے کہ وہ علوم شرعیہ کے ساتھ صریح مطابقت و موافقت رکھتے ہوں اس سے بال برابر بھی تجاوز ہے تو وہ سکر کی وجہ سے ہے اور حق وہی ہے جو علمائے اہل سنت و جماعت نے کہا ہے اس کا ما سوا یا تو الحاد و زندق ہے یا پھر



سکر وقت اور غلبہ حال ہے“

مخدوم زادگان خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھتے ہیں:

”احکام شریعت کے اثبات میں اصل چیز کتاب و سنت ہے اور

مجتہدین کا قیاس اور اجماع امت بھی احکام کا مثبت (ثابت

کرنے والا) ہے ان چاروں دلائل شرعیہ کے سوا کوئی دلیل بھی

احکام شرعیہ کی مثبت (ثابت کرنے والی) نہیں ہو سکتی البہام

حلت و حرمت کا مثبت نہیں اور اہل باطن کا کشف فرض و سنت کا

اثبات نہیں کر سکتا۔ ولایت خاصہ کے مالک اور عام مومنین

مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں اور کشف و البہام سے ان کو کوئی

فضیلت نہیں مل سکتی اور وہ تقلید کی زنجیر سے باہر نہیں نکل سکتے

۔ ذوالنون مصری، بایزید بسطامی، جنید بغدادی اور شبلی (رحمۃ اللہ

علیہم اجمعین) احکام اجتہاد یہ میں مجتہدین کی تقلید کرنے میں

زید، عمر، بکر اور خالد کے ساتھ جو کہ عام مومنین میں سے ہیں

برابر ہیں۔“

ملا حاجی محمد لاہوری کے نام لکھا:

شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل اور اخلاص جب تک تینوں جزو نہ

پائے جائیں شریعت متحقق نہیں ہوتی جب شریعت متحقق ہوگئی تو حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضا جو تمام دنیوی و اخروی سعادتوں سے فائق اور اعلیٰ ہے وہ بھی متحقق ہوگی ”و رضوان من اللہ اکبر“ اور اللہ تعالیٰ کی تھوڑی رضامندی بھی بہت ہے اس لیے شریعت تمام دنیوی و اخروی سعادتوں کی کفیل و ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب و مقصود نہیں جو شریعت سے الگ ہو اور انسان کو اس کی محتاجی ہو۔ طریقت و حقیقت جس کے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔ احوال، مواجید اور علوم و معارف جو صوفیہ کے راستے میں ہاتھ آتے ہیں وہ مقاصد نہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت کی تربیت مطلوب ہوتی ہے ان تمام سے گذر کر مقام رضا میں پہنچنا چاہیے جو جذبہ اور سلوک کے مقامات کی انتہا ہے کوتاہ اندیش لوگ احوال و مواجید کو مقاصد اور مشاہدات و تجلیات کو مطالب شمار کرتے ہیں اس لیے وہم و خیال کے زندان خانہ میں گرفتار رہتے ہیں اور شریعت کے کمالات سے محروم رہتے ہیں“۔

خان خانان کے نام لکھتے ہیں:

”مختصر یہ کہ نجات کا راستہ اہل سنت و جماعت کی متابعت ہے  
اقوال میں بھی افعال میں بھی اور احوال فرع میں بھی کیونکہ  
نجات پانے والا فرقہ بھی یہی ہے“ ۱

جباری خان کے نام لکھا:

”اس نعمت عظمیٰ تک وصول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
اتباع سے وابستہ ہے بندہ جب اپنے آپ کو پورے طور پر  
شریعت میں گم نہ کر دے اور اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے  
رکنے کے ساتھ مزین و آراستہ نہ کرے اس دولت و نعمت کی  
خوشبو بندے کی روح سونگھ نہیں سکتی۔ شریعت کی مخالفت کے  
باوجود اگر بال برابر بھی احوال و مواجید حاصل ہوں تو وہ  
استدراج میں داخل ہے آخر اسے رسوا کریں گے۔“ ۲

مکتوبات میں جس موضوع پر دونوں بزرگوں کے درمیان اختلاف ہے وہ  
نظریات وحدت الوجود اور اس سے متعلق بعض امور ہیں اس کے علاوہ بھی بعض عبارات  
واقوال پر واضح دلائل کے ساتھ بحث ہے میں اس حوالے سے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے  
موقف ”وحدت الوجود“ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ ”وحدت الشہود“

کو ترجیح دوں گا اور ان دونوں مشائخ کرام کے موقف کو الگ الگ واضح کروں گا اور اس کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے محاکمہ، صراحتوں و ضاحتوں اور نکتہ حق و صواب تک رسائی کے دلائل کے ساتھ ذکر کروں گا چنانچہ اس تناظر میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب سے اخذ کروں گا جو آپ نے شیخ عبدالعزیز کی طرف صادر فرمایا جو مفصل بھی ہے اور دونوں بزرگوں کے الگ الگ موقف کا اور فرق و تحقیق کا آئینہ دار ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیروکار فرماتے ہیں:

(i) باری تعالیٰ جل و علا کے اسماء و صفات ذات واجب تعالیٰ کا

بھی عین ہیں اور ایک دوسرے کا بھی عین ہیں

(ii) اس مقام میں کسی بھی اسم اور نشان کے اعتبار سے تعدد و

تکثر نہیں اور نہ ہی کوئی تمایز اور تباہین ہے

(iii) ان اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات نے حضرت علم میں

تمایز اور تباہین اجمالاً اور تفصیلاً پیدا کیا ہے

(iv) اگر اجمالی تمیز ہے تو اُسے تعین اول سے تعبیر کیا جاتا ہے

اور اگر تفصیلی تمیز ہے تو اس کا نام تعین ثانی ہے

(v) تعین اول کا نام وحدت رکھتے ہیں اور اُسے حقیقت محمدی

کہتے ہیں اور تعین ثانی کو واحدیت کہتے ہیں

marfat.com

Marfat.com

(vi) اور تمام ممکنات کے حقائق گمان کرتے ہیں اور ان حقائق

ممکنات کو اعیان ثابتہ جانتے ہیں اور دونوں علمی تعینات یعنی

وحدت و واحدیت کو مرتبہ وجود میں ثابت کرتے ہیں

(vii) ان اعیان ثابتہ نے وجود خارجی کی بوجہ نہیں پائی اور

خارج میں احدیت مجرّدہ کے سوا کچھ بھی موجود نہیں

(viii) اور یہ کثرت جو خارج میں دکھائی دیتی ہے اعیان ثابتہ کا

عکس ہے جو ظاہر وجود کے (جس کے سوا کچھ بھی موجود نہیں)

شیشوں میں منعکس ہوا ہے اور خیالی وجود پیدا کیا ہے۔

(ix) جس طرح ایک شخص کی صورت آئینے میں منعکس ہو کر

خیالی وجود پیدا کرے تو اس عکس کا وجود صرف خیال میں ثابت

ہے نہ تو آئینے میں حلول ہوا ہے اور نہ ہی کوئی چیز منقش ہوئی اگر

انقاش ہے تو خیال جو آئینے کی سطح پر وہم میں آتا ہے اور یہ خیال

اور وہی شے فعل باری تعالیٰ سے پیدا ہوئی جو درست اور صحیح

صورت میں نظر آتی ہے وہم و خیال کے زوال سے زائل نہیں

ہوتی۔

(x) علم و خارج میں واجب سبحانہ و تعالیٰ کی ذات، اسماء و

صفات کے سوا جو عین ذات ہیں کوئی چیز ثابت نہیں اور صورت

علمیہ ہی ذی صورت کا عین ہے (اور شے کی شبیہ اور مثال کا گمان

marfat.com

Marfat.com

نہیں کیا) اس طرح اعیان ثابتہ کی صورت منعکسہ جو ظاہر وجود  
میں آئی ان صورتوں کا عین ہے نہ کہ ان کا شبہ تو اتحاد کا لازماً حکم  
لگے گا اور ”ہمدوست“ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے

مندرجہ بالا دس اہم امور بنیادی طور پر نظریہ وحدت الوجود جو شیخ اکبر رحمۃ  
اللہ علیہ کا مذہب ہے کا اجمالی خاکہ ہے اب اس حوالے سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا  
مفصل نظریہ کیا ہے تو اسی مکتوب میں فرماتے ہیں:

(i) حق سبحانہ و تعالیٰ واجب بالذات ہے اس کی صفات ثمانیہ  
( آٹھ صفات ) حیوۃ، علم، قدرت، بصر، ارادہ، سمع، کلام اور  
تکوین (جو اہل حق اہلسنت شکر اللہ علیہم کے نزدیک خارج میں  
موجود ہیں۔

(ii) یہ صفات ضرور خارج میں ذات سبحانہ تعالیٰ سے بے چونی  
اور بے چگونگی کی صفات کے ساتھ متمیز ہوں گی اور یہ صفات  
آپس میں بھی بے چونی کی صفت کے ساتھ ایک دوسری سے  
متمیز اور جدا ہوں گی۔

(iii) بے چونی تمیز ہر مرتبہ حضرت ذات حق سبحانہ و تعالیٰ میں  
بھی ثابت ہے کیونکہ واجب تعالیٰ کیف سے پاک وسعت

مکتوبات امام ربانی: دفتر دوم، مکتوب: ۱

marfat.com

Marfat.com

کے ساتھ واسع ہے اور وہ تمیز جو ہمارے فہم و ادراک میں آسکتا ہے اس جناب حق سے منسوب ہے کیونکہ بعض اور جزو جزو ہونا وہاں متصور نہیں ہو سکتا اور تحلیل و ترکیب کو وہاں کچھ دخل نہیں اور نہ ہی حالت و محلیت کی وہاں کوئی گنجائش ہے

(iv) جو کچھ ممکن کی صفات و اعراض میں سے اس جناب حق میں منسوب ہے یونہی اس کی کوئی مثل نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ ہی افعال میں اس بے چونی تمیز اور اس بے کیف وسعت کے باوجود حق سبحانہ و تعالیٰ کے اسماء و صفات خانہ علم میں بھی تفصیل و تمیز رکھتے ہیں اور منعکس ہوتے ہیں۔

(v) نیز یہ کہ مرتبہ عدم میں ہر اسم و صفت متمیز کا ایک مقابل اور نقیض ہے جیسے صفت علم کا مرتبہ عدم میں ایک مقابل اور نقیض "عدم علم" ہے جسے جہل سے تعبیر کیا گیا ہے یونہی صفت قدرت کے مقابل "عدم قدرت" ہے

(vi) ان عدمات مقابلہ نے بھی حق تعالیٰ کے علم میں تفصیل و تمیز پیدا کیا ہوا ہے اور وہ اپنی مقابل صفات و اسماء کا آئینہ اور ان کے عکس کا ظہور بنا ہوا ہے۔

(viii) حقائق ممکنات یہی عدمات ہیں جو اسماء و صفات کے نقیض ہیں اور خانہ علم میں ظہور پذیر ہیں اور باہم پیوست ہیں

marfat.com

Marfat.com

قادر مطلق سبحانہ و تعالیٰ نے جب چاہا ان پیوستہ مہبتوں سے  
 وجودِ ظنی جو حضرت وجود کا پرتو ہے متصف کر کے موجود خارجی بنا  
 دیا اور اس کے خارجی آثار کا مبداء بنا دیا۔

(ix) پس ممکن کا وجود علم میں اور خارج میں ممکن کی باقی صفات  
 حضرت وجود کا پرتو اور اس کے کمالات کا تابع ہے پس ممکن کا علم  
 واجب بالذات کے علم کا پرتو اور ظل ہے جو اپنے مقابل منعکس  
 ہوا ہے اور ممکن کی قدرت بھی ظل ہے جو عجز کے مقابل منعکس  
 ہے تو ممکن کا وجود حضرت وجود کا ظل ہے جو آئینہ عدما ت میں  
 منعکس ہوا ہے

(x) اشیاء کا ظل اس کا عین نہیں بلکہ شبیہ اور مثال ہے اور ایک  
 کا ثبوت دوسرے کے لیے ممتنع ہے ممکن واجب کا عین نہیں اور ممکن  
 اور واجب کا ایک دوسرے پر حمل کرنا ثابت نہیں اس لیے کہ ممکن کی  
 حقیقت عدم ہے جب واضح ہو گیا کہ اسما و صفات کے جو عکس آئینہ  
 عدما ت میں منعکس ہوئے وہ ان کا شبہ و مثل ہے۔ ان صفات کا عین  
 نہیں لہذا ”ہمہ اوست“ کا مقولہ ہرگز درست نہیں ہوگا۔!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے:

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر دوم، مکتوب: ۱!

marfat.com

Marfat.com



”جو چیز اپنی ذات میں ممکن ہے وہ عدم ہے، اور شرارت، نقص اور خبیث کا فناء ہے اور کمالات کے جنس سے جو کچھ ممکن سے پیدا ہوا ہے جیسے وجود اور اس کے توابع تو وہ سب کا سب اسی ذات حق سبحانہ و تعالیٰ سے اُسے حاصل ہوا ہے اور اسی ذات برحق کا پر تو ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اور اس کے سوا سب ظلمت و تاریکی ہے اور ظلمت و تاریکی کیونکر نہ ہو کہ عدم جملہ ظلمات سے بڑھ کر ظلمت ہے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عالم سارے کا سارا اسماء و صفات سے عبارت اور خانہ علم میں متمیز ہے اور خارج میں ظاہر وجود کے آئینے میں اسے نمود و ظہور حاصل ہے جبکہ فقیر (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک عالم عدمات سے عبارت ہے اور واجب حق سبحانہ و تعالیٰ کے اسماء و صفات خانہ علم میں منعکس ہوئے ہیں اور خارج میں حق سبحانہ کی ایجاد سے وہ عدمات ان عکوس میں وجود ظلی کے ساتھ موجود ہیں پس عالم میں خبیث ذاتی ثابت ہوگا اور طبعی شرارت واضح ہوگئی اور خیر و کمال سب کا سب راجع الی اللہ ہو گیا لہذا ”ہمہ از اوست“ ہی درست ہے ما اصابک من حسنة فمن

marfat.com

Marfat.com

انھو ما اصابک من مینة فمن نفسک تجھے جو بھلائی  
پہنچتی ہے وہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھے پہنچے وہ  
تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ عالم خارج میں موجود ہے لیکن وجود  
ظہلی کیساتھ جس طرح حق سبحانہ و تعالیٰ خارج میں وجود اصلی کے  
ساتھ موجود ہے بلکہ موجود بالذات ہے خارج میں وجود و صفات  
کی طرح اس خارج کا ظل ہے لہذا عالم کو حق سبحانہ کا عین نہیں  
کہہ سکتے اور ایک کا حمل دوسرے پر جائز نہ ہو گا کسی شخص کے ظل  
کو عین شخص نہیں کہہ سکتے کہ خارج میں دونوں میں تغایر ہے۔

دونوں نظریات کے تقابلی تذکرہ کے بعد ہم ان سوالات پر توجہ مبذول کریں  
گے جو اس حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے پوچھے گئے اور آپ نے اس کے  
بارے میں کیا وضاحت کی نیز ان عبارات اور اقوال کا بھی جائزہ لیں گے جو دونوں  
بزرگوں کے نزدیک باعث اختلاف ہیں اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان پر گرفت  
کی اور اسے صواب سے دور جانا اور ان باتوں کا ذکر بھی درمیان میں آجائے گا جن پر  
دونوں بزرگوں کا اتفاق ہے اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان کی تحسین بھی کی ہے تاہم  
میں نے مکررات کو چھوڑ دیا ہے تاکہ قارئین پر بار نہ ہو۔

۱۔ مکتوبات امامہ ہانی: دفتر دوم، حصہ اول، مکتوب: ۱  
marfat.com

Marfat.com

سوال کیا گیا:

☆ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین بھی عالم کو ظنِ حق سبحانہ و تعالیٰ مانتے ہیں تو پھر فرق کیا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

وہ اس ظل کے وجود کو موہوم سمجھتے ہیں (وہم وگمان کہتے ہیں) اور اس کے وجود خارجی کی بوجہ جائز نہیں مانتے اور کثرت موہومہ کو وحدتِ وجود کے ظل سے بیان کرتے ہیں اور خارج میں صرف ذاتِ حق کو ہی موجود سمجھتے ہیں ان دونوں میں بدیہی فرق ہے

(i) اصل پر ظل کے حمل کا منشا اور اس حمل کا نہ ہونا ظل کے وجود خارجی کا مثبت ہے اور اس وجود کا عدم اثبات جبکہ وہ ظل کے وجود خارجی کو ثابت نہیں کرتا تو لازماً اس پر محمول کرتے ہیں (ii) فقیر ظل کو خارج میں موجود جانتا ہے اور حمل میں عجلت نہیں کرتا ظل کے وجود اصلی کی نفی میں فقیر اور شیخ شریک ہیں اور فقیر وجود ظلی کو خارج میں ثابت مانتا ہے جبکہ وہ اس وجود ظلی کو صرف وہم اور تخیل قرار دیتے ہیں اور خارج میں احدیتِ مجرہ کے سوا کچھ موجود نہیں جانتے اور صفاتِ ثمانیہ جن کا وجود خارج میں اہل سنت و جماعت کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے صرف مرتبہ علم میں ثابت کرتے ہیں میرا طریق میانہ روی ہے اگر وہ لوگ اس

marfat.com

Marfat.com

خارج کو خارج کا ظل دیکھتے تو عالم کے وجود خارجی کا انکار نہ  
کرتے اور نہ ہی وہم و تخیل پر قائم رہتے اور ہرگز ممکن کیلئے وجود  
اصلی کا اثبات نہ کرتے اور وجود ظل پر اکتفا کرتے کیونکہ ممکن  
خارج میں وجود ظلی کے ساتھ بطریق حقیقت موجود ہے اور ہرگز  
وہم تخیل نہیں۔

پوچھا گیا:-

☆ ”شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں اعیان ثابۃ (علمی صورتوں) کو وجود اور  
عدم کے درمیان برزخ کیوں کہا ہے جبکہ عدم بھی حقائق ممکنات میں داخل ہے؟“  
حضرت مجدد نے فرمایا:

”برزخ اس اعتبار سے کہ صور علمیہ (وہ شکلیں جو مرتبہ علم میں  
ہیں) کی دو جہتیں (طرفیں) ہیں ایک ثبوت علمی کے واسطے سے  
وجود سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری عدم خارجی کے واسطے سے  
عدم سے تعلق رکھتی ہے“

سوال:

☆ ”صاحب فتوحات مکیہ (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) اور ان کے قسبعین کہتے ہیں کہ جس  
طرح واجب سبحانہ و تعالیٰ کی صفات اس کی ذات کا عین ہیں اس طرح باہم ایک  
دوسرے کا عین ہیں جیسے علم اس ذات کا عین اور اس کی قدرت کا بھی عین ہے اور ارادہ  
سخ اور بصر کا بھی یہی حال ہے اور یونہی دیگر صفات میں“

marfat.com

Marfat.com

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

کہ یہ بات صواب و درستی سے دور ہے، اس لیے کہ

(i) یہ قول صفات زائدہ کی نفی پر مبنی ہے

(ii) صفات زائدہ کی نفی مذہب اہل سنت کے خلاف ہے

(iii) اہل سنت کے نزدیک صفات ثمانیہ (آٹھ صفات) خارج

میں موجود ہیں

(iv) واجب تعالیٰ کی ذات و صفات کی عینیت کا واہمہ شاید اس

لیے پیدا ہوا کہ انہوں نے ذات و صفات واجب تعالیٰ کے مقام

کی تغایر و تباین کو ممکنات کے تغایر و تباین کی طرح سمجھا ہے

(v) جنہوں نے اسے ممکنات کی ذات و صفات کے تغایر و تباین

کی طرح نہ پایا اور اس واجب بالذات کے صفات کے تمایز کو

اس تمایز کے مشابہ نہ دیکھا تو خواہ مخواہ تغایر و تمایز کی نفی کر دی اور

ایک دوسرے کی عینیت کے قائل ہو گئے

(vi) کاش وہ دیکھتے کہ اس حمل کا تغایر و تباین واجب سبحانہ کی

ذات و صفات کی طرح بے مثل اور بے کیف ہے اور اس تمایز کو

اس تمایز کے ساتھ کچھ نسبت نہیں مگر صرف صورت و نام میں پس

اس مقام میں تباین و تمایز موجود ہے اور ہماری فہم سے بالاتر اور

عدم ادراک کی نفی اہل حق کے مخالف ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مثلاً ہاشم کی طرف لکھتے ہیں:

☆ ”فصوص الحکم کی عبارت جو میں نے اپنے والد بزرگوار سے

سنی تھی یاد آئی صاحب فصوص نے فرمایا ہے:

اگر چاہے تو کہہ سکتا ہے کہ جہان حق سبحانہ ہے اور اگر چاہے تو

یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ جہان مخلوق ہے اور اگر چاہے تو کہہ سکتا

ہے کہ وہ ایک جہت سے حق ہے اور ایک جہت سے مخلوق اور اگر

چاہے تو حیرت کا اظہار کر سکتا ہے کیونکہ دونوں میں کوئی تمیز نہیں

ہو سکتی“

”یہ عبارت کسی قدر اس بے قراری کے لیے تسکین کا باعث بن

گئی بعد ازاں اپنے پیر بزرگوار (مخدوم باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی

خدمت میں جا کر عرض حال کی تو آپ نے فرمایا تیرا حضور صاف

نہیں ہوا اپنے کام میں مشغول رہ تا کہ موجود کی موہوم سے تمیز

ہو جائے اور میں نے فصوص کی عبارت کو جو عدم تمیز کو ظاہر کرتی

تھی آپ کے سامنے پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ شیخ محی الدین

ابن عربی نے اس عبارت میں کامل کا حال بیان نہیں فرمایا عدم

تمیز بھی بعض اشخاص کی نسبت ثابت ہے“

مکتوب مذکورہ کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ دونوں بزرگوں کے احوال و مواجید اور کشف میں بدیہی امتیاز و فرق ہے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اُس مقام پر یا تو رک گئے اور آگے ترقی نہ ہوئی یا پھر آگے ترقی تو ہوئی مگر اس وقت جب وہ اس مقام کی حیثیت سے آگاہ ہوئے تو شاید اس پہلے قول (عدم تمیز) کی تردید یا اصلاح کا موقعہ گزر چکا تھا یا وقت ہی نہ ملا اس حوالے سے میر منصور کے نام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلاً جو کچھ لکھا وہ حسب ذیل ہے:-

”یہ میدان کائنات جو دیکھا جاتا ہے اور مشہود، مسطح، طویل و عریض اور کشادہ متخیل ہوتا ہے حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے قابعین کے نزدیک یہ سب کچھ حضرت وجود ہے کہ اس کے سوا خارج میں کوئی چیز موجود نہیں ہے اور وہ وجود ذات الہیہ ہے اس کو ظاہر وجود کہتے ہیں جو بذریعہ انعکاس اور صور علمیہ متکثرہ کے لبادہ میں آیا ہے اس کو باطن وجود اور اعیان ثابتہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ وجود جو اپنی وحدت و بساطت پر ہے وہ خیال میں صرف متکثر و کشادہ اور لمبا چوڑا دکھائی دیتا ہے مشاہدہ و محسوس سب کچھ کیا عوام کیا خواص اس صفحہ میں کوئی لباس میں اور الگ الگ صورتوں اور شکلوں میں اللہ تعالیٰ ہیں جو کہ عوام کو عالم متوہم ہوتا ہے اور کبھی بھی خانہ علم سے باہر نہیں ہوا اور نہ ہی اُس نے وجود خارجہ کی بوسونگھی یہ ان صور علمیہ

marfat.com

Marfat.com

کے عکس ہیں جو حضرت وجود کے آئینے میں ظاہر ہوئے ہیں اور خارج میں نمود پیدا کی ہے اور عوام کو اپنے وجود خارجی کے واہمہ میں ڈال دیا ہے ”فقیر (حضرت مجدد) کا عقیدہ اور کشف یہ ہے کہ یہ میدان وہم کا میدان ہے اور اس میدان میں جو صورتیں اور شکلیں ہیں ممکنات کی ہیں جنہوں نے صنعت الہیہ سے مرتبہ وہم و حس میں ثبوت پیدا کیا ہے اور استحکام پایا ہے اور جو کچھ بھی اس صفحہ میں محسوس و مشہود ہے وہ ممکنات کی جنس سے ہے اگرچہ بعض سالکین کو وہ مشہود واجب متوہم ہوتا ہے، اور عنوان حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اصل میں عالم کے افراد سے ہے اور اللہ کریم وراء الراء ہے اور ہماری دید و دانش سے الگ اور ہمارے کشف و مشہود سے مبرا و منزہ ہے۔

خلق را وجہ کے نماید او در کدام آئینہ در آید او

(وہ مخلوق کو اپنا چہرہ کس طرح دکھائے اور کون سا شیشہ ہے جس

میں وہ سمائے)

یہ متوہم عرصہ اس میدان خارجیہ کا ظل ہے جو کہ حضرت وجوب کے مرتبہ کے لائق ہے چنانچہ اس مرتبہ خارج کا ظل ہے خارج کہہ لیں تو اس کی گنجائش جیسا کہ ظلی وجود کے اعتبار سے اس کو

موجود بھی کہتے ہیں اور یہ وہم کا عرصہ عرصہ عجز و جہل کی طرح نفس

marfat.com

Marfat.com



اگر یہ ہے اور یہاں تک کہ صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 ساتھ وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے

دھرتی پر نہ ہونے کے سوا اور کوئی اور جگہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اور  
 جگہ ہے جس کے لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے

انہوں نے جو حدیث ہے جو کہ انہوں نے سنی ہے وہ ہے جو کہ انہوں نے سنی ہے  
 جس کے لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے  
 لئے وہ ہے جس کی خبر صاف دکھائی دے کہ یہ وہی مطلب ہے جس کے

مناسب وحدت ہے اور علماء کے حالات کے مناسب کثرت ہے کیونکہ شرائع کی بنیاد کثرت پر ہے اور احکام کا تغایر کثرت سے وابستہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور اخروی معصم و تعذیب بھی کثرت سے متعلق ہے اور جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ”فساخیتہ ان اعرف“ (میں نے چاہا کہ اپنا تعارف کرادوں) یہ ارشاد کثرت کو چاہتا ہے اور ظہور کو پسند کرتا ہے تو اس مرتبہ کو باقی رکھنا بھی ہے کیونکہ اس مرتبہ کی تربیت اللہ رب العالمین کی پسندیدہ اور محبوب ہے اور اسی نے اشیاء کو بقائے ابدی عطا فرمائی ہے اور قدرت کو لباس حکمت میں لایا ہے اور اسباب کو اپنے فعل کا چہرہ چھپانے والا بنایا ہے وحدت وجود اگرچہ حقیقت ہے لیکن نسبت کثرت کا معاملہ مجاز ہے اور مجاز متعارف ہو چکا جس سے مفر نہیں آیا۔

نظرت مجدد سے پوچھا گیا:

”صاحب نصوص الحکم (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) نے تعین اول کو حقیقت محمدی کہا ہے اور اس کو وحدت سے تعبیر کیا ہے اور اسی طرح تعین ثانی کو احدیت کہا ہے اور اعیان ثابتہ کو حقائق ممکنات

الامرئ ہے اور یہ احکام صادق رکھتا ہے اور ابدی معاملہ اسی کے  
ساتھ وابستہ ہے جس کی ٹخیر صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے دونوں  
کشفوں میں اول تو وسط حالی اور ہدایت اور ابتدائی ہے جب کہ  
دوسرا منجھائے حال ہے اور تنزیہ و تقدیس ذات باری کے زیادہ  
قریب اور بہتر ہے۔

حضرت مجدد نے اس حوالے سے قاضی جلال الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ جو  
خود بڑے معتبر علماء سے تھے کا ذکر کیا ہے کہ:

انہوں نے میرے والد بزرگوار قدس سرہ سے جو علماء محققین سے  
تھے سوال پوچھا کہ نفس الامر میں وحدت ہے یا کثرت اگر  
وحدت ہے تو شریعت جس کا جنی احکام متباینہ اور متمازہ ہیں  
باطل ہوتا ہے اور اگر نفس الامر میں کثرت ہے تو صوفیہ کا قول  
باطل ہوتا ہے جو وحدت وجود کے قائل ہیں تو حضرت والد  
بزرگوار قدس سرہ نے جواب دیا دونوں نفس الامر میں ہیں وہ ان  
سے بیان کیا جو فقیر کے ذہن میں محفوظ نہیں کہ کیا فرمایا تھا پس جو  
صوفیہ وحدت الوجود کے قائل ہیں حق پر ہیں اور علماء جو کثرت  
وجود کے معتقد ہیں وہ بھی حق پر ہیں صوفیہ کے حالات کے

مناسب وحدت ہے اور علماء کے حالات کے مناسب کثرت ہے کیونکہ شرائع کی بنیاد کثرت پر ہے اور احکام کا تغایر کثرت سے وابستہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور اخروی تعظیم و تعذیب بھی کثرت سے متعلق ہے اور جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا "فَاخْبِثْ اَنْ اَعْرَفَ" (میں نے چاہا کہ اپنا تعارف کرادوں) یہ ارشاد کثرت کو چاہتا ہے اور ظہور کو پسند کرتا ہے تو اس مرتبہ کو باقی رکھنا بھی ہے کیونکہ اس مرتبہ کی تربیت اللہ رب العالمین کی پسندیدہ اور محبوب ہے اور اسی نے اشیاء کو بقائے ابدی عطا فرمائی ہے اور قدرت کو لباس حکمت میں لایا ہے اور اسباب کو اپنے فعل کا چہرہ چھپانے والا بنایا ہے وحدت وجود اگرچہ حقیقت ہے لیکن نسبت کثرت کا معاملہ مجاز ہے اور مجاز متعارف ہو چکا جس سے مفر نہیں آیا۔

حضرت مجدد سے پوچھا گیا:

"صاحب نصوص الحکم (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) نے تعین اول کو حقیقت محمدی کہا ہے اور اس کو وحدت سے تعبیر کیا ہے اور اسی طرح تعین ثانی کو احدیت کہا ہے اور اعیان ثابتہ کو حقائق ممکنات

کہا ہے اور اس مرتبہ میں ثابت کیا ہے اور ہر دو تعین کو جوہلی کہہ کر قدیم جانا ہے اور تیسرے تین تنزلات روحی، مثالی اور جسدی کو تعین امکانی تصور قرار دیا ہے اور یہ تعین جیسی جو کہ تعین اول ہے اور حقیقت محمدی ہے ممکن ہے یا واجب، حادث یا قدیم آپ کا عقیدہ اس بارے میں کیا ہے“

ان سوالوں کے جواب میں حضرت مجدد نے مولانا حسن دہلوی کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا:

”میرے نزدیک کوئی تعین اور متعین نہیں ہے وہ کون سا تعین ہوگا جو لا تعین کو متعین کرے یہ الفاظ شیخ محی الدین ابن عربی اور ان کے قبعین قدس اللہ اسرارہم کے مذاق کے موافق ہیں فقیر کی عبارت میں اس قسم کے الفاظ صنعت مشاکلہ کے قبیل سے سمجھے جائیں تاہم جو میں کہتا ہوں وہ تعین تعین امکانی ہے اور مخلوق و حادث ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے

”اول ما خلق اللہ نوری“ سب سے اول اللہ نے میرا نور پیدا کیا اور دوسری حدیث میں نور کی تخلیق کا وقت بھی مذکور ہے ”قبل خلق السموات بالفی عام“ تخلیق آسمان سے دو ہزار سال پہلے اور اس کی مثل اور بھی روایات ہیں اور جب وہ مخلوق ہے اور عدم کے ساتھ لاحق ہے تو ممکن بھی ہے اور حادث بھی اور جب

حقیقت الحقائق جو کہ اسبق حقائق ہے ممکن اور مخلوق ہے تو دوسروں کے حقائق بدرجہ اولیٰ مخلوق ہوں گے اور امکان وحدوث سے کیونکر نہ ہوں گے، تعجب ہے کہ شیخ اکبر قدس سرہ نے حقیقت محمدیہ کو بلکہ تمام ممکنات کے حقائق کو اعیان ثابتہ کہا ہے وہ کہاں سے ان کے وجوب و قدم کا حکم لگاتے ہیں اور قول رسول کے برخلاف کیسے کہتے ہیں ممکن اپنے اجزا کے ساتھ بھی ممکن ہی ہے اور صورت و حقیقت سے بھی ممکن ہی ہے تعین و جوبی ممکن کی حقیقت کس لئے ہوگا ممکن کی حقیقت ممکن ہی ہوتی ہے کیونکہ ممکن کو واجب تعالیٰ کے ساتھ نہ تو کوئی اشتراک ہے اور نہ ہی کوئی نسبت ماسوا اس امر کے کہ وہ ممکن اس کی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا خالق اور شیخ اکبر چونکہ واجب اور ممکن میں امتیاز نہیں کرتے جبکہ خود شیخ مقرر ہیں کہ ان دونوں میں تمیز نہیں ہے اگر وہ واجب کو ممکن کہے اور ممکن کو واجب تو اسے کوئی خطرہ نہیں میرے نزدیک وہ معذور ہیں (اور یہ غلبہ فکر کی کیفیت ہے)

ی تناظر میں مزید پوچھا گیا:

”آپ نے واجب اور ممکن کے درمیان اصل اور ظل کی نسبت نہ صرف ثابت کی ہے بلکہ ممکن کو واجب کا ظل کہا ہے اور باعتبار اصل واجب کو ممکن کی حقیقت کہا ہے کہ وہ اس کے ظل کی طرح

marfat.com

Marfat.com

ہے اور اس پر بہت سے معارف کو متفرغ کہا ہے اگر اس اعتبار سے شیخ نے بھی واجب کو ممکن کی حقیقت کہہ دیا ہے تو اس میں کیا استحالہ لازم آتا ہے اور انہیں ملامت کیوں؟“

☆ تو حضرت مجدد نے کہا:

”اس قسم کے علوم جو واجب اور ممکن میں اثبات نسبت کریں شریعت ان کے ثبوت کے لئے وارد نہیں ہوئی یہ تمام معارف سکر یہ ہیں اور حقیقت نفس الامری سے دوری اور نارسائی ہے“

واجب تعالیٰ کا سایہ کیوں ہوگا کیونکہ مثل کی تولید کا وہم پیدا کرتا ہے اور عدم کمال لطافت کے شانہ کی خبر دیتا ہے جبکہ لطافت کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کا سایہ نہ تھا تو رب محمد ﷺ کا سایہ کیونکر ہوگا خارج میں موجود بالذات اور بالاستقلال صرف ذات باری ہے اور یا پھر اللہ کی صفاتِ ثمانیہ حقیقیہ اور ان کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ ایجاد باری تعالیٰ سے موجود ہوا ہے اور وہ سب ممکن، مخلوق اور حادث ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں اور مخلوقیت کے سوا خالق سے کوئی نسبت سوائے اس نسبت کے جسے شریعت نے ثابت کیا ہو۔ یہ عالم کی ظلیت کا علم سالک کے لئے مفید راہ ہے اور اسے کھینچ کر اس تک لے جاتا ہے اور جب وہ کمال عنایت سے طے منازل کے بعد اس تک رسائی پاتا ہے تو

marfat.com

Marfat.com

مختصر فضل الہی سے وہ ایسا پاتا ہے کہ اصل بھی غل کا حکم رکھتا ہے  
اور یہ مطلوبیت کے لائق نہیں کیونکہ امکان و حدوث سے واعدار  
ہے اور مطلوب ادراک کے احاطہ اور وصل و اتصال سے ماوراء  
ہے۔

مزید پوچھا گیا:

☆ ”صاحب فتوحات مکیہ نے تعین اول کو جو کہ حقیقت محمدی ہے حضرت اجمال علم کہا ہے  
اور آپ تعین اول کو تعین و جودی کہتے ہیں اور آپ نے اس کے مرکز کو جو اس کے اجزاء  
میں سے اشرف و اسبق ہے حقیقت محمدی قرار دیا اور تعین حضرت اجمال کو اس تعین و جودی  
کا غل کہا ہے اور لکھا ہے کہ پہلا تعین جی ہے اور حقیقت محمدی ہے تو تطبیق کیسے ہوگی؟  
تو حضرت مجدد نے وضاحت کی:

”اکثر ہوتا ہے کہ کسی شے کا غل اپنے آپ کو اصل شے دکھاتا ہے  
اور سالک کو اپنے آپ میں گرفتار کر لیتا ہے پس وہ دو تعین غلال  
ہیں تعین اولی کہ عروج کے وقت عارف پر اصل تعین اولی تعین  
خفی سے ظاہر ہوتا ہے اللہ بذات خود موجود ہے نہ کہ وجود سے اور  
یونہی صفات ثمانیہ بذات واجب موجود ہیں نہ کہ وجود سے کہ  
وجود بلکہ وجوب کو بھی اس مرتبہ میں گنجائش نہیں کہ وجود اور  
وجوب دونوں اعتبارات سے ہیں پہلا اعتبار جو ایجاد عالم کے  
لئے پیدا ہوا وہ جب ہے اس کے بعد اعتبار وجود ہے جو کہ ایجاد کا

marfat.com

Marfat.com



مقدمہ ہے کیونکہ ذات باری کو بغیر اعتبار اس حب اور بغیر اعتبار اس وجود کے عالم سے اور ایجاد عالم سے استثناء ان اللہ الغنی عن العالمین (اللہ جہانوں سے بے نیاز ہے) نہیں قطعی ہے اور تعین علمی جملی کو ان دونوں تعین کا ظل کہنا اس اعتبار سے ہے کہ وہ دو تعین باعتبار حضرت ذات سبحانہ کے ہیں بغیر ملاحظہ صفات کے اور اس تعین میں ملحوظ صفت ہے جو ذات کے لئے ظل کی طرح ہے لہذا تعین وجود کو تعین جہی کا ظل کہنا درست ہے۔“

مزید سوال کیا گیا

”کہ صاحب نصوص کہتے ہیں کہ تجلی ذات صرف متجلی لہ کی صورت میں ہوتی ہے پس متجلی لہ آئینہ حق میں اپنی صورت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اس نے خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ممکن ہے کہ اس کو دیکھ سکے“

تو حضرت مجدد نے جواباً فرمایا:

”شیخ اکبر نے عدم امکان رویت مبالغہاً کہا ہے نہ کہ حقیقی طور پر

۱۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ رویت الہی اس دنیا میں ممکن ہے اگرچہ اس کا وقوع نہ ہو اس پر دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول رب ارنی ہے کہ جو شے ناممکن ہو بغیر اس کا سوال ہی نہیں کرتا اور اس تذکرہ میں کہا ہے کہ اگر پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو جلد مجھے دیکھے گا قیام جبل کے امکان سے واضح ہو گیا کہ رویت ممکن ہے (پروفیسر قاری مشتاق احمد)

marfat.com

Marfat.com

کیونکہ رویت دنیا میں جائز ہے اور آخرت میں واقع ہے جب  
سالک کی پوری فائز ہوئی اور مطلوب سے اتصال وصول اس  
کے بغیر ممنوع ہوا اور بغیر وصول کے معرفت کی کوئی صورت نہیں  
تو لازماً معرفت سے عجز لازم آیا اور معرفت سے عجز عین معرفت  
ہے یہ نہ کہا جائے کہ معرفت سے عجز معرفت کیونکر ہوا جو کہ اس کا  
نقیض ہے کیونکہ معرفت سے عجز اس معرفت سے عبارت ہے  
کہ ”وہ پہچانا نہیں جاسکتا“ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
ارشاد ہے ”عجز عن ادراک الادراک اور اک ادراک کو پالینے  
سے عاجز آنا اور اک ہے پس پاک ہے وہ اللہ جس نے مخلوق کے  
لئے اپنی طرف کوئی راہ نہیں بنائی ماسوا اس کے عجز معرفت کا مقرر  
ہوا ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔

سبحان خالعی کہ صفاتش زکبریا بر خاک عجزی غلند عقل انبیاء  
(پاک وہ پیدا کرنے والا جس کی صفات اپنی کبریائی سے انبیاء  
کی عقلوں کو عجز کی خاک پر ڈال دیتی ہے۔ جب انبیاء علیہم  
الصلوة والسلام صفات کبریا کی معرفت سے عاجز ہوں ان سے  
اور ملائکہ کہیں ”ما عرفناک حق معرفتک“ ہم نے تجھے جیسے  
پہچاننے کا حق تھا نہیں پہچانا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس خیر  
الامم کے رئیس اور سردار ہیں وہ اپنی عاجزی کا اقرار کریں تو دوسرا

marfat.com

Marfat.com

کون ہے جو معرفت کا دم مارے شاید اپنی جہالت کو معرفت سمجھے  
اور غیر حق کو حق جانے اور یہ معرفت سے عجز مراتبِ عروج کی  
انتہائی نہایت ہے اور مدارجِ قرب کی انتہا ہے۔

صوفیہ کے کشفی علوم و معارف اس عجز کے لئے بمنزلہ  
اسباب ہیں جو ان کے ہمتی لوگوں کو آخر میں میسر آتا ہے اور یہ  
لوگ کشفی معارف کے زینہ سے اس دولتِ عجز سے مشرف ہو  
جاتے ہیں اور حق معرفت کے حصول کا وسیلہ اور ایمانِ حقیقی کا  
معتبر ذریعہ ہیں۔ ۱۔

حضرت مجدد سے سوال کیا گیا:

☆ ”ابن عربی نے روایتِ اخروی کو لطیفہ جامعہ مثالیہ کی صورت میں مقرر کیا ہے آپ کا  
سلک کیا ہے“

تو آپ نے بیان فرمایا:

”صورت جامعہ مذکورہ کی روایتِ باری تعالیٰ نہیں بلکہ اس  
کے کمالات کے مظاہر میں سے ایک مظہر کی روایت ہے جس نے  
عالمِ مثال میں ثبوت پیدا کیا۔

یراہ المؤمنون بغیر کیف      وادراک و ضرب من مثال

اہل ایمان حق سبحانہ و تعالیٰ کو بغیر کیف و ادراک اور مثال کے دیکھیں گے۔ روایت باری کو صورت کی روایت قرار دینا درحقیقت روایت باری کی نفی ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ عالم مثال میں جو صورت حاصل ہوتی ہے کتنی ہی جامع کیوں نہ ہو بالآخر عالم مثال کے اندازہ کے موافق ہوگی اور عالم مثال اگرچہ بہت وسیع ہے پھر ایک عالم ہے اور ممکن و مخلوق الہیہ ہے تو اس صورت کی جامعیت کہاں گنجائش ضبط رکھتی ہے کہ تمام کمالات الہیہ کی جامع ہو اور اس مرتبہ مقدسہ کا آئینہ بنے اور اس کی روایت روایت باری ہو اور یہ بھی جاننا لازم ہے کہ آخرت کے وجود و خلق کو دنیا کے وجود و خلق سے کوئی نسبت نہیں کہ ان پر احکام کو قیاس کیا جائے یہاں روایت، فہم ادراک کا معاملہ دوسرا ہے فانی نہیں دوامی ہے اور مخبر صادق علیہ السلام نے اخروی روایت کو چودھویں کے چاند کی روایت سے تشبیہ دی ہے اور حجاب اٹھا دیا ہے، جیسے چاند کو پانی کے لگن میں دیکھنا اور یہ ظل ہے اور ظل کی روایت اصل کی روایت نہیں۔!

پوچھا گیا:

☆ ”صوفیہ وجود یہ دو وجود کہنے والے کو جو مشرک کہتے ہیں وہ اس لئے کہ وہ دو بین ہیں

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۷۹

marfat.com

Marfat.com

اور یہ طریقت کا شرک ہے ابن عربی نے توحید و جوہد کی تصریح سب سے پہلے کی ہے  
آپ کا کیا مسلک ہے؟

حضرت مجدد نے تحریر فرمایا:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے وحدت و جوہد کی طرف دعوت نہیں  
دی اور نہ ہی دو وجود کہنے والے کو شرک کہا ہے بلکہ ان کی دعوت  
وحدت معبود کی طرف ہے اور انہوں نے ماسوا کی عبادت کو شرک  
کہا ہے اگر صوفیہ و جوہد یہ ماسوا کو غیریت کے طریق پر بھی نہ  
جائیں تو شرک کا دفعیہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ماسوا کو ماسوا ہی جائیں  
یا نہ جائیں ان میں سے بعض متاخرین عالم کو حق تعالیٰ کا عین نہیں  
جانتے اور عینیت سے نہ صرف کنارہ کرتے ہیں بلکہ عینیت کے  
قائلین کو طعن و تشنیع کرتے ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی اور ان  
کے قبعیین کے منکر اور انہیں برائی سے یاد کرتے ہیں بلکہ یہ لوگ  
عالم کو حق تعالیٰ کا غیر نہیں مانتے اور نہ ہی عالم کو حق تعالیٰ کا عین  
اور نہ ہی غیر جانتے ہیں اور یہ بات ہرگز صحیح نہیں ”الاشان  
متغایران“ دو چیزیں ایک دوسرے کی غیر ہوتی ہیں یہ قضیہ مقررہ  
ہے دوئی کا منکر درجہ عقل کا مخالف ہے البتہ علماء متکلمین نے  
صفات واجب سبحانہ و تعالیٰ کے بارے میں فرمایا ہے

”لاھود لا غیر ہو“ نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات (بلکہ ذات

marfat.com

Marfat.com

واجب کا مقتضی ہیں) اور غیر سے غیر اصطلاحی مراد لے کر یہ پیش نظر رکھا ہے کہ دو متغایر چیزوں کا باہم الگ اور جدا ہونا درست ہے اور نہ ہی اللہ سبحانہ کی ذات و صفات قدیمہ کے درمیان علیحدہ ہونا جائز خیال بھی کیا جاسکتا ہے پس ”لا حول ولا غیر هو“ صفات قدیمہ میں حق ہے جبکہ عالم میں یہ نسبت مقصود ہے ”کان اللہ ولم یکن معہ شیء“ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز موجود نہ تھی پس عالم کی غیریت کی نفی لغت و اصطلاح میں حق سے بعید ہے ان لوگوں کو حقیقت حال تک رسائی نہ ہوئی اور اس وجہ سے عالم کا صفات قدیمہ پر قیاس کر کے حکم لگایا اور جب غیبت عالم کی نفی کے قائل ہوئے تو غیریت عالم کا اقرار لازم تھا تا کہ توحید و جودی والوں کے گروہ سے نکل آتے اور عالم کے متعدد وجودوں کے قائل ہو جاتے اور توحید و جودی میں عین کہنے سے چارہ نہیں ہے جیسا کہ شیخ محی الدین اور ان کے قسمنین نے کہا ہے اور عین کہنا ان معنوں کے لحاظ سے ہرگز نہیں کہ عالم اپنے خالق کے ساتھ متحد ہے عالم معدوم وجود باری واجب ہے دو جنی جو طریقت کا شرک کہا گیا ہے توحید مشہودی سے رفع ہو جاتا ہے اور باقی نہیں رہتا“۔

☆ مخدوم زاوہ خواجہ عبداللہ اور عبید اللہ کے نام لکھتے ہیں:

ہمارے خواجہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ابن عربی کا طین کے ارواح کے قدم کا قائل ہوا ہے اور اہل سنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے حق تعالیٰ قدیم اور ازلی ہے اور جو کوئی حق تعالیٰ کے سوا قدیم و ازلی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ کافر ہے لیکن شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ظاہر کی طرف سے پھیر کر تاویل پر محمول کرنا چاہئے کہ ان کا گمان ہرگز صحیح نہیں اور اجماع کے مخالف ہے اور شیخ کا قول غلبہ سکر میں ہوا ہے صحو میں نہیں۔

پوچھا گیا:

☆ ”عدم کو جو لاشی محض ہے کس اعتبار سے وجود کا آئینہ کہا ہے؟“

تو حضرت مجدد نے فرمایا:

”عدم باعتبار خارج کے لاشی محض ہے لیکن اس نے علم میں امتیاز پیدا کیا ہے بلکہ وجود ذہنی کے ثابت کرنے والوں (ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک وجود علمی بھی حاصل کیا ہے اور اس کو وجود کا آئینہ اس اعتبار سے کہا ہے کہ مرتبہ عدم میں ہر نقص و شرارت جو وجود سے جو اس کی نقیض ہے ثابت ہو ضرور مسلوب ہوگا اور ہر کمال جو

مرتبہ عدم میں مسلوب ہو وہ حضرت وجود میں مشیت ہو گا پس  
ناچار عدم کمالات وجودی کے ظہور کا سبب ہوا اور اس کے سوا کوئی  
اور بات نہیں اور شیخ کی نظر اس حقیقت کی طرف نہیں پڑی۔

☆ شیخ صوفی کے نام لکھتے ہیں:

تعجب ہے کہ شیخ محی الدین اور ان کے پیروکار ذات واجب تعالیٰ  
کو مجہول مطلق کہتے ہیں اور اس کے لئے کسی حکم کا ثبوت بھی نہیں  
کرتے اور اس کے باوجود اللہ کے لئے احاطہ اور قرب اور  
معیت ذاتی بھی ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی تو واجب تعالیٰ  
کے لئے حکم ہی کا ثبوت ہے تو درست و صواب وہی ہے جو علماء  
اہل سنت نے کہا ہے کہ قرب اور احاطہ علمی ☆ ہے۔ ۲

پیر بزرگوار کے نام تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں آیا  
ہے (ما خود از نجات الانس جامی رحمۃ اللہ علیہ) کہ ”عین نما نہ اثر  
کجا ماند“ عین باقی نہیں رہتا تو اثر کیونکر باقی رہ سکتا ہے ”لا تبقی  
و لا قلز“ آتش عشق کسی شے کو باقی نہیں چھوڑتی یہ بات پہلی نظر

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۳۳ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۳۱

☆ ارشاد باری ہے ان اللہ قد احاط بكل شے علما (المشرق، ۱۳: ۵۶) (راقم)

marfat.com

Marfat.com



میں تو مشکل محسوس ہوئی کیونکہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور ان کے قابعین اس بات کے قائل ہیں ”کہ کسی معلوم چیز کا اللہ تعالیٰ کی معلومات میں سے زائل ہونا محال ہے ورنہ واجب تعالیٰ کے لئے علم کی بجائے جہل لازم آئے گا اور ذات ہی زائل نہ ہو تو اثر کہاں جائے گا اسی طور پر نہ بات ذہن نشین ہوتی تھی اور شیخ ابوسعید کے کلام کا مفہوم بھی واضح نہیں ہو رہا تھا لیکن کامل توجہ کے بعد اللہ نے اس کلام کا راز منکشف کر دیا اور یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی کہ نہ ذات رہتی ہے اور نہ اثر مشکل باقی نہ رہی اور اس معرفت کا مقام بھی دیکھا یہ بلند مقام ہے جو ابن عربی کے بیان سے بھی بلند ہے اور دونوں اقوال مختلف اور متناقض نہیں بلکہ الگ الگ جگہ سے متعلق ہے عالم اگرچہ کمالات صفاتی کے آئینے میں اسماء کے ظہور کی جلوہ گاہ ہے لیکن مظہر عین ظاہر نہیں اور ظل عین اصل نہیں“

☆ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم کے نام رقمطراز ہیں:

”عجب معاملہ یہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے دو تعین کو جو بی کہا ہے اور تین تعین کو امرکافی لیکن اصل حقیقت یہ ہے

کہ تمام تعیناتہ ظلیت کا دائرہ اور امکان کی بور کھتے ہیں  
اگرچہ ممکن سے ممکن تک بڑا فرق ہے ایک قدم ہوتا ہے اور دوسرا حادث  
لیکن یہ سب امکان کے دائرہ سے خارج نہیں اور عدم کی بور کھتے ہیں  
جاننا چاہئے کہ جس جگہ بھی تعین ہے اس میں امکان کی بور ہے اور  
عدم کی آمیزش اس کے ساتھ ہے جو تعین و تمیز و جود کا باعث ہوا  
ہے ”و بعد ما تمبین الاشیاء“ چیزیں اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں  
اللہ کریم کی صفات جنہوں نے تعین و تمیز پیدا کیا ہے وہ باوجود  
قدیمی ہونے کے واجب لذات نہیں ہیں بلکہ واجب لذات  
الواجب ہیں کہ حاصل و جوب بالغیر ہے جو کہ امکان کے اقسام  
سے ہے اگرچہ صفات قدیمہ میں ”امکان“ کے لفظ سے پرہیز  
لازم ہے کیونکہ اس سے حادث کا وہم ہوتا ہے اور اس جگہ  
مناسب و جوب کا اطلاق جو کہ ذات واجب سے آیا ہے لیکن  
حقیقت میں اس جگہ امکان کی گنجائش ہے کہ ان کا وجوب ذاتی  
نہیں بلکہ غیر کی طرف سے آیا ہے اگرچہ اس کو غیر یہ کہیں یا اصطلاحاً  
غیر کہیں لیکن اثبتیت غیریت کی متقاضی ہے اور وہ آپس میں  
متغایر ہوتے ہیں اور یہ ارباب عقول کا مسلمہ قاعدہ ہے۔“

شیخ حمید بنگالی کے نام لکھتے ہیں:

فتوحات مکتیہ والے نے کہا ہے جمع محمدی جمع الہی سے اجمع ہے  
کیونکہ جمع محمدی کوئی اور الہی حقائق پر مشتمل ہے پس اجمع ہوگی  
اور نہیں جانتا کہ یہ اشتمال مرتبہ الوہیت کے ظلال میں سے ایک  
غل ہے اور اس کے نمونوں میں سے ایک نمونہ پر ہے نہ کہ وہ  
اشتمال اس مرتبہ مقدسہ کی حقیقت پر بلکہ اس مرتبہ کے پہلو میں  
کہ عظمت و کبریائی اس کے لوازم سے ہے جمع محمدی کا کچھ مقدار  
نہیں ہے مَا لِلرُّبَابِ وَ رَبِّ الرُّبَابِ

”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“

اور نیز اس مقام میں جب سالک کی سیر اس اسم میں جو اس کارب  
ہے واقع ہوتی ہے تو بسا اوقات خیال کرتا ہے کہ بعض بزرگوار جو  
یقیناً اس سے افضل ہیں اس کے وسیلہ سے بلند مقامات میں پہنچے  
ہیں اور اس کے وسیلہ سے ترقی کی ہے یہاں بھی سالکوں کے پھسلنے  
کا مقام ہے اللہ کی پناہ کہ اس کمال سے کوئی خود کو افضل جانے اور  
ہمیشہ کے خسارہ میں پڑے اور کبھی کبھی یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
کی نسبت بھی واقعہ ہو جاتا ہے جو قطعی طور پر بہترین خلائق ہیں۔!

مرزا حسام الدین احمد کے نام اپنے مکتوب میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

”صاحب فتوحات مکہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اس صورتِ خاصہ کے ساتھ جو مدینہ منورہ میں مدفون ہے شیطان متمثل نہیں ہو سکتا اس خاص صورت کے سوا جس صورت میں کہ حضور اکرم کو دیکھیں متمثل ہو سکتا ہے اور ان تمام صورتوں میں متمثل نہ ہونے کا حکم تجویز نہیں کرتا اور کچھ شک نہیں کہ اس صورتِ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تشخیص خصوصاً خوابوں میں بہت مشکل ہے پھر کس طرح اعتماد کے لائق ہو اور اگر شیطان کے متمثل نہ ہونے کو آپ ﷺ کی صورتِ مخصوصہ کے ساتھ مخصوص کریں اور ہر صورت میں کہ دیکھیں عدم تمثل کو تجویز نہ کریں جیسا کہ بعض علماء کا کہنا ہے تو یہ بات آپ ﷺ کی بلندی شان کے نامناسب ہے میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے اخذ احکام اور مرضی کا معلوم کرنا دشوار ہے ہو سکتا ہے کہ شیطان لعین درمیان میں آگیا ہو اور خلاف واقع کو واقع کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والا شک و شبہ میں پڑ جائے اور اپنی عبارات و اشارات کو اس صورت کریمہ کی عبارات و اشارات دکھایا ہو (سورہ نجم کی تلاوت کا واقعہ اس پر کافی دلچسپ ہے جب ظاہری

marfat.com

Marfat.com

زمانے میں شیطان لعین کے القاء کا یہ مکر و فتنہ ہے تو خواب میں  
دیکھنے والا کیونکر مامون اور خطرہ سے خالی ہے۔ ۱۔

ملاشکیبی اصفہانی کے نام لکھتے ہیں:

”جسد کا مدبر روح ہے اور قالب کا مربی قلب ہے تو اے جسدی  
قوت روحانی سے حاصل ہوتے ہیں اور حواسِ جسمانی نورانیت  
قلبی سے مستفید ہوتے ہیں پس ناچار حق تعالیٰ کی پاک جناب  
کی طرف قلب اور روح کو وقتِ توجہ جو طریقہ جذبہ میں لازم  
ہے ابتدائے حال میں کہ کمی اور نقص کا وقت ہے جسد کی تدبیر اور  
قالب کی تربیت میں فتور پڑ جاتا ہے جو حس کے بیکار ہونے اور  
شعور سے بے خبر ہونے کا باعث ہو جاتا ہے اور قویٰ اور اعضاء  
کی سستی تک پہنچا دیتا اور بے اختیار زمین پر سلا دیتا ہے۔“

اس حالت کو شیخ اجل شیخ محی الدین ابن عربی قدس

سرہ نے فتوحات مکیہ میں سماعِ روحی سے تعبیر کیا ہے اور وہ سماع

جس میں حرکتِ دوری اور رقص ہے اس کو طبعی سماع کہا ہے اور

اس کے منع کرنے میں بڑا مبالغہ کیا ہے“ ۲۔

خواجہ محمد تقی کے نام لکھتے ہیں:

آپ نے لکھا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکہ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے اور ایک حکایت بھی لکھی ہے کہ عالم مثال کے بعض مکاشفات میں جبکہ میں کعبہ معظمہ کا طواف کر رہا تھا ایسا ظاہر ہوا کہ میرے ساتھ ایک ایسی جماعت طواف کر رہی ہے جن کو میں نہیں جانتا انہوں نے طواف کے دوران عربی شعر پڑھے جن میں سے ایک یہ ہے

لقد طَفْنَا كَمَا طَفْتُمْ مِنِنَا

بهذا البيت طُرًّا أَجْمَعِينَا

میں نے جب یہ شعر سنا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ سب عالم مثال کے ابدال ہیں اور اس خیال کے آتے ہی ان میں سے ایک نے میری طرف نگاہ کی اور کہا ”کہ میں تمہارے آباء و اجداد سے ہوں“ میں نے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنے سال گزر چکے ہیں تو کہنے لگا ”چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے“ میں نے تعجب سے کہا کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کی شروع پیدائش سے لے کر اس وقت تک سات ہزار سال تو پورے نہیں ہوئے تو کہنے لگے تم کس آدم کی بات کرتے ہو یہ آدم تو وہ ہے جو اس سات ہزار سال کے دور کی ابتدا

marfat.com

Marfat.com

میں پیدا ہوئے تو شیخ نے کہا اس وقت حدیث مذکور میرے دل میں گزری جو اس قول کی مؤید ہے“

مخدوم مکرم عنایت الہی سے اس مسئلہ کے متعلق جو اس فقیر (حضرت مجدد) پر ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ وہ تمام آدم جو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے گزرے ہیں ان سب کا وجود عالم مثال میں تھا نہ کہ عالم شہادت میں موجود ہوئے ہیں جنہوں نے زمین میں خلافت پائی ہے اور مسجد ملائکہ ٹھہرے ہیں اللہ کی رحمتیں اور تسلیمات ہمارے نبی اور ان سب پر ہوں خلاصہ کلام یہ ہے کہ چونکہ یہ آدم علیہ السلام جامعیت کی صفت پر پیدا ہوئے ہیں اور اپنی حقیقت میں بہت سے لطائف اور اوصاف رکھتے ہیں یہ اپنے وجود سے پہلے ایجاد باری تعالیٰ سے بہت مدت ہائے دراز تک اپنے لطائف اور اوصاف میں سے کسی لطیفہ یا ایک صفت سے عالم مثال میں موجود ہوئے ہیں اور آدم کی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں اور انہی کے نام سے موسوم ہوئے ہیں اور جس آدم کا انتظار تھا وہ اسی آدم سے وقوع میں آیا ہے یہاں تک کہ تو والد و ناسل جو اس عالم مثال کے مناسب تھا وہ بھی ظہور میں آیا اور کمالات ظاہری و باطنی جو اس عالم مثال کے مناسب تھے وہ بھی حاصل کئے اور غیب ڈولب کا مستحق ہوا بلکہ اسی کے

marfat.com

Marfat.com

لئے قیامت قائم ہوئی اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں  
چلے گئے اور پھر کسی وقت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مشیت سے اسی  
عالم مثال میں آدم علیہ السلام اپنی کسی اور صفت میں لطیفہ کے  
ساتھ ظاہر ہوئے اور وہی کوائف جو ظہور اول سے وجود میں آئے  
تھے ہر ظہور کے دور کے ختم پر ظہور ثانی، ظہور ثالث اور ظہور چہارم  
میں موجود ہوئے اور یہ سلسلہ جب تک اللہ نے چاہا جاری رہا پھر  
جب ظہورات مثالیہ کے ادوار پورے ہو گئے تو بالآخر وہ نسخہ  
جامعہ ایجاد الہی سے عالم شہادت میں وجود میں آ گیا اور اللہ کے  
فضل سے معزز و محترم ہوا اگر ایک لاکھ آدم بھی ہوں تو وہ اسی آدم  
کے اجزاء ہیں ہاتھ پاؤں ہیں اور اسی کے مبادی و مقدمات ہیں  
اور شیخ بزرگوار کے وہ دادا جن کو چالیس ہزار سال سے زیادہ  
عرصہ فوت ہوئے گزر چکا تھا وہ عالم مثال میں شیخ بزرگوار کے  
دادا کا کوئی لطیفہ تھے جو عالم شہادت میں موجود ہوئے اور بیت  
اللہ شریف کے وہ طواف جو انہوں نے کئے وہ بھی عالم مثال میں  
کئے کیونکہ کعبہ معظمہ کی بھی عالم مثال میں ایک شبیہ اور صورت  
تھی جو اس عالم مثال کا قبلہ تھی۔

اس فقیر نے اس مسئلہ پر دور دور نظر دوڑائی اور بہت غور کیا تو عالم

شہادت میں کوئی دوسرا آدم نظر نہیں آیا اور عالم مثال کی عجوبہ

marfat.com

Marfat.com



کاریوں کے سوا کوئی چیز نہ مل سکی اور وہ جو مثالی جسم نے کہا کہ میں تمہارے آباؤ اجداد سے ہوں اور مجھے فوت ہوئے چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے یہ اس بات پر سب سے بڑی دلیل ہے کہ اس آدم سے پہلے کئی ایک آدم گزر چکے ہیں جو اس آدم کے صفات و لطائف تھے یہ نہیں کہ وہ علیحدہ پیدائش رکھتے تھے اور آدم سے الگ تھے کیونکہ جو الگ ہے اس کی اس آدم سے کیا نسبت اور شیخ بزرگوار کا ادا کیوں ہونے لگا اور عالم شہادت کے آدم علیہ السلام کی پیدائش کو ابھی سات ہزار سال پورے نہیں ہوئے چالیس ہزار سال کی کہاں گنجائش ہے۔

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اس حکایت سے تنازع کو درست سمجھتے ہیں اور قریب ہے کہ کائنات کے قدیم ہونے کے قائل ہوں اور قیامت کبریٰ سے انکار کر دیں اور بعض بے دین لوگ جنہوں نے بزعم خویش شیخی کی سند حاصل کر رکھی ہے تنازع کے جواز کا حکم کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جب تک نفس اپنے کمال تک نہ پہنچے اسے مختلف ابدان تبدیل کرنے سے چارہ نہیں اور کہتے ہیں کہ جب نفس اپنے کمال تک پہنچ جاتا ہے تو مختلف جسموں کے تبدیل کرنے سے بلکہ بدن کے تعلق سے آزاد ہو جاتا ہے اور حصول کمال جو مقصود پیدائش

marfat.com

Marfat.com

ہے حاصل ہو جاتا ہے۔

اور یہ بات صریحاً کفر ہے اور ان چیزوں کا انکار ہے جو دین سے متواتر ثابت ہیں جب بالآخر تمام نفوس اپنی حد کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو دوزخ کس کے لئے ہے اور سزا کس کے لئے ہے صریحاً دوزخ کا انکار ہے عذاب آخرت کا انکار ہے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق نفس کو کسی جسم کی ضرورت ہی نہیں رہی جو کہ اس کے کمالات کا آلہ ہے کہ وہ کسی جسم سے دوبارہ جی اٹھے اس گروہ کا عقیدہ فلاسفہ کے عقیدہ کے موافق ہے کہ وہ بھی اجسام کے حشر کے انکاری ہیں اور ثواب و عذاب کو روحانی سمجھتے ہیں اس گروہ کا عقیدہ فلاسفہ سے بھی بدتر ہے کہ وہ تاسخ کا رد کرتے ہیں اور عذاب روحانی کے قائل ہیں اور یہ لوگ تاسخ کا اثبات بھی کرتے ہیں اور ان کے نزدیک عذاب صرف دنیا کا عذاب ہے“

☆ میاں شیخ بدیع الدین کے سوال پر تحریر فرمایا:

”آپ نے پوچھا ہے کہ قطب و قطب الاقطاب و غوث و خلیفہ کے کیا معنی ہیں اور ہر ایک ان میں سے کس کی خدمت پر مامور

ہے اور اپنی خدمت کی نسبت اطلاع رکھتے ہیں یا نہیں اور قطب  
الاقطاب کی بشارت جو عالم غیب سے پہنچتی ہے کچھ اصل رکھتی  
ہے یا کہ وہ ہم خیال کا اختراع ہے؟“

جاننا چاہئے کہ نبی ﷺ کے کامل تا بعد از کامل  
تا بعد از کامل کے سبب جب کمالات نبوت تمام کر لیتے ہیں تو ان  
میں سے بعض کو منصب امامت سے سرفراز کرتے ہیں اور بعض کو  
صرف کمالات نبوت کے حصول پر ہی کفایت فرماتے ہیں یہ  
دونوں قسم کے بزرگ اس کمال کے نفس حصول میں یکساں ہیں  
فرق صرف منصب اور عدم منصب اور ان امور میں ہے جو اس  
منصب سے متعلق ہیں ان میں سے بعض کو منصب خلافت سے  
بھی کیا جاتا ہے یہ دونوں منصب کمالات اصلیہ سے تعلق رکھتے  
ہیں اور کمالات ظلیہ میں منصب امامت کے مناسب قطب  
ارشاد کا منصب ہے اور منصب خلافت کے مناسب قطب مدار کا  
منصب ہے گویا کہ یہ دونوں مقام جو تخت میں ہیں ان دونوں مقاموں  
کے جو اوپر ہیں ظل ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے  
نزدیک غوث یہی قطب مدار ہے ان کے نزدیک منصب غوثیت  
منصب قطبیت سے کوئی علیحدہ منصب نہیں ہے اور جو کچھ فقیر کا  
عقیدہ ہے (حضرت مجدد کا) وہ یہ ہے کہ غوث قطب مدار سے

marfat.com

Marfat.com

انگ ہے بلکہ اس کے روزگار کا محور و معاون ہے قطب مدار بعض  
امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے  
میں بھی اس کا دخل ہے اور قطب کو اس کے اعوان و انصار کے  
اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ قطب الاقطاب  
کے اعوان و انصار قطب حکمی ہیں اسی واسطے صاحب فتوحات مکہ  
نے لکھا ہے

”ما من قرۃ مومنة كانت او کافرة الا فیہا قطب“

مومنوں یا کافروں کی کوئی ایسی بستی نہیں ہے جس میں  
قطب نہ ہو۔ صاحب منصب کو البتہ اپنے منصب کا علم ہوتا ہے  
اور وہ جو اس منصب کا کمال رکھتا ہے اور منصب نہیں رکھتا اس  
کے لئے ضروری نہیں کہ علم رکھتا ہو اور اپنی خدمت سے مطلع ہو  
اور وہ بشارت جو عالم غیب سے پہنچتی ہے تو وہ صرف حصول  
کمالات کی بشارت ہے نہ کہ منصب کی جو علم سے وابستہ ہے۔

☆ مزید پوچھا گیا:

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعین نے لکھا ہے کہ جس  
قدر لڑکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سبب مقتول ہوئے ان

سب کی استعدادیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل ہو  
گئیں مفصل حقیقت کیا ہے؟

حضرت مجدد نے جواباً لکھا:

یہ درست ہے کیونکہ تحقیقی طور سے لکھا ہے کہ جس  
طرح ایک شخص کو جماعت کے کمالات حاصل ہونے کا سبب  
بناتے ہیں اسی طرح جماعت کو بھی ایک شخص کے کمالات حاصل  
ہونے کا سبب بناتے ہیں پیراگرچہ مریدوں کے کمالات حاصل  
ہونے کا سبب ہے لیکن مرید بھی پیر کے کمالات کا سبب ہیں۔ ۱۔

مخدوم زادوں خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ کے نام ایک مفصل مکتوب میں  
حضرت مجدد نے عقائد کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے اور بعض جگہ شیخ اکبر کے نظریات سے کھل کر  
اختلاف کیا ہے اور اس کی تردید میں مضبوط دلائل دیے ہیں اس مکتوب میں فرماتے ہیں:

”شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے قبعین کے کلام  
سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس طرح ایمان اور اعمال صالحہ اسم  
”الہادی“ کے پسندیدہ ہیں اسی طرح کفر و معاصی بھی اسم  
”المہصل“ کے پسندیدہ ہیں“

یہ بات اہل حق کے مخالف ہے اور ایجاب کی طرف میلان رکھتی

ہے جو رضا کا منشا ہے جس طرح کہیں کہ اشراق و اضاعت  
(جگمگانا اور روشنی) آفتاب کی پسندیدہ ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ  
نے بندوں کو قدرت و ارادہ دیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے افعال  
کا کسب کرتے ہیں افعال کا پیدا کرنا ذات باری سے منسوب  
ہے اور ان افعال کا کسب بندوں کی جانب منسوب ہے عادت  
الہیہ یونہی جاری ہے کہ پہلے بندہ اپنے فعل کا قصد (ارادہ) کرتا  
ہے پھر اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا کر دیتا ہے

چونکہ بندہ کا فعل اپنے قصد و اختیار سے صادر ہوتا ہے اس لئے  
مدح و ذم اور ثواب و عذاب بھی اسی کے متعلق ہوتا ہے۔

اسی مکتوب میں مزید لکھتے ہیں:

”صاحب فصوص (شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ  
سب کا (مومن و کافر) انجام رحمت سے ہے یعنی کفار کے دائمی  
عذاب کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ کوئی اہل دل صوفی کفار کے  
دائمی عذاب کی طرف نہیں گیا اور کہا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے  
”ان رحمتی وسعت کل شیء“

میری رحمت سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے اور کفار کے لئے  
عذاب تین حصہ (ایک طویل مدت) حصہ تک ثابت کرتا ہے اور  
یہ بھی کہتا ہے کہ پھر آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور حق تعالیٰ کی وعید

marfat.com

Marfat.com

میں خلاف جائز جانتا ہے

محاکمہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

بہشت و دوزخ موجود ہیں بروز حشر حساب فہمی کے بعد ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں بھیج دیں گے اور ان کا ثواب و عذاب ابدی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا جیسا کہ پختہ نصوص اور قطعی آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول صواب سے بہت دور ہے اور اسے معلوم نہیں کہ مومنوں اور کفار کے حق میں رحمت کا وسیع ہونا صرف دنیا میں ہی مخصوص ہے اور کافروں کو آخرت میں رحمت کی بوبھی نہ پہنچے گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انہ لا یانس من روح اللہ الا القوم الکافرون

میری رحمت سے کافروں کے سوا اور کوئی نا امید نہ ہوگا

اور اللہ نے ”رحمتی وسعت کل شیء“ کے بعد اسی آیت میں فرمایا

ہے ”فسا کتبھا للذین یتقون و یوتون الزکوٰۃ والذین

ہم بایتنا یومنون“۔ پھر میں اپنی رحمت کو ان لوگوں کے لئے

لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر

ایمان لاتے ہیں۔ شیخ ابن عربی نے آیت کے اول حصہ کو پڑھا

اور آخری حصہ پر نہ غور کیا اور نہ ہی عمل اور اللہ کریم مزید فرماتا ہے:

marfat.com

Marfat.com

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین

اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے۔

اور مزید ارشاد ہے:

فلا تحسبن اللہ مغفل و وعدہ رسولہ پس ہرگز

گمان نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔ اس

آیت میں یہ خلاف وعدہ اور خلاف وعید کی مکمل نفی ہے اور شیخ

کے قول کی ہرگز موید نہیں اور نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کے

خلاف کی طرح کذب کو مستلزم ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی بلند

بارگاہ کے مناسب نہیں ہے (یعنی وعدہ خلافی سے پاک ہے)

یعنی حق تعالیٰ کو ازل سے ہی معلوم تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ

دوں گا اور پھر باوجود اس معلوم کے کسی مصلحت کے لئے اپنے علم

کے خلاف کہہ دیا کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا اس امر کا تجویز

کرنا بہت ہی برا ہے اللہ امکان کذب کے عیب سے بھی پاک

ہے اور منزہ ہے لہذا کفار کے لئے دائمی عذاب کا انکار اور اس امر

پر اللہ دل کا اجماع صرف شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی کشف ہے

جو صریحاً خطا پر مبنی ہے اور اجماع مسلمین کے مکمل برخلاف ہے۔



☆ حضرت مجدد میر نعمانؒ کے نام لکھتے ہیں:

”صاحب فتوحات مکیہ کہتا ہے کہ روزہ میں جو کھانے پینے کو ترک کرتا ہے وہ صفاتِ صمدیت سے متحقق ہوتا ہے اور نماز میں غیر و غیریت کی طرف آنا اور عابد و معبود کا جانتا ہے۔“

اس قسم کی باتیں (روزہ کو نماز سے افضل جانتا) اہل سکر کے احوال میں سے مسئلہ توحید و جود پر مبنی ہے اور ایسی باتوں کا بولنا نماز کی حقیقت سے بے خبر ہونے کے سبب ہے اور نماز کے مخصوصہ کمالات سے لاعلمی ہے جبکہ ارشادِ نبوی ہے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور ارشاد ہے اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ سب زیادہ اعلیٰ قرب جو بندے کو رب سے ہوتا ہے وہ نماز میں ہے تو غیر و غیریت کی بات نامناسب اور صواب سے دور ہے۔

میر نعمان کے نام رقمطراز ہیں:

اور میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ قدس سرہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے۔  
کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض اولیاء کرام کو کہ ان سے بکثرت خوارق و کرامات کا ظہور ہوا ہے اپنے

آخری وقت میں ان کرامات کے ظہور سے نادم ہوئے ہیں اور  
تمنا کرتے ہیں کہ کاش یہ تمام خوارق ہم سے ظہور میں نہ آتے  
اور اگر فضیلت خوارق کے ظہور کی کثرت کے اعتبار سے ہوتی تو  
وہ اس معنی پر نادم نہ ہوتے“

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے درست کہا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی  
رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب عوارف المعارف سے نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ تمام خوارق و کرامات اللہ تعالیٰ کی بخشش ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے  
کہ کچھ لوگوں کو ان کا کشف عنایت فرماتے ہیں اور یہ دولت سپرد  
کرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ان سے بھی بلند  
مرتبہ ہوتے ہیں اور ان کو کرامات و خوارق میں سے کچھ بھی نہیں  
دیتے اس لیے کہ سب کرامات یقین کی تقویت کے لیے عطا  
فرماتے ہیں اور جس آدمی کو خالص یقین دیا گیا ہے اس کو ان  
کرامات کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ تمام کرامات ذکر ذات سے  
اور اسی طرح جو ہر قلب سے کمتر ہیں۔

میر نعمان کے نام لکھا:

”اور آپ نے شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی عبادت کے

معنی پوچھے ہیں کہ عارف کے لیے دعا نہیں ہے“

میرے بھائی یعنی وہ دعا جو مصیبت کو دور کرے وہ عارف سے

مطلوب ہے کیونکہ عارف جب مصیبت کو محبوب کی طرف سے

سمجھتا ہے اور محبوب کو مراد تصور کرتا ہے تو اس کے دفعیہ کے لیے

کیونکہ دعا کرے گا اور کس طرح سے چاہے گا کہ یہ بلا دور ہو

اگرچہ وہ ظاہر طور پر دفع بلا کی دعا زبان پر لائے اور وہ بھی تعمیل

ارشاد کے طور پر۔

ارشاد حق تعالیٰ ہے:

ادعونی استجب لکم لیکن وہ حقیقت میں کچھ نہیں اور جو

کچھ اسے پہنچ رہا ہے اس سے وہ لذت حاصل کرتا ہے گویا کہ شیخ

کا یہ قول بہت ہی خوب ہے۔

مکتوبات امام ربانی کے بنظر غائر مطالعہ کے بعد میں نے دونوں بزرگوں شیخ

اکبر محمد بن عربی قدس سرہ اور حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی قدس

سرہ کے الگ الگ نظریات، معتقدات اتفاقات اور اختلافات پر تفصیلی جائزہ سپرد قلم کیا

ہے تاکہ قارئین و ناظرین دونوں بزرگوں کے بارے میں حقیقت نفس الامری سے آگاہ

ہوں اس سلسلہ میں میرا حتمی تجزیہ حسب ذیل ہے:

(i) شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ عظیم عالم اور عارف ہیں اور مکشوفات میں ان کی بڑی شان ہے۔ انہوں نے جو سمجھا دیکھا، مشاہدہ کیا اور جو کچھ ان پر مکشوف ہوا انہوں نے اسے سپرد تحریر کر دیا جیسا کہ ان کی کتب میں بالتصریح موجود ہے وہ اس سلسلہ میں یعنی کشف مجوبات میں اولین حیثیت رکھتے بلکہ بانہوں میں سے ہیں۔ نظریہ وحدت الوجود ان کا حصول اور دریافت ہے اور ان کے قبعین کے فرمودات کی روشنی میں وہ اسی نظریہ پر قائم رہے اور شاید اس نظریہ سے رجوع نہ فرمایا اور یہی وجہ ہے کہ ان کے قبعین ان کے پُر جوش حامی اور موید ہیں

(ii) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عظیم عالم و عارف اور صاحب کشف ہیں اور مکشوفات میں ان کی ایک خصوصی عظمت ہے جو ان کے انداز و اسلوب بیان سے واضح ہے اور ان کے کلام کا سمجھنا دشوار بھی ہے اور آسان بھی۔ دشوار اس لیے کہ عارف کامل کی باتوں تک رسائی بدون علم اور عمیق توجہ کے ممکن نہیں ہے اور انہوں نے بھی پورے اخلاص سے نظریہ وحدت الوجود کے حوالے سے جو خامی یا کوتاہی یا نارسائی یا خطا، کشفی محسوس کی ہے بے لاگ بیان کر دی ہے اور نظریہ وحدت الشہود کی برتری واضح کی ہے۔

(iii) دونوں بزرگ شریعت کے پابند ہیں لیکن حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پر شریعت اور اس کے احکام کی نہ صرف گہری چھاپ ہے بلکہ ان کی ژرف نگاہی اور دائرہ شریعت کی سخت پابندی لا جواب ہے وہ طریقت کے امور کو شریعت کی روشنی میں ہی دیکھنا پسند کرتے ہیں اور اس سے سرمو تجاوز کو ہلاکت سمجھتے ہیں اور ہر وہ بات جو شرع سے متصادم یا اس کی روح کے منافی ہے اس کی بھرپور دلائل کے ساتھ اس مصلحانہ انداز میں تردید کرتے ہیں کہ

marfat.com

Marfat.com

بین الفرقیقین کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی وہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد بھی ہیں ان کی عظمت و بزرگی کے قائل بھی ہیں اور ان کے بعض مکشوفات اور اقوال کے عظیم ناقد بھی ہیں۔

(iv) دونوں بزرگوں کا اختلاف اجتہادی نوعیت کا یا اس جیسا ہے جس سے خطا پر اکہرا ثواب ہے اور صواب پر دوہرا اجر ہے مجتہد مخطی نہ تو قابل ملامت ہے اور نہ ہی عند اللہ قابل مواخذہ ہے کہ دونوں کا ماخذ ایک ہی ہے اور رائے کا اختلاف اپنی اپنی تحقیق پر اعتماد ہے لہذا کسی قسم کا طعن خرابی و ہلاکت ہے کہ وہ دونوں مقبولان بارگاہ رب العزت سے ہیں اکابر اولیاء کاملین سے ہیں اور اللہ کے دوستوں کی عداوت و دشمنی اور یونہی بدظنی و بدگمانی گویا ذات باری سے جنگ ہے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں حفظ مراتب کی مکمل پاسداری کی ہے لیکن احقاق حق کے وقت وہ ذاتی نہیں علمی و تحقیقی گفتگو فرماتے ہیں ان کی نشتریت لذت و درد سے بھر پور ہے جس پر قاری داد دے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(v) تقابلی مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے کشف میں خطا واقع ہوئی ہے اور بعض امور پر ان کا موقف کتاب و سنت سے متصادم یا ناموافق ہے جس پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خوب گرفت کی ہے اور حق و باطل میں غلط و صحیح میں امتیاز کر دیا ہے ظاہر ہے ہر علم والے سے بڑھ کر ایک علم والا ہے یونہی تمام اصحاب کشف یکساں نہیں اور مکشوفات میں خطا غالبہ سکر یا غالبہ محبت کی وجہ سے ہے اور دولت اخلاص میں ہرگز کمی نہیں اور جس حقیقت تک رسائی ہوئی وہ فضل ربی، عنایت الہی اور خصوصی

marfat.com

Marfat.com

مہربانی ہے۔

ناظرین دونوں بزرگوں کے بارے میں ان دو باتوں پر خصوصی توجہ رکھیں  
اول کشف شریعت میں نہ توجہت ہے اور نہ قابل اتباع البتہ حقی کشف تو درست ہے لیکن  
یہ طریقت میں ہے اور یہ فضل ربی ہے اور اسے بھی حجت نہیں مانا گیا اگر شریعت کے  
موافق ہو تو قبول میں حرج نہیں

دوم شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ صفات الہیہ کو عین ذات مانتے ہیں اور صفات ایک دوسرے کی  
بھی عین ہیں جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صفات نہ تو عین ذات ہیں نہ غیر ذات ہیں  
بلکہ ذات کا مقتضی ہیں اور حضرت مجدد اس پر ہی کار بند ہیں۔

راقم الحروف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ مرید ہے اور تمام سلاسل کے  
مشائخ کا محبت و نیاز مند ہے اور یونہی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح عقیدت و  
وابستگی رکھتا ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ حق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے  
ساتھ ہے اور آپ کی شخصیت حقائق شریعت و دین کی ترجمان ہے اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ  
کی کشفی خطائیں ان کے مرتبہ و مقام کو ہرگز متاثر نہیں کرتیں کشف اولیاء یا الہام غیر انبیاء  
شرع میں ہرگز معتبر نہیں مانا گیا اس لیے کہ انبیاء اصحاب وحی اور معصوم ہیں اور جو کچھ وہ  
فرمائیں وہ لاریب حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے جس میں کسی خطا کی گنجائش نہیں  
اور صاحب کشف خطاء سے محفوظ نہیں اور حفاظت اسی کو حاصل ہوگی جو کتاب و سنت کے  
دائرہ سے تجاوز نہ کرے اور ہر حال میں شرع کا پابند رہے تو جو پابندی شرع پر قائم ہے وہ  
دائرہ حفظ میں آجاتا ہے اور خطاؤں سے خواہ کشفی ہوں یا غیر کشفی محفوظ ہو جاتا ہے کہ

marfat.com

Marfat.com

حصار شریعت سے بڑھ کر کوئی شے اسے محفوظ نہیں بناتی اسی لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بلند اور ان کی تحقیق شک و شبہ سے پاک ہے اور دین متین کی نورانیت سے لبریز ہے اور اصحاب سلوک کے لیے نعمت غیر مترقبہ اور ہدایت کا منارہ نور ہے اور حصول مطلوب و مقصود کا کامل ذریعہ ہے۔ یا الہی ہمیں حق کو حق دکھا اور باطل کو باطل اور حق کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل سے بچنے کی توفیق عطا فرما (آمین بجاہ سید المرسلین)

مجددی تحریک

اور

اس کے اثرات



marfat.com

Marfat.com



## مجدوی تحریک اور اس کے اثرات

پروفیسر محمد اقبال مجدوی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (۹۷۱ء۔ ۱۰۳۳ھ/۱۵۶۳-۱۶۲۳ء) کا زمانہ حیات کئی اعتبار سے ہیجان انگیز تھا، اس میں وہنی بے چینی اور معاشرتی انتشار پھیلانے والی ایسی کئی تحریکیں اٹھیں جن کے ہندوستانی معاشرت پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ان ادوار میں بہت سی ایسی تحریکوں نے برصغیر پاکستان و ہند کا رخ کیا جن کے مذہبی اعتقادات نے انتشار پھیلانے کی پوری پوری کوشش کی، بد قسمتی سے انہی ایام میں ہندوستان میں اکبر بادشاہ (۱۵۵۶-۱۶۰۵ء) اور اس کے حواریوں کے زیر اثر آزاد خیالی اور الحاد کے لیے زمین ہموار کی جا رہی تھی، اکبر بادشاہ ابتداء میں دیندار اور پابند صوم و صلوة تھا وہ علماء کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا اس نے ان کو بڑے بڑے منصب دے کر باختیار بنا دیا تو علماء فقر و قناعت سے نکل کر امراء کے زمرہ میں آ گئے، انہوں نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھایا، عبادت خانہ کے بے ہنگم مباحث نے کم علم اکبر کو دین اسلام سے منحرف کر دیا، چونکہ عہدہ دار علماء اہل سنت سے تعلق رکھتے تھے اس لئے قدرتی طور پر دوسرے فرقوں خصوصاً شیعہ علماء نے بھی اس قسم کا اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ عہد کر لیا کہ جب تک ان کو اقتدار سے نہ ہٹادیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

اکبر بادشاہ ان علماء کے کردار اور حب جاہ کی وجہ سے ان سے اتنا متنفر ہوا

کہ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے حکم مندرجے تھا۔ ان دنوں جو افسوسناک واقعات پیش آئے ان میں اکبر کے عہد کے لیے مہابیت تو زینل خانہ اور اس کے

ملا شیخ مبارک ناگوری اور اس کے خاندان کی تذلیل و تحقیر تھی ہوا یوں کہ شیخ مبارک اپنے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کو لے کر صدر الصدور شیخ عبدالنسی اور مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطانپوری کی خدمت میں گیا اور تنگ دستی کی شکایت کرتے ہوئے ان سے صرف ایک سو بیگھ زمین بطور مدد معاش مانگی تو انہوں نے یہ کہہ کر تم بد عقیدہ ہوا اپنے در سے نکال دیا۔ اس وقت فیضی کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور اس نے کہا کہ:

اگر میں اپنی اصل سے ہوں اور اپنے اعتقاد میں سچا ہوں تو تم سے ایسا انتقام لوں گا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنائی دے گی۔!

واقعی وہ گونج سارے ہندوستان میں سنی گئی اکبر نے علماء کا اقتدار ختم کرنے کے لیے منصوبہ تیار کر لیا۔ اس سارے ڈرامے کی روح رواں ملا مبارک ناگوری اور اس کے یہ دونوں نہایت زیرک اور موقع شناس بیٹے (ابوالفضل اور فیضی) تھے، انہوں نے ۹۸۷ھ/۱۵۷۹ء کو ایک محضر نامہ تیار کیا جس کی رو سے اکبر بادشاہ کو اعدل، اعقل، اور اعلم قرار دیتے ہوئے تمام علماء سے اس پر دستخط کروا کر اکبر بادشاہ کو مجتہد تسلیم کروا لیا۔ شیخ مبارک ناگوری نے اس محضر کے نیچے یہ لکھا کہ میں اس بات کا دل و جان سے خواہشمند تھا اور سالہا سال سے اس کا منتظر تھا، بادشاہ کو فتویٰ دینے کا اختیار مل گیا۔ تو پھر اجتہاد کی راہیں کھل گئیں امام کی رائے مستند سمجھی گئی، کسی کی مخالفت باقی نہ رہی تحلیل و تحریم کا اختلاف ختم ہو گیا شریعت کے مقابلہ میں امام کی رائے کو فوقیت

۱ فرید بھکری: ذخیرۃ الخواصین ۶۸-۶۹

۲ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ ۲۷۴-۲۷۵، نظام الدین احمد: طبقات اکبری

حاصل ہوگی۔ ایسے بدایونی کا بیان ہے جو بالکل درست ہے جس کی تصدیق محض کے محرک اور دین الہی کے بانی شیعہ خانوادہ کے رکن ابوالفضل کی تحریرات سے ہوتی ہے کہ جو لوگ مشرب نصیریؒ اور حسین بن منصور حلاج کے مسلک کے تھے انہوں نے (دین الہی) قبول کر لیا۔ اور پرانی رسم کے لوگ (مقلدین اہل سنت) یا وہ گوئی کرنے لگے۔ اور انہوں نے ہر طرف شورش برپا کر دی۔ ۳۔

اب ان باہم دست و گریبان ”دین فروش“ علماء کا اقتدار ختم ہو گیا۔ کاش یہ علماء خدا ترس ہوتے اپنے عمل، کردار اور تقویٰ سے جب کہ انہیں بادشاہ کی تائید و حمایت بھی حاصل تھی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک مثالی اسلامی مملکت بنا دیتے، لیکن ان کی حب جاہ اور دولت کی ہوس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو نہایت نازک حالات سے دوچار کر دیا۔ اب ہر غیر اسلامی نظریات رکھنے والی تحریک کو یہاں پنپنے کے خوب مواقع ملے، ان باطل فرقوں میں سے جو ہندوستان آئے فرقہ نقطویہ کے عقائد سب سے زیادہ خطرناک تھے، ان کے نزدیک نماز حج اور قربانی، بے عقلی کے مترادف تھی، طہارت اور غسل کے مسائل کی بھی تضحیک کرتے تھے ان کا عقیدہ تھا

۱۔ بدایونی ۲۷۰-۲۷۲۔

۲۔ نصیریہ۔ شیعوں کا ایک اہم فرقہ ہے اس کے ماننے والے تثلیث، الوحیت، اور تناخ پر یقین رکھتے ہیں (فرہنگ فرق اسلامی ۳۳۲، اکبر نامہ کے انگریزی مترجم بیورج نے نصیریہ پر ایک قابل توجہ نوٹ دیا ہے ۳۹۷/۳)

۳۔ ابوالفضل: اکبر نامہ ۲۷۱/۳

۴۔ علامہ نذیر علی صاحب شریک علیہ السلام کے ”دین فروشان“ کے اسطلاح کا اصل و منتخب لغت (۲۰۸) سے لیا ہے۔

کہ مذہب اسلام منسوخ ہو چکا ہے اس لئے اب نئے دین کی ضرورت ہے۔ اگویا ان کا کہنا تھا کہ اسلام کی عمر صرف ایک ہزار سال تھی اب اگلے ہزار سال کے لیے ہمارے مرتب کردہ عقائد قبول کئے جائیں، نقطوی تحریک کے بانی دراصل ایرانی علماء تھے جب شاہ عباس صفوی کو ان کے عقائد کا علم ہوا تو اس نے اس فرقہ کے ماننے والے ہزاروں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ان میں سے کچھ افراد جان بچا کر ہندوستان آنے میں کامیاب ہو گئے، ان میں شریف آملی بڑا باکمال عالم تھا، ان دنوں ہندوستان کے حالات تو پہلے ہی ایسی تحریکوں کے لئے ہموار ہو چکے تھے، اکبر اور اس کے حاشیہ نشینوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا، اکبر بادشاہ اسے اپنے مرشدوں کی طرح ماننا تھا، خود ابوالفضل کی اس فرقے کے ساتھ ہم آہنگی تھی۔

شریف آملی نے اپنے فرقے کی کتابوں سے ثبوت پیش کر کے اکبر کو نیا دین بنانے کی ترغیب دی، نقطوی فرقہ کے داعیوں نے ہندوستان آ کر ”الف بانی“ کے لیے نئے دین اور نئے آئین کے لیے راہ ہموار کی، جب انہیں اکبری دور کے علماء سوء کی تائید و حمایت حاصل ہو گئی تو انہیں اس کے پورے مواقع ملے اور ان کے عقائد اکبر کے دین الہی میں جلوہ گر ہو گئے۔

نقطوی فرقہ اور اس کے عقائد کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نذیر احمد: اکبری دور کا قاری

ادب، مقالہ مشمولہ (رسالہ) تحقیق، شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی۔ ش ۷، ۱۲، ۱۳، فکر و نظر،

علی گڑھ، ۱۹۶۰ء، Nizami, K.A: Akbar and Religion,

p: 58-61 صادق کیا: نقطہ بیان یا سیمینار۔ تہران، ۱۳۲۰ش۔

marfat.com

Marfat.com

یہ اس فرقہ کے افکار کا اثر تھا کہ اکبر بادشاہ نے ۲۸ سال جلوس (۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء) کو یہ فرض کر لیا کہ حضور نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت کے ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اور اب دین اسلام کی مدت بھی ختم ہو گئی ہے۔ علماء و مشائخ کا افتداری بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اب اس نے ارکان اسلام کو باطل قرار دے کر مہمل اور لغو احکام جاری کرنا شروع کر دیئے محض نامہ پر نوٹ لکھتے ہوئے شریعت اسلامی کی منسوخی پر ملامتہ مبارک ناگوری نے جس طرح خوشی کا اظہار کیا تھا ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت اخوند رودیزہ جیسے حمیت دین رکھنے والے عالم و صوفی نے تذکرۃ الامیر والاشرار میں قبائلی علاقوں میں ایسے بہت سے قطبوں، غوثوں اور نبیوں کے نام اور عقائد بتائے ہیں جو ایسے خیالات کا اظہار کرتے پھرتے تھے جس سے معاشرے میں الحاد و بے دینی کے اثرات بدھتے ہی چلے جا رہے تھے، اکبری عہد میں تالیف ہونے والی کتاب باز نامہ میں اکبر بادشاہ کو ”قطب الاقطاب“ کے منصب پر فائز بتایا گیا ہے، جو انہی خود ساختہ قطبوں اور غوثوں کے افکار کا پرتو معلوم ہوتا ہے۔

اب آہستہ آہستہ اسلام کے خلاف اتنا مواد ان مخالفین نے اکبر کے لیے جمع کر دیا کہ اسے باطل قرار دینے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہ رہی۔ پابندی

۱۔ بدایونی: منتخب التواریخ ۲/۳۰۰-۳۰۱ (اس کتاب میں اکبر کے وہ تمام خلاف اسلام احکام درج ہیں جو اس نے آغاز جلوس مذکور میں جاری کرنا شروع کیے تھے۔

۲۔ ایضاً ۲/۲۶۲ (اکبر کے خلاف اسلام احکام کے اجراء کی تاریخ ”احداث بدعت“ سے اخذ کی گئی ایضاً ۲/۳۱۳)

شرع شریف کو تقلید کا نام دیا گیا، علمائے حق کو مقلدین کہہ کر شریعت کی پابندی کی فضا کو تاریکی سے تعبیر کیا گیا۔ اور اس کے مقابلہ میں اکبر کی بارگاہ کو ہفت اقلیم کا وطن اور دانیان ملل و نحل کا مرکز قرار دیا گیا۔

نقطوی فرقہ کے مشہور شاعر تشیمبی کاشی نے اکبر بادشاہ کے حضور ایک قصیدہ پڑھا جس میں اس نے کہا کہ بادشاہ تقلید پرستوں کو ختم کر دے تاکہ حق اپنے مرکز پر پوری طرح استوار ہو جائے اور خالص توحید کو رواج ہو۔

پابندی شرع کے ماحول میں قرآن مجید کو جو مرتبہ حاصل تھا ظاہر ہے وہ جاتا رہا، اب دربار میں اس مقدس کتاب سے کوئی رشتہ باقی نہ رکھا گیا۔ بلکہ ہندوؤں کی مشہور کتاب مہا بھارت کا (۹۹۰-۹۹۵ھ/۱۵۸۲-۱۵۸۷ء) پانچ سال کی محنت شاقہ کے بعد اکبر کے حکم سے فارسی ترجمہ مکمل ہوا تو، تو علامی ابوالفضل نے اس پر دو جز کا ایک خطبہ لکھا جو بقول بدایونی ”الکفریات والحشویات“ پر مشتمل تھا۔ اس کا نام رزم نامہ رکھا گیا اکبر نے اسے مصور بھی کروایا پھر اس نے امراء کو حکم دیا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر برکت حاصل کریں۔

۱۔ ابوالفضل: اکبر نامہ ۲۵۲/۳-۲۵۳

۲۔ تشیمبی ایران کا باشندہ تھا نقطوی ہونے کی وجہ سے وہاں سے فرار ہو کر ہندوستان

آ گیا۔ وہ خود کو بڑا مجتہد سمجھتا تھا، اور ابوالفضل کی وساطت سے اکبر سے متوسل ہوا

تھا۔ (مختب التواریخ ۲۰۳/۳-۲۰۶)

۳۔ بدایونی، مختب التواریخ ۲۰۳/۳

۴۔ ایضاً ۳۲۱/۲

جب اکبر اپنے دین الہی میں کامل ہو گیا تو اس کے حواریوں نے علمائے حق جنہیں وہ ”تقلید پرست، منسوبان کیش احمدی، پیروان کیش احمدی، گرفتار زندان تقلید اور سادہ لوحان تقلید پرست کے القاب سے یاد کرتا ہے۔ ای کی مخالفت کے خوف سے بچنے کے لیے اسے سمجھایا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرنے کی بجائے ”خلیفۃ اللہ“ ہونے کا اعلان کر دے چنانچہ اکبر نے باقاعدہ اپنا کلمہ وضع کیا جس کے الفاظ یہ تھے:

لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ۲

لیکن اکبر کے چیلہ خاص ملاشیری نے ان حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک قطعہ لکھا تھا جس کے ایک شعر سے عیاں ہوتا ہے کہ بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا:

پادشاہ امسال دعویٰ نبوت کردہ است

گر خدا خواہد پس از سالی خدا خواہد شدن ۳

اکبر نے عوام کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے لیے لفظ نبی یا نبوت کا استعمال نہ بھی کیا ہو منصب نبوت کی توہین ضرور کی، بدایونی نے صاف لکھا ہے کہ مسلمانان ہند و مزاج نبوت کی قدح کرنے لگے ہیں:

۱۔ علمائے حق کے لیے ابوالفضل یہ القاب مہابھارت کے مقدمہ اور آئین اکبری میں جا بجا اس وقت استعمال کرتا ہے جب شریعت اسلام یہ اور علمائے کرام کی توہین کر رہا ہوتا ہے۔

۲۔ بدایونی، منتخب التواریخ ۲/۳۷۳ (بدایونی کو اکبر کا مخالف مورخ کہہ کر اسے رد نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ ابوالفضل (درباری مورخ) اکبر کو خلیفۃ اللہ، ہادی علی الاطلاق و مہدی باسحقاق“ لکھتا ہے (مہابھارت، مقدمہ ص ۵)

۳۔ بدایونی، منتخب ۲/۳۰۹

marfat.com

Marfat.com

مسلمانان ہند و مزاج قدح صریح در نبوت می کردند۔

ان آزاد خیال علماء کی صحبت کے جہاں بہت سے منفی اثرات مرتب ہوئے وہاں اکبر ان علماء کی تقلید کی مخالفت سے یہ سمجھا کہ اسلام کی پیروی کرنا محض تقلید پرستی ہے۔ یہ اسی کا اثر تھا کہ اس عہد کے قاضی نصیر الدین ہندی نے مجتہد ہونے کا دعویٰ کیا اور مجتہدین مطلق (ائمہ اہل سنت) پر لعن طعن کرتا تھا اس کے معاصر شیخ علم اللہ جو محدث و مفسر بھی تھے نے فتویٰ دیا کہ جو شخص قاضی نصیر الدین کو قتل کرے گا اسے عازمی ہونے کا ثواب ملے گا۔

علمائے حق ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ان مجاہد علماء کی دو قسمیں تھیں:

اول: وہ جنہوں نے علانیہ اکبر کے معتقدات کے خلاف آواز بلند کی اور وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

دوم: وہ علماء جو خاموشی اور سنجیدگی سے حالات کا جائزہ لے رہے تھے اور کوار کی بجائے فکری انقلاب کے ذریعہ حالات میں تبدیلی چاہتے تھے۔

اکبر کے نئے مذہبی رجحانات اور عقائد اسلام کے خلاف اس کے اقدامات سے سارے ملک میں شورش کے آثار نمایاں ہوئے لیکن عوام اس جابر بادشاہ کے

ایضاً ۲/۲۶۹

۱

قاضی نصیر کی وفات ۱۰۳۱ھ کو ہوئی، محدث بود و منکر قیاس، باجہتہا خود عمل می نمود (تاریخ محمدی

۲

۱۶۲/۵۲)، قاضی نصیر کے خلاف فتویٰ قتل صادر ہوا تھا لیکن وہ شیخ عیسیٰ جند اللہ کی مداخلت

سے بچ گئے (برہانپور کے سندھی اولیاء ۳۵) حالات کے لیے دیکھئے مرآة العالم ۳۷۲۔

۳ محاسبات، انی کشری: طبقات شام جہاں (ملفوظ نمبر ۵)

marfat.com

Marfat.com



سامنے زبان نہیں کھول سکتے تھے، اکبر کے مذہبی افکار کی مخالفت کرنے والے اکثر علماء کو ملک بدر کر دیا گیا یا وہ قتل کر دیئے گئے۔

اس سلسلے میں میراں صدر جہاں پہانوی اور بخشی نظام الدین احمد کے مابین ایک دلچسپ مکالمہ ہوا کہ اکبر نے کچھ علماء کو ہندوستان سے مکہ مکرمہ بھیج دینے کا حکم دیا تو نظام الدین احمد نے ان کی فہرست مرتب کی ایک دن صدر جہاں کہنے لگے کہ اس فہرست میں کہیں میرا نام تو شامل نہیں ہے؟ بخشی نظام الدین احمد نے جواب دیا کہ آپ کو بادشاہ کیونکر ملک سے باہر بھیجنے لگا کہ آپ کی زبان سے کبھی کلمہ حق نکلا ہی نہیں جو اخراج کا سبب بنتا۔

بدایونی: منتخب التواریخ ۱۳۱۳-۱۳۱۴

میراں صدر جہان پہانوی ایک ذی علم بزرگ تھے۔ اکبری عہد میں مدتوں لشکر میں قاضی رہے، حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

بخٹاور خان: مرآة العالم ۲/۴۳۵، عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵/۸۷، محمد صادق ہمدانی کشمیری: طبقات شاہ جہانی ۹/۴۷

عبدالقادر بدایونی نے میراں صدر جہاں کی دنیا داری اور حسب جاہ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ انہوں نے شعر گوئی سے توبہ کر لی ہے اور امید ہے کہ اسی طرح وہ "لاف و گزاف" سے بھی توبہ کر لیں گے (منتخب ۳/۱۳۲) جب جہانگیر کا عہد حکومت آیا اور حالات میں تبدیلی ہوئی تو انہوں نے بھی مذہبی بے راہ روی سے توبہ کر لی ہوگی حضرت مجدد الف ثانی کے کئی مکاتیب ان کے نام ہیں جن میں انہیں مذہبی حیثیت کا حامل بتایا گیا ہے جو ان کے نائب ہونے کا ثبوت ہے ان مکاتیب کا تعلق عہد جہانگیری سے ہے۔ میراں صدر جہاں ۱۰۰۴ھ کو اپنے دو فرزندوں سمیت اکبر کے دین الہی میں داخل ہوئے (بلوخان ۱/۴۱۸، ۵۲۲)

میراں صدر جہان کا ۱۲۰ سال کی عمر میں ۱۰۴۷ھ کو انتقال ہوا (تاریخ محمدی ۲/۵۲۲، ۱۳۲)

حضرت خواجہ باقی باللہ نے لکھا ہے کہ میراں صدر جہاں کو ان کی استاد عا پر ذکر و مراقبہ کی تعلیم دی گئی

ہے، اب ان کے حالات کے لئے حضرت مجدد الف ثانی کے پاس بھیجا گیا ہے (تعارف ص ۱۰۰)

marfat.com

ان مجاہد علماء کی کوئی مکمل فہرست تو اس عہد کی معروف کتب تاریخ میں محفوظ نہیں ہے البتہ چند امراء و علماء جن کے خلاف اکبر نے کارروائی کی کا ذکر کیا جا رہا ہے۔  
قطب الدین محمد خان، شہباز خان اور دوسرے امراء نے بادشاہ کو اسلام کے خلاف اقدام کرنے سے روکنے اور سمجھانے کی کوشش کی تو اکبر نے اس پر جواب دیا کہ اگر تم لوگوں نے اپنی زبانیں بند نہ کیں تو نجاست سے آلودہ جوتے تمہارے منہ پر مارے جائیں گے۔

علماء میں سے جو نیپور کے قاضی القضاة ملا محمد یزدی نے اکبر کے خلاف بغاوت کی اور جہاد کا فتویٰ صادر کر دیا:

فتویٰ بوجوب خروج و بغیٰ بر بادشاہ داد

محمد معصوم کابلی، محمد معصوم فرخزادی، میر معزز الملک، نیابت خان اور عرب بہادر ہاتھوں میں تلواریں لے کر میدان میں نکل آئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے ملا محمد یزدی اور میر معزز الملک کو کسی تقریب سے جو نیپور سے بلا بھیجا جب آگرہ سے چند کوس کے فاصلے پر فیروز آباد کے قریب پہنچے تو حکم دیا کہ ان کو سواروں سے الگ کر کے کشتی میں سوار کر کے دریائے جون کے راستے گوالیار لے جایا جائے اس کے بعد پھر حکم دیا کہ انہیں ختم کر دیا جائے۔

لہ نہار اضائع سازندہ

۱۔ بدایونی: منتخب ۲۷۳/۲-۲۸۳

۲۔ ایضاً ۲۷۷/۲

۳۔ ایضاً ۲۷۷/۲ بنگال کے قاضی کمال الدین مانک پوری نے اس بغاوت میں محمد معصوم

کابلی کا ساتھ دیا تھا اس لیے انہیں قلعہ گوالیار میں قید کے لیے بھیجا تو راستے میں ان کا

انتقال ہو گیا (اگر مبارک پور: دیار پور میں علم اور علماء ۷۸)۔

marfat.com

Marfat.com

اس حکم پر ان دونوں کو ایک پرانی کشتی میں بٹھا کر ”گردابِ فنا“ کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کے چند ہی دن بعد قاضی یعقوب کو بنگال سے طلب کر کے اسی طرح مردا دیا گیا۔ اس طرح بعض دیگر ان علماء (ملایان) کو بھی جن سے اکبر کو ”بے اخلاسی“ کی بو آتی تھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

لاہور کے اکابر علماء کو بھی جلا وطن کر دیا گیا۔ ان میں سے قاضی صدر الدین لاہوری کو بہر دوج (گجرات)، ملا عبد الشکور کو جونپور، ملا محمد معصوم کو بہار اور شیخ منور لاہوری کو مالوہ جلا وطن کر دیا اور اس صوبہ کی صدارت انہیں تفویض کی گئی۔<sup>۲</sup> اب ان کی جگہ جن اصحاب نے لی ان کا کردار یہ تھا کہ لاہور کے مفتی شریف پند اور محتسب ایسے مکار کہ شیطان سے بھی سبقت لے گئے تھے۔

ملا مبارک ناگوری کے فرزند زبیر، دین الہی کے محرک اور تفسیر سواطع الہام کے مصنف فیضی کی اسلام دشمنی کے شواہد عبد القادر بدایونی کی زبانی قارئین کے لیے قابل قبول نہوں تو اس عہد کے نامور عالم و محدث شیخ عبد الحق دہلوی کا قول ملاحظہ ہو جس میں آپ نے لکھا ہے کہ باہرہ فضل و کمال فیضی نے اس وقت ”کفر و ضلالت“ کی وادی میں قدم رکھ دیا ہے اور:

”حیف کہ بہ جہت وقوع و ہبوط در بادیہ کفر و ضلالت رقم انکار دو ادبار بر ناصیہ احوال خود کشیدہ، زبان اہل دین و ملت جناب نبوت را از برون نام وی و نام جماعت شوم وی باک است“<sup>۳</sup>

۱۔ ۲۔ ایضاً ۲۷۷

ان غیر یقینی حالات میں مسلمانوں کی دو جماعتیں وجود میں آ گئی تھیں ایک وہ جماعت تھی جس کا تذکرہ مندرجہ بالا اقتباس میں حضرت شیخ محدث نے فرمایا ہے یعنی ”جماعت شوم“ یہ وہ مسلمان تھے جنہیں اس عہد کی اصطلاح میں ”مسلمانان ہندو مزاج“ کہا گیا تھا دوسری جماعت علمائے حق کی تھی جو شریعت اسلامیہ کی ترویج اور ملک میں اسلامی حکومت چاہتی تھی۔

ساری کشمکش ان دونوں جماعتوں کی تھی اول الذکر پارٹی کے سرگرم رکن فیضی نے صدر الصدور کی عدالت میں قسم کھا کر کہا تھا کہ ”میں تم سے ایسا بدلہ لوں گا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنی جائے گی“۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، ابھی آپ نے پڑھا کہ اس جماعت شوم کے کردار سے ہندوستان کی مسلم معاشرت پر کتنے منفی اثرات مرتب ہوئے۔

دوسری جماعت علمائے حق کی تھی ان میں سے پہلی قسم کے علماء نے علی الاعلان بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تو انہیں موت کی نیند سلا دیا گیا۔ راج العقیدہ علماء کا دوسرا طبقہ وہ تھا جو ان بدلے اور بگڑے ہوئے مذہبی و معاشرتی حالات کا خاموشی سے جائزہ لے رہا تھا ان حالات میں علانیہ بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا ان حضرات نے دانشمندی اور رازداری کے ساتھ فکری و ذہنی انقلاب برپا کرنے کے لئے کوششوں کا آغاز کیا۔

اکبر کے آخری سنین حکومت میں ۱۰۰۸ھ / ۱۵۹۹ء کو افغانستان و سمرقند سے حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے یہاں آپ نے ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور

دین اور علماء و مشائخ سے رابطہ قائم کر کے حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد

marfat.com

آپ نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور بعض دیگر اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اصلاح احوال کا آغاز فرمایا لیکن صرف چار سال بعد ہی ۱۰۱۲ھ ۱۶۰۳ء کو آپ کا وصال ہو گیا تو تبلیغ دین کی جو جمع آپ نے روشن کی تھی وہ آپ کے ان تخلصین نے جلائے رکھی۔ اب وہی وفکری انقلاب کی کمان حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری نے سنبھال لی۔

اگر اکبری عہد کی مختلف مذہبی تحریکوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آ جائے گی کہ اس عہد کا سب سے اہم مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کا مرتبہ و مقام متعین کرنا اور اسے برقرار رکھنا تھا۔ نظریہ مہدویت، عقیدہ امامت، نظریہ الٰہی اور دین الٰہی کی تحریکوں نے کسی نہ کسی طرح سید الانبیاء آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ و ارفع مقام پر ضرب لگائی تھی حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کا یہ بڑا عظیم کارنامہ ہے کہ ان حضرات نے نبی آخر الزمان ﷺ کے اس ارفع ترین مقام کی ایسی اور اس انداز سے وضاحت کی اور اس سلسلہ کی تمام گمراہیوں اور ضلالتوں پر ضرب کاری لگائی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان روح فرسا حالات سے پریشان ہو کر حجاز مقدس چلے گئے تھے، مکہ مکرمہ میں آپ کے استاد ایک بے مثل ہندوستانی عالم شیخ عبدالوہاب متقی تھے جو ہندوستان میں مذہبی ماحول کی تبدیلیوں اور یہاں کے علماء کے

ابو افضل نے تہذیب کو "تاریکی" اور آزادی خیالی والی "ادب" تحقیق" کا نام دیا ہے (اکبر نامہ)

marfat.com

Marfat.com

کردار سے بخوبی واقف تھے اور انہیں احساس تھا کہ وہاں کی مسلم معاشرت کو کیسے اور کس طرح گمراہی کی اس دلدل سے نکالیں۔ درس کے دوران ہی انہوں نے اپنے حوزہ علمیہ میں سے حضرت شیخ عبدالحق کو یہ کہہ دیا کہ:

”دہلی واپس جاؤ کیوں کہ دہلی تمہاری جدائی میں نالاں ہے۔“

آپ ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء کو ہندوستان پہنچے، آپ نے ایک جامع پروگرام مرتب فرما کر درس وارشاد کا آغاز فرمادیا اور اس تاریکی اور بے راہ روی کے ماحول میں شریعت و سنت کی آواز بلند ہوئی، جلد ہی آپ کو اس پریشانی سے نجات ملی جو حجاز مقدس جانے سے قبل آپ پر طاری تھی کیوں کہ اب آپ ان گمراہیوں کی مدافعت کی قوت اپنے اندر محسوس کر رہے تھے۔ اور اب آپ نے اپنی راہ عمل متعین کر لی تھی اور علوم دینیہ کا جو بیش بہا سرمایہ آپ حرمین الشریفین سے لائے تھے اسی کو اس مذہبی انتشار کو دور کرنے کے لیے محاذ کے طور پر استعمال کیا۔

آپ اس کار خیر میں ہمہ تن مصروف تھے کہ ٹھیک آٹھ سال بعد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ دہلی تشریف لائے اور اصلاح احوال کا آغاز فرمایا تو آپ اس تحریک احیاء دین کے سرگرم ترین رکن ثابت ہوئے، آپ نہایت مسانت اور سنجیدگی سے حالات کا جائزہ لے رہے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے عالم رویا میں ان پر نزول فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں جا کر اخذ فیض کریں، شیخ محدث کے ایک شاگرد اس کے راوی ہیں کہ جب

marfat.com

Marfat.com

حضرت خواجہ دہلی آئے تو ”مستعدان و خداپرستان عالی فطرت“ (علمائے حق) آپ کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے، فرماتے ہیں:

”چوں در ہزار و ہشت حضرت قطب العارفین خواجہ محمد باقی اویسی  
نقشبندی قدس سرہ بدار المعارف دہلی تشریف ارزانی فرمود و  
مستعدان و خداپرستان عالی فطرت گرد آں مرکز دائرہ قطبیت جمع  
آمدند حضرت مخدوم (شیخ عبدالحق) را فراوان محبت و اخلاص  
حضرت خواجہ پیدا شد بعد از اشارت از حضرت غوث الثقلین شاہ گنجی  
الدین جیلانی قدس سرہ اخذ طریقہ نمودہ بطریقہ نقشبندیہ مشغول شد  
و بعد از چند گاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آنحضرت یافت“

حجاز مقدس سے رخصت ہوتے وقت شیخ عبدالوہاب متقی نے ان سے فرمایا  
تھا کہ تم جہاں بھی رہو گے حضرت غوث اعظم کی روحانیت تمہارے ساتھ ہوگی۔  
بالکل یہی معاملہ یہاں درپیش ہوا حضرت خواجہ کے وصال (۱۰۱۲ھ) کے بعد ان  
دونوں حضرات نے علوم دینیہ کے احیاء اور ترویج شریعت کے لیے اپنی کوششیں مزید  
تیز کر دیں اکبر اور مسلمانان ہند و مزاج کے زیر اثر پاکستان و ہند کے علماء کی تمام تر توجہ  
فلسفہ اور علم کلام پر مرکوز ہو گئی تھی اور قرآن، حدیث اور فقہ کو اس زمانے کے نصاب  
میں ثانوی حیثیت دی گئی تھی، بدایونی کا بیان ہے کہ فقہ تفسیر اور حدیث کے پڑھنے کو

محمد صادق ہمدانی کشمیری طبقات شاہ جہانی (طبقہ علم ص ۳)، کلمات الصادقین ۱۳۹

www.marfat.com

Marfat.com

”مطعون و مردود“ قرار دیا گیا اور نجوم، حکمت، طب، حساب، شعر، تاریخ اور افسانہ کو رواج دیا گیا۔ اگر کبھی قرآن پاک یا حدیث شریف کے مندرجات کا بیان ہوتا تو حیلہ بازیوں اور تاویلات کے انبار لگادئے جاتے۔ اسی لیے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی تمام تر توجہ دینی علوم کے احیاء پر صرف فرمادی اور لایعنی تاویلات اور ملحدانہ تفسیروں کی حقیقت سے عوام کو آگاہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وضع کردن تاویلات اہل زلیغ و ضلال و طعن ملاحظہ و زنادقہ  
و نیز از رعایت حقوق کتاب اللہ ترک تکلم در آں تفسیر..... چنانکہ  
بعضی از جاہلان بوالفضول اس روزگار کنند و آں را تفسیر نام کنند و  
ندانند کہ من فسر القرآن بر ایہ فقد کفر ۲

اس اقتباس میں ”بوالفضول“ اشارہ ہے ابوالفضل اور اس کے بھائی فیضی کی تفسیر سواطع الالہام کی طرف۔

ان حالات میں آپ نے اعلان فرمایا کہ علم صرف وہ ہے جو ملت اسلامیہ کی بقا اور تقویت کا باعث بن سکے:

موجب بقا و تقویت دین و ملت است ۳

ایک مکتوب میں آپ نے یہ شعر نقل فرمایا ہے:

۱۔ بدایونی: منتخب ۲/۳۰۶-۳۰۷

۲۔ عبدالحق محدث: مدارج النبوة ۳۳۹



علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث  
ہر کہ خواند غیر این گردد خبیث

اکبر کے بعد اس کا بیٹا نور الدین محمد جہانگیر ۱۰۱۳ھ/۱۶۰۵ء کو تخت نشین ہوا، اس کی جانشینی میں اس مہد کے ایک مجاہد امیر نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کا کلیدی کردار تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ اس کے پہلے ہی مراسم تھے، علمائے حق اور دین دار امراء اس امر کے منتظر تھے کہ کوئی ایسا فرد اکبر کا جانشین بنے جو ہندوستان کی ملت اسلامیہ کو اس الحاد و زندقہ کی فضا سے نکال سکے جو اکبر کے ذریعہ علمائے سونے پیدا کر دی تھی۔

اکبر اور اس کے حواریوں کی جماعت شوم جس کا ہم نے بار بار ذکر کیا ہے کے مقابل حضرت مجدد الف ثانی نے دین دار امراء اور علمائے حق کا ایک گروہ تیار کیا تھا جسے آپ ”جرمہ محمدان دولت اسلام“ کا نام دیتے ہیں یہ ایسے مخلص اور خدا ترس اصحاب کی جماعت تھی جس نے اس مذہبی انتشار کا اس متانت اور نیک نفسی کے ساتھ سامنا کیا کہ نہ صرف اس جماعت شوم کی معاشرتی حیثیت کمزور پڑتے پڑتے ختم ہو گئی بلکہ اس نے ایک ایسے روحانی و فکری انقلاب کی طرح ڈالی کہ دین الہی میں اکبر کے خلیفہ اعظم ابوالفضل کا قاتل نور الدین جہانگیر بغیر کسی جنگ تخت نشینی کے اکبر کا جانشین بن گیا۔ اگرچہ اورنگ زیب کی طرح جہانگیر کوئی دین دار شہزادہ نہیں تھا لیکن اکبر کے مقابلہ میں بہتر اور تعلیم یافتہ تھا وہ خود سوچ سکتا تھا اور اپنے باپ کی طرح مسلمانان ہند و حراج کے زرخے میں گرفتار نہیں تھا۔

جہانگیر نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کے لشکرِ سوخ سے اکبر کا جانشین بنا تھا

اس لئے سب سے زیادہ موثر نصیحت کی گئی تھی کہ وہ کسی ایسا کردار جہانگیر

تخت نشین ہو گیا ہے تو آپ نے تو اب فرید بخاری کو مبارک باد دیتے ہوئے خط لکھا کہ آج ”بادشاہ اسلام“ کے تخت پر جلوہ افروز ہونے کی خوشخبری خاص و عام تک پہنچ گئی ہے۔ اس سے اشاعتِ سلام کے راستے کی رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ اب مسلمان اپنے اوپر لازم کر لیں کہ اس بادشاہ کے مہم و معاون بن جائیں اور ترویجِ شریعت اور تقویتِ اسلام کے سلسلے میں بادشاہ کی رہنمائی کریں، سب سے اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے اور کتاب و سنت اور اجماع کے عقائد کلامیہ کا اظہار کیا جائے۔ اسی مکتوب میں فوراً اس طرف توجہ دلائی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمانہ اکبر کی طرح کوئی بدعتی اور گمراہ بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کرنے میں پہل کرے اور اس کا رخیہ کو خرابی و فساد میں ڈال دے، بادشاہ کی اس معاملہ میں مدد کے لیے صرف علمائے حق سامنے آئیں جن کا رجحان آخرت کی طرف ہو اور دنیا دار علماء کی صحبت زہرِ قاتل ہے۔ ان کی بدی کا فساد دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اب جبکہ ”بادشاہ اسلام“ (جہانگیر) تخت نشین ہو گیا تو آپ نے پہلے تو اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرمایا پھر زمانہ اکبری میں فکری و مذہبی انتشار کے ایک ایک سبب پر غور و خوض کے بعد ایک لائحہ عمل مرتب فرمایا۔

سب سے پہلے آپ نے اس ”جرگہ مہمان دولت اسلام“ کو از سر نو ترتیب دیا اور اس میں دیندار امراء اور علمائے حق کو شامل کر کے ان امراء کے ذریعہ سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بادشاہ کی تائید و حمایت حاصل کی اور یہ کلیہ پیش کیا کہ اس کے بغیر آج

کے دور میں ترویج شریعت کا کام ممکن نہیں ہے، اس امر کی مزید اہمیت بتاتے ہوئے آپ نے نواب فرید بخاری کو لکھا کہ دنیا میں بادشاہ اس طرح ہے جس طرح جسم میں دل ہے، اگر دل ٹھیک ہے تو بدن بھی درست ہے اور اگر دل خراب ہے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہوگا، بادشاہ کی درستی جہان (دنیا، حکومت) کی درستی ہے اور بادشاہ کا خراب ہونا ملک کو خرابی کا شکار کرنا ہے۔

ان حالات میں جبکہ آپ نے اصلاح و فلاح کا بیر اٹھالیا تو اپنی ذمہ داری بھی واضح فرمادی کہ میں اس معاملہ میں اپنے روحانی جد اعلیٰ حضرت خواجه عبید اللہ احرار قدس سرہ کا مقلد ہوں اس سلسلے میں آپ خوجہ احرار کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ ”اگر میں پیری و مریدی کروں تو دنیا میں کسی شیخ کو مرید نہ ملے، مگر میرے ذمہ ایک دوسرا کام ہے اور وہ ہے شریعت کی ترویج اور ملت اسلامیہ کی تائید و تقویت“۔

چنانچہ آپ نے تاحیات اسی پر عمل کیا اور ترویج شریعت کے لیے فوری اقدام فرمایا، اور اصلاحی پروگرام کا خاکہ اس طرح مرتب کیا:

- (۱) سلاطین و امراء کو خطوط لکھ کر انہیں زمانہ ماضی (عہد اکبری) میں مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ جو نارسا سلوک کیا گیا تھا اس سے آگاہ کیا۔
- (۲) ترویج شریعت کے لیے بادشاہ کی تائید و حمایت حاصل کی اور بتایا کہ اس دور میں اس کے بغیر یہ کام دشوار ہے۔
- (۳) بادشاہ سے قرابت قریبہ رکھنے والے ارکان سلطنت کو پہلے تو اسلام کی حقیقی

(۴) سب سے اہم قدم یہ اٹھایا کہ اس امر میں نہایت درجہ بے چینی کا اظہار کیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو دین دار طبقے کو بادشاہ اسلام کا قرب حاصل ہو جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ علماء سوا اور مسلمانان ہند و مزاج بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کرنے میں پہل کر لیں اور ملت اسلامیہ کو پھر سے ان حالات سے گذرنا پڑے جن کا اکبری عہد میں ان کو سامنا کرنا پڑا تھا۔

اس خاکے میں سے بعض نکات کی تشریح کی جا رہی ہے:

بادشاہ کی اصلاح کے سلسلہ میں آپ نے اس کے سب سے زیادہ مقرب رکن سلطنت نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کو وسیلہ بنایا۔ اور اُسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہیں فقیر محمدی علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی میراث ہاتھ آ چکی ہے جو فقراء کے ساتھ محبت اور ان کے ساتھ تعلق اور ارتباط کا نتیجہ ہے۔ چونکہ نواب نجیب الطرفین سید اور مخدوم جہانیاں جہان گشت بخاری کی اولاد میں سے تھے اس لیے اکثر مکاتیب میں آپ نے اسے جو دعادی ہے وہ بھی بہت ہی بامعنی ہے فرماتے ہیں ”اللہ سبحانہ آپ کو اپنے آباء کرام کے طریقے پر قائم رکھے“۔ کیوں کہ عہد اکبری میں کئی نامی گرامی سید اور بزرگ زادے اپنے اجداد کے طریقوں کو ترک کر کے لادینیت اور الحاد کے طوفان میں گم ہو گئے تھے۔

ایک مکتوب میں اکبری عہد میں احطام کی زبوں حالی کا ماتم ان

marfat.com

Marfat.com

اس سے قبل کفار (ہندو) غلامیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دارالاسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے رہے ہیں اور مسلمان اسلامی احکام کے اظہار سے عاجز و بے بس تھے اگر مسلمان ایسا کرنے کی جرأت کرتے تو قتل کر دیئے جاتے و اوہلا و امصینا و احسرتنا و احزنا محمد رسول اللہ ﷺ جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کے ماننے والے تو ذلیل و خوار ہوں لیکن آپ کے منکروں کی عزت اور ان کا لحاظ ہو۔

اسی مکتوب میں فرماتے ہیں کہ (عہد اکبری) میں اسلام کے سر پر جو بلا و آفت بھی ٹوٹی وہ انہی علماء سو کی شومی کی بدولت تھی بادشاہوں کو یہی علماء سوء راہ راست سے بھٹکاتے ہیں۔ جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتدا یہی علماء سوء ہیں۔

اس مکتوب کے آخری جملے کس قدر درد کے ساتھ ملت اسلامیہ کی اصلاح کے لیے بادشاہ کو شریعت اسلامی سے آگاہ کرنے کے لیے فرمایا ہے:

آپ کی بزرگ جناب کے توقع ہے کہ جب آپ کو مکمل طور پر بادشاہ کا قرب حاصل ہے اور اس کی استطاعت میسر ہے تو خلوت و جلوت میں شریعت محمدی علیہ و علی آلہ من الصلوٰت و الصلوات و علیہا من التسلیمات اکملھا۔ کی پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت و خواری سے باہر نکالیں گے۔

ایک خط میں ترویج شریعت کی اہمیت ان پڑ زور الفاظ میں واضح کی ہے: اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج کے لیے

سعی و کوشش کی جائے اور احکام شرع میں ایک حکم کو جاری  
(رانج) کرنا اور زندہ کرنا خصوصاً ایسے وقت میں کہ جب اسلامی  
شعائر مٹائے جا رہے ہوں خدا تعالیٰ عزوجل کی راہ میں کروڑہا  
روپیہ خیرات کر دینا بھی اس کے برابر نہیں۔

ایک مکتوب میں نواب مرتضیٰ خان کے ساتھ اپنے تعلق کا یہ مقصد  
وحید بتایا ہے: یہ حقیر صرف تائید و ترویج شریعت حقہ کی خاطر.....

آپ کی خدمت شریف کی طرف متوجہ ہوا ہے۔  
نواب کو بدعتی کی صحبت سے بچنے کی تلقین ان الفاظ میں کی ہے:  
اس بات پر یقین رکھیں کہ بدعتی کی صحبت کی خرابی کافر کی صحبت کی  
خرابی اور نقصان سے زیادہ ہے۔

نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کے بعد دربار کی بڑی شخصیت خان اعظم کی  
تھی۔ اسے آپ نے جو خطوط تحریر فرمائے ہیں وہ نہ صرف آپ کی حمیت دینی کا ثبوت ہے  
بلکہ بروقت اکبری فتنوں کا سدباب کرنے کے لیے حکیمانہ تجاویز بھی ہیں، آپ فرماتے ہیں:

۱ ایضاً ۲۸/۱ ۲ ایضاً ۵۱/۱

۳ ایضاً ۵۴/۱

مرزا عزیز الدین مخاطب بہ خان اعظم اکبر کارضائی بھائی تھا، اعلیٰ مناصب پر فائز رہا۔  
جہانگیر نے بھی اس کی توقیر کی، جہانگیر اس کی بات سنتا اور اس سے مشورہ کرنا بھی  
مناسب سمجھتا تھا۔ وہ مذہبی معاملہ میں مصلحت تھا اور اکبر کے لادینی نظریات اس نے

سینے سے انکار کر دیا۔ اکبر کو برا بھی کہا۔ خان اعظم نے ۱۰۲۳ھ/۱۶۲۲ء

marfat.com

اس کی غربت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار (ہندو) علانیہ اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور بے تحاشا کفر کے احکام کا اجرا اور کوچہ و بازار میں کفار کی مدح و ثنا کرتے پھرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں ان کی مذمت اور ان پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔

اسی مکتوب شریف میں خان اعظم کو بادشاہ کا جو قرب حاصل ہے اسے غنیمت جاننے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم جو بادشاہ کو دین کی ترغیب دے رہے ہو وہ جہاد اکبر ہے ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس سے محروم ہیں:

آج ہم آپ کے وجود شریف کو ہی غنیمت جانتے ہیں اور اس کمزور و کھست خوردہ معرکہ میں مرد میدان صرف آپ ہی کی ذات کو تصور کرتے ہیں..... اس لیے یہ قولی (زبانی) جہاد جو اس وقت آپ کو میسر ہے جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت جانیں..... اور زبان کے اس جہاد کو جہاد قتل (کشتن) سے بہتر جانیں، ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس دولت سے محروم ہیں۔ اس سے پہلے بادشاہی میں تو دین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عناد اور مخالفت صریحاً محسوس ہوتی تھی اس بادشاہی (دور جہانگیری) میں ظاہر اودہ فساد محسوس نہیں ہوتا اگر ہو بھی تو علم کی کمی کے باعث

www.marfat.com

ہے اور مسلمانوں کا معاملہ زیادہ ”تنگ“ ہو جائے۔  
 عہد جہانگیر کے ایک اور ممتاز رکن سلطنت خان جہان لودھی (ف ۱۰۴۰ھ)  
 کو بھی آپ نے دو خطوط لکھے تھے ان میں اسے جہانگیر کو مذہب اسلام کی طرف  
 راغب کرنے کے لیے فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بادشاہ کی مثال روح کی طرح ہے  
 اور باقی انسان جسم کی مانند ہے اگر روح صحیح ہے تو سارا جسم  
 تندرست ہوگا اور اگر روح فاسد ہے تو سارا بدن فاسد ہے۔ پس  
 بادشاہ کی اصلاح کی کوشش کرنا تمام بنی آدم کی اصلاح کی کوشش  
 کرنا ہے..... جس وقت بھی گنجائش ہو اور کلمہ اسلام اہل سنت و  
 جماعت کے عقیدہ کے مطابق کہنے کا موقع ملے، وقتاً فوقتاً بادشاہ  
 کے کان میں ڈالتے رہیں۔ اور مخالفین کے مذہب کی تردید  
 کریں۔ اگر یہ دولت میسر آجائے تو انبیاء علیہم الصلوٰت  
 والتسلیمات کی وراثت عظمیٰ ہاتھ آجائے گی آپ یہ دولت  
 (بادشاہ کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنا) مفت ملی ہوئی ہے  
 اس کی قدر کریں۔

اسی طرح ایک اور مکتوب میں اس دولت کی اہمیت کو نہایت ہی پر زور الفاظ

میں بیان کیا ہے:

۱. الضار ۶۵ ۲. الضار ۶۷  
 marfat.com

Marfat.com



یہی ملازمت (قربت بادشاہ) جو آپ رکھتے ہیں اگر اس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کی تعمیل کے ساتھ جمع کر دیں تو آپ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسا کام کریں گے..... ہم فقیر لوگ اگر کئی سال تک بھی اس پر عمل کرنے میں اپنی جان لڑا دیں تو آپ جیسے شہبازوں کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

ایک اور رکن سلطنت لالہ بیگ کو ہندوستان میں گذشتہ سو سال سے اسلام کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی تفصیل لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ کفار (ہندو) یہ چاہتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں اور مسلمانی کا کوئی اثر باقی نہ رہے، اور اس منصب دار کو یہ باور کروانے کی سعی فرمائی ہے کہ ابھی بادشاہ اسلام (جہانگیر) کا ابتدائی دور حکومت ہے اگر آغاز ہی میں مسلمانی رواج پا جائے تو بہتر ورنہ تاخیر کی صورت میں معاملہ مسلمانوں کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا۔ آپ کے پرزور الفاظ ملاحظہ ہوں:

ابتدائے سلطنت (جہانگیر) میں اگر مسلمانی رواج پا جائے اور مسلمان قدرے عزت حاصل کر لیں تو بہتر وگرنہ خدا نخواستہ اس معاملہ میں توقف و تاخیر ہوئی تو معاملہ مسلمانوں کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث دیکھئے کون اقبال مند اس سعادت سے سرفراز ہوتا ہے اور کون سا شہباز اس دولت کو حاصل کرتا ہے۔

ان امراء و ارکان سلطنت کے علاوہ مرزا عبدالرحیم خان خانان، مرزا و اراب بن خان خانان، خواجہ جہان، قلج خان اندجانی وغیرہ کو آپ نے اس نوعیت

marfat.com

Marfat.com

کے خطوط لکھ کر بادشاہ (جہانگیر) کے سامنے کلمہ حق کہنے اور زمانہ اکبری میں اسلام اور مسلمانوں پر جو آفتیں ٹوٹیں ان سے آگاہ کیا اور ان مؤثر شخصیات نے بادشاہ کے دل میں اسلام کے متعلق ہمدردی سے سوچنے کے لیے اس کے دل کے نرم گوشوں پر اس کی حقانیت کے اثرات نمایاں ہونے لگے تھے۔

پاکستان و ہند میں اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کی سعیِ پیہم، کرب و مخلصانہ بے چینی اور آپ کے تیار کردہ ”جرگہ محمدان دولت اسلام“ کی مسلسل جدوجہد سے آخر جہانگیر بادشاہ کو اسلام کی حقانیت کا احساس ہونے لگا تو اس نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری اور ملک کے مفتی میراں صدر جہان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ چار دین دار علماء کی ایک جماعت ہر وقت دربار میں اس کے ساتھ رہے جو اسے مسائل شرعیہ سے آگاہ کرتی رہے۔

اگر کوئی اور مصلح ہوتا تو اس خوشخبری کو اپنی کامیابی سمجھ کر پھولے نہ ساتا لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی فراست اور دینی بصیرت عطا فرمائی تھی اور چونکہ آپ اکبری عہد کے فتنوں اور علمائے سوء کے عبادت خانہ میں اجتماع اور اس کے مضمرات سے آگاہ تھے اور جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ آپ کے نزدیک ہندوستان کی ملت اسلامیہ کے انتشار کا اصل سبب انہی علمائے سوء کی حب جاہ تھا اس لیے آپ نے اس کے منفی اثرات کا فوری نوٹس لیا اور نہایت مغموم ہو کر نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کو ان امور سے خبردار کرتے ہوئے لکھا:

”یہ بات سننے میں آئی ہے کہ بادشاہ اسلام نے دیندارانہ

فریب کی غمگینی سے جو ناپاکی جانی ہے، مبراہ

کہ چار دین دار علماء مہیا کریں جو ہر وقت دربار شامی میں  
حاضری پر احکام شرعی بیان کرتے رہیں تاکہ کوئی امر خلاف شرع  
واقع نہ ہو..... مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کیا خوشخبری  
ہو سکتی ہے۔ اور ماتم زدوں کے لیے اس سے اچھی بشارت کیا ہو  
سکتی ہے؟..... غرض مند دیوانہ ہوتا ہے چنانچہ عرض ہے کہ دیندار  
علماء بلاشبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں میں مرتبہ اور سرداری کی  
محبت نہ ہو اور جن کا مدعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کو ترویج  
اور ملت اسلامیہ کی تائید و تقویت ہو، جب جاہ کی صورت میں ان  
علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی  
فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا اور اختلافی باتیں بیان کرے  
گا۔ اور اس طریقہ کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنائے گا اس  
صورت میں تبلیغ دین کی مہم ابتری اور خرابی کا شکار ہوگی۔ گذشتہ  
زمانے (عہد اکبری) میں بھی علماء کے اختلافات عالم اسلام  
کو بلا اور فتنے میں مبتلا کر چکے ہیں۔ ایسی ہی صورت اب بھی  
پیش آ سکتی ہے۔ اس طرح دین کی ترویج کیا ہوگی بلکہ دین کی  
تخریب ہوگی۔ اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ اور علماء سوء کے فتنے  
سے بھی خدا کی پناہ اس مقصد کے لیے اگر صرف ایک عالم کو منتخب

کریں تو بہتر ہوگا۔ اگر علمائے آخرت میں سے کوئی میسر  
آتا تو یہاں تک سلامت ہوگی۔ کیوں کہ اسے نام کا

کبیرت احمر ہے۔ اور اگر ایسا نیک و پرہیزگار عالم نہ مل سکے تو صحیح سوچ بچار کے بعد اسی طبقہ ہی سے بہتر کا انتخاب کر لیں..... جس طرح عوام کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے ان کی بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہی ہیں۔ بہترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں اور بدترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں۔ لوگوں کی ہدایت اور ان کی گمراہی انہیں سے وابستہ ہے“۔

آپ نے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے کس طرح بروقت اکبری عہد کے علماء کے اجتماع اور ان کے آپس کے اختلافات کو ملت اسلامیہ کے لیے سم قائل قرار دے کر اس کے اعادہ سے نواب کوروکا اور آپ نے اس کا بہترین حل یہ پیش کیا کہ صرف ایک ”عالم آخرت“ کا انتخاب کریں جو بادشاہ کی دینی اصلاح اور ترویج شریعت کا فریضہ انجام دے۔

ہمیں کتب تاریخ میں علماء کی ایسی کسی جماعت کا تذکرہ نہیں ملتا جو جہانگیر کو دینی امور میں مشورہ دینے کے لیے بنائی گئی ہو جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کے اس کلیہ کو نواب فرید بخاری کی زبانی قبول کر لیا تھا۔ اگرچہ دین دار ارکان سلطنت کا انتقال اور جہانگیر کی نور جہان کے ساتھ شادی کے بعد ملک میں پھر سے مذہبی انتشار کے آثار نظر آنے لگے لیکن حضرت مجدد الف ثانی اور ”جرگہ ممدان دولت اسلام“ کے افراد کی مخلصانہ کوششوں سے جو دینی فضا اور

ایضاً ۵۳ (ان امور کو آپ نے مختصر امیٹان صدر جہان کے نام مکتوب ۱۹۲۱ میں بھی بیان

نمایا ہے ان کے نام دوسرے مکتوب کا تو موضوع ہی اس کے مطابق ضروری ہے)

marfat.com

Marfat.com

ماحول تیار ہوا تھا اس میں اتنی جان تھی کہ وہ جلد انحطاط پذیر نہ ہو سکا، اہل تشیع کے بادشاہ پر تنقید، قاضی نور اللہ شوشتری کا قتل اور دیگر بے دین امراء کے سیاست میں عمل دخل سے ملت اسلامیہ کو زوال سے بچانے کی سعی کرنے والی عظیم ہستی حضرت مجدد الف ثانی سے اب بدلہ لینے کا موقع ملا اور ان امراء کے جہانگیر کو اکسانے پر آپ کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں لیکن آپ اس کے اسباب سے کما حقہ واقف تھے اور جانتے تھے کہ بادشاہ ایک سچا مسلمان (بادشاہ اسلام) ہے اس کی یہ ناراضی وقتی ہے جو نئی اس کے شکوک و شبہات دور ہوئے سب معاملات درست ہو جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے تو آپ کو قید سے رہائی ملی پھر حکم ہوا کہ لشکر شاہی کے ساتھ رہیں لیکن جلد ہی بادشاہ کے حراج میں تبدیلی آگئی اور اس نے آپ کو اختیار دے دیا کہ آپ چاہیں تو گھر چلے جائیں اور اگر پسند کریں تو لشکر کے ساتھ رہیں۔ آپ نے موخر الذکر پابندی قبول فرمائی اس طرح آپ کی مدتوں سے جو دیرینہ آرزو تھی پوری ہوگئی آپ چاہتے تھے کہ کسی تقریب سے بادشاہ اسلام کو اسلام کی اصل روح سے آشنا کروں، چنانچہ آپ نے وہ سب کچھ بادشاہ کے گوش گزار کیا جو اس سے قبل آپ وقتاً فوقتاً ارکان سلطنت سے کہنے کے لیے لکھا کرتے تھے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے براہ راست یہ ”دولت“ آپ کو عنایت کی تھی، آپ آگرہ سے جہاں بادشاہ کے ساتھ مقیم تھے جہانگیر کی مجالس کا حال لکھتے ہوئے اس پر بڑے اطمینان کا اظہار فرماتے ہیں کہ سلطان میری باتیں اچھی طرح سنتا ہے، میں نے اس کے سامنے باطل عقائد تباہ و غیرہ کو باطل ثابت کیا ہے۔ آپ کے مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بادشاہ کی طرف سے مستعمل ہونے پر بہت فرحانے ہیں۔

marfat.com

عجیب و غریب صحبتیں گزر رہی ہیں امور دینیہ اور اصول اسلامیہ کے متعلق گفتگو میں سستی اور خوشامد راہ نہیں پاتی اور وہی الفاظ جو کہ خلوتوں اور اپنی خاص مجلسوں میں بیان کرتا تھا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد سے ان سلطانی مجلسوں میں بھی بیان کرتا ہوں۔ ایک مجلس کی روداد لکھوں تو دفتر چاہیے خصوصاً آج کی رات جو کہ رمضان مبارک کی سترھویں رات تھی انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور عقل کے عدم استقلال اور آخرت پر ایمان اور اس میں عذاب و ثواب اور اثبات رویت باری تعالیٰ اور خاتم المرسلین کی خاتمیت نبوت اور ہر صدی پر مجدد کے آنے اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقدار اور سنت تراویح اور تہنات کے بطلان..... اور ان جیسی باتوں کے متعلق بہت گفتگو ہوئی اور بادشاہ نے ان کو اچھی طرح سنا (اور ان کی سماعت کے لیے) بادشاہ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے، اور مزاج میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ اور ان ملاقاتوں میں شاید اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں اور راز پوشیدہ ہوں.....

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وہ حکیمانہ خواہش کہ ”بادشاہ کی دینی اصلاح کے لیے جماعت علماء کی بجائے صرف ایک ”عالم آخرت“ کافی ہے پوری ہو گئی گویا آپ نے خود ”عالم آخرت“ کے فرائض انجام دیئے اور آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ ہندوستان کی ملت اسلامیہ کے ”سرمایہ“ کے آپ ہی ”منجھبان“ ہیں۔

پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ  
کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت



marfat.com

Marfat.com

## پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت

### ڈاکٹر سلطان الطاف علی

میرے لیے باعث افتخار ہے کہ آج ۳۳ ویں حضرت امام ربانی کانفرنس میں شرکت کر رہا ہوں۔ اس موقع پر میں سب سے پہلے صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خان علیہما الرحمہ کے احوال و آثار مرتب کرنے پر اپنی گرانقدر زندگیاں وقت کر دیں تھیں۔ پندرہ جلدوں میں ”جہان امام ربانی“ کی اشاعت سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظمت دوبالا ہو گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات و تشریحات پر ان کی دیگر بیسیوں تصانیف ان کے علاوہ ہیں ان دونوں اسکالرز نے اسلامی تعلیمات کے فروغ میں اپنی زندگیاں صرف بسر نہیں کیں بلکہ قربان کی ہیں۔ میرے خیال میں پاکستان کی ۶۳ سالہ تاریخ میں بے لوث اور بامقصد خدمات سرانجام دینے والے حکیم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ہمدرد والے اور عبدالستار ایدھی صاحب (خدا تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کے بعد ہمارے ان دو اسکالرز کا نام آتا ہے خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور رحمت و مغفرت سے نوازے۔

دور مغلیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ورود مسعود پر دو اہم نکات میری فکر و نظر کو بار بار توجہ دلاتے ہیں کہ اکبر اعظم اور جہانگیر کے زمانہ جیسے حالات ہمارے ہاں بھی دیکھنے میں آچکے ہیں اور ہمیں بھی تو ایسے مجدد کو سزا الہی سے اب دیکھنا ہے جو انوار غوثیہ سے منور ہو کر کفر و ارتداد کے ماحول کو یکدم انقلاب سے پلٹ دے۔

marfat.com

Marfat.com



صوفیائے کرام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے خیالات کے مطابق اپنے مسلک کو اس انداز میں پیش کرتے چلے آتے ہیں جس سے اسلام کا ابلاغ بہتر سے بہتر طور پر ہو سکے۔ سلسلہ قادریہ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم نے ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں کو جاری فرمایا اور درود شریف کو زیادہ اہمیت دی۔ سلسلہ سہروردیہ میں ذکر جلی و خفی دونوں مروج رہے اور سانس بند کر کے اللہ ہو کا ورد امتیازی رہا۔ سلسلہ چشتیہ میں سماع کو قربت حق کا ذریعہ قرار دیا گیا اور قیود و شرائط کے ساتھ مروج کیا گیا اس میں مزامیر کا استعمال بھی جائز ہوا۔ سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر خفی پر زور دیا گیا اور سماع کا امتناع ہوا اس طرح بیعت و سلوک طریقت میں ایک مرشد سے بیعت اور زیادہ ارباب ارشاد سے بیعت کا سلسلہ بھی عمل میں آتا رہا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس دور میں قدم رکھا اس میں مسلمان مکمل انتشار کا شکار ہو چکے تھے۔ دین کئی فرقوں میں بٹ چکا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ ان میں متعصبانہ مباحث جاری رہتے۔ سلاسل طریقت میں بھی امتیاز و تقابل کا رجحان ہو چکا تھا۔ شیخ احمد سرہندی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل طریقت و مشائخ میں یگانگت رکھنے کے لیے سلاسل طریقت اربعہ میں بیعت کا رجحان پیدا کرتے ہوئے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کی عقلی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ خلافت بھی انہی سے حاصل کیا۔ طریقہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت

marfat.com

Marfat.com

ہو کر فرقہ خلافت حاصل کیا۔ طریقہ کبرویہ مولانا یعقوب صرنی سے حاصل کیا۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سب طریقوں میں سلسلہ قادریہ کو افادہ کے لیے سلوک کا حصہ رکھا۔ ایک روز آپ نے اپنی علالت کے دوران مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر

افلت شموس الاولین و شمنا ابداء علی افق العلی لا تغرب

گذشتہ تمام بزرگوں کے آفتاب غروب ہو چکے ہیں لیکن ہمارا

آفتاب کبھی افقِ اعلیٰ پر غروب نہ ہوگا

اور میرے اس قول "قلیٰ ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ" پر لوگ حیران ہیں اس کا حال لکھو تم کو اس ضعف سے صحت ہوگی۔ یہ وہ ایام تھے جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ضیق النفس کے عارضہ میں مبتلا تھے چنانچہ مرض موت میں آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم کو شعر کا حل لکھنے کی تاکید فرمائی اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح فرمادی۔ صاحبزادہ موصوف نے آپ کی وصیت کو آپ کی عزا داری کے دنوں میں پورا کیا اور مکتوب شریف کی تیسری جلد میں شامل کر دیا جو جلد سوم کے آخر میں مکتوب ۱۲۳ کی شکل میں شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا اور چونکہ اس ضعف میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق کمال درجہ غالب تھا اس لیے آپ پر گریہ و زاری طاری ہوئی سب کو گمان ہوا کہ شاید اسی ضعف میں آپ کا وہ حال ہو جائیگا لیکن بموجب بشارت

marfat.com

Marfat.com

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کو صحت حاصل ہوگئی اور ضعف بھی جاتا رہا۔ میرا پہلا نکتہ عرض کرنے کے لیے یہ ہے کہ آج ہم بھی دورِ اکبر کی طرح فرقوں اور مسالک کی من و تو میں پڑے ہوئے ہیں تو ہمیں سب کا برابر احترام کرنا چاہیے اور حضرت مجدد الف ثانی کی تشریف آوری غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک کرامت ہے جو کسی سزا الہی سے کم نہیں اس سلسلہ میں ایک واقعہ معروف ہے کہ ایک روز حضرت غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے یکا یک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا اس سے تمام عالم منور ہو گیا اور القا ہوا کہ آپ سے پانچ سو سال بعد جب کہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی ایک بزرگ و حیدر امت پیدا ہوگا وہ دنیا سے شرک و الحاد کو نیست و نابود کر دے گا۔ دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا اسکی محبت کیسے سعادتی ہوگی۔ اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔ اس کے بعد آپ کے خرقہ خاص کو اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادے سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالے کر دینا اس وقت سے صاحبزادہ موصوف کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا حتیٰ کہ حضرت شاہ کمال قدس سرہ کے پوتے حضرت شاہ سکندر کبیر علی قدس سرہ نے آپ کے حوالے کیا۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اکبر کے حالات پر بھی تو غور کرنے کی ضرورت ہے جو بچپن

سے ہی نیک طبع مسلمان تھا پکاسنی اور صوفی المشرک تھا۔ عبادت و ریاضت ان کا شیوہ بن گیا تھا۔ علماء اور مشائخ کے لیے دربار کھلا رہتا تھا۔ نماز باجماعت ادا کرتے تھے حتیٰ کہ

marfat.com

Marfat.com

ایک بڑا عبادت خانہ قائم کیا جس میں علماء و مشائخ جمع ہوتے اور ذکر و فکر کی محافل جاری رہتی اور بادشاہ ان محفلوں میں باقاعدگی سے شامل رہتا۔ وہ اولیائے کرام کی مزارات پر حاضری دیتا بلکہ برصغیر کے اولیائے کرام کے اکثر مزارات پر بار بار جا کر زیارت کرتا، خیر خیرات میں حصہ لیتا مگر ہوا یہ کہ عبادت خانہ کے علماء نے سوء کا مزاج اختیار کر لیا، عہدوں اور مراتب کے چکر میں پڑ گئے اور مشائخ میں حرص و ہوس عود کر آ گیا جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے پر کچھڑا چھالتے ہوئے دینی مذہبی علوم و مسائل پر مناظرے کرنے لگ گئے یہ مناظرے اس شدت سے ظاہر ہونے لگے کہ قرآن و سنت، خدا و رسول ﷺ بھی ان کی دروغ گوئی اور مقابلوں کی لپٹ میں آ گئے جس سے اکبر کی پریشانی، مذہب سے بدگمانی میں تبدیل ہو گئی۔ بادشاہ نے نصاریٰ، یہود اور ہندومت و سکھوں کے پادریوں اور علماء کو مباحث میں حصہ لینے کی اجازت دے دی۔ آتش پرست بھی اس محفل میں آ گئے اور بالآخر وہ وقت آ گیا جب بادشاہ اور اس کے نورتن اسلام اور اسلام کے اکابرین کا مذاق اڑانے لگے۔ اکبر تقریباً تمام مذاہب سے متنفر ہو کر اپنے چند نورتنوں کی کمیٹی بنا کر ایک ایسے دین کو مرتب کرنے لگا جو اسے سمجھ میں آ سکتا تھا اور اس اور اس کی نفسانی خواہشات کو پورا کر سکتا تھا۔ چنانچہ ”دین الہی“ کو منظور کر لیا جس میں بادشاہ کو ہر آدمی تعظیسی سجدہ کرنے لگا گاؤ نکشی حرام، خنزیر کا گوشت اور کتے کا گوشت حلال قرار دیا گیا وغیرہ وغیرہ تمام الہامی کتابوں کو خود ساختہ قرار دے کر مسترد کر دیا گیا (نعوذ باللہ) عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جہا نکیر بادشاہ کی زندگی میں انقلاب برپا کیا اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت قدس سرہ کی

کاوش و محنت سے اکبر اپنے آخری ایام میں دین اسلام پر لوٹ آیا تھا۔ سال ۱۰۱۲ھ کے دوران سید صدر جہاں اور خانِ اعظم جو اکبر بادشاہ کے مقرب وزراء میں سے تھے آپ کے مرید ہوئے۔ ۱۰۱۳ھ میں خانِ خاناں اور شیخ فرید بخاری بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ اس زمانے میں اکبر بادشاہ اپنی بے دینی کے سبب سب کو اپنے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیتا۔ جب حضرت مجدد قدس سرہ کو معلوم ہوا تو آپ نے غیرتِ اسلامی میں آکر اپنے مریدین خانِ خاناں، سید صدر جہاں و فرید بخاری وغیرہ کے ذریعہ بادشاہ کو نصیحت آمیز پیغامات بھیجے۔ چنانچہ حضرات کے مباحث و قیل و قال کے بعد بادشاہ اس حد تک راضی ہو گیا کہ لوگوں کو اختیار ہے جس دین پر رہیں اور جو چاہے سجدہ نہ کرے۔ اس طرح مجدد الف ثانی کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ بے شمار لوگ حلقہ ارادت میں آنے لگے۔ یہ سلسلہ تبلیغ اسلام خراساں سے بدخشاں و توران تک چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے آپ کو بشارتیں آنا شروع ہو گئیں، ۱۰۲۲ھ کو مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو سب سے پہلے ”امام ربانی محبوب سبحانی، مجدد الف ثانی“ سے خطاب کر کے لکھنا شروع کر دیا۔ اکبر اعظم تو ۱۰۱۳ھ کو فوت ہو گئے اور مرنے سے پہلے صدر جہاں سے کلمہ شہادت سن کر پڑھا اور خود کہا کہ سورۃ یٰسین تلاوت کی جائے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ سوچئے کس طرح علماء سوء کے نزاع اور ملحدین کے فریب نے ایک نیک دل بادشاہ کو مرتد کر دیا اور پھر اللہ کے ایک کامل انسان حضرت مجدد قدس سرہ کی شبانہ روز کوشش سے بادشاہ نے دوبارہ کلمہ حق اختیار کیا اور مسلمان ہو گیا۔

marfat.com

Marfat.com

جہانگیر بادشاہ کا حضرت مہدو الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ احترام کرتے تھے اور اس کے لیے دعا گو رہتے تھے جہانگیر بھی آپ کے حق میں رہا مگر وزیر اعظم آصف الدولہ کے بھڑکانے پر اور غلط اطلاعات باہم پہنچانے پر آپ کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ شیخ بدیع الدین سہارنپوری کو آپ نے شاہی لشکر میں تبلیغ اسلام و اصلاح کے لیے مقرر کیا ہوا تھا جس سے لشکر کی کثرت سے دین کو بچھنے لگے تھے۔ آصف الدولہ نے اسے بغاوت کے مترادف قرار دے کر آپ کو گوالیار کی جیل میں ڈلوایا تھا۔ آداب بادشاہی کے خلاف جہانگیر کو تعظیسی سجدہ بھی آپ نے نہیں کیا اور اس طرح جیل جانا پڑا۔ قدرت کا کرنا یہ ہوا کہ جہانگیر سخت بیمار ہوا اور بیماری کی حالت میں دست غیب سے اسے کہا گیا کہ تو نے مہدی و اسلام اور امام وقت کو تکلیف میں رکھا ہوا ہے اسے آزاد کرو۔ جہانگیر نے فوراً ہی حضرت مہدی قدس سرہ سے ملاقات کا حکم دیا اور ان شرائط پر حضرت مہدی قدس سرہ جیل سے باہر آئے جب (۱) سجدہ تعظیسی ختم ہوگا (۲) گاؤں کشی جائز ہوگی (۳) مساجد دوبارہ تعمیر ہونے لگیں (۴) مکاتب و مدارس پھر سے کام شروع کرنے لگے (۵) شرعی محتسب قاضی اور مفتی مقرر ہونے لگے (۶) بدعات و رسومات جاہلیت ختم ہونے لگیں۔۔۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں پر شرمندہ ہوا اور تائب ہوا اور آپ نے اس کے لیے دعا کی۔ جہانگیر سے آپ کی بریت ۱۰۲۹ھ کو ہوئی۔ ان تمام حالات کے مختصر جائزہ سے واضح ہوتا ہے کہ اکبر اور جہانگیر کے دور میں مذہبی انتشار اور علماء و مشائخ کا حرص و ہوس میں مبتلا ہو جانا ہی تمام خرابی کا باعث ہوا تھا اور اس تمام خرابی کو ایک مردِ خدا حضرت مہدی الف ثانی کی بمثال قربانیوں سے ختم کر دیا گیا گویا اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی رضا و

خوشنودی کا دور شروع ہوا تو آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان جو ایک مردِ مجاہد و راست باز حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناح کی لازوال محنت سے قائم ہوا یہ ملک بھی مفسد پرداز سیاست مداروں کی ریشہ دوانیوں، علماءِ سوء کی مسلسل افتر اور غافل مشائخ کی لاتعداد موجودگی میں گونا گوں تعصبات اور فرقہ پرستیوں میں تباہ حال ہو چکا ہے ان حالات میں پھر سے حضرت مجدد کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت ہے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں حلقہ سرور یہ کے احباب کو جو ان تعلیمات کے فروغ کے لیے علمی سطح پر کوشاں ہیں۔

مقام نبوت ﷺ کا تحفظ:  
حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمات



marfat.com

Marfat.com



## مقام نبوت مکتبہ کا تحفظ: حضرت مجددی خدمات کی خدمات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

رب ذوالجلال کے فضل و توفیق سے مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام اور حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت کی طرف سے اس عظیم الشان امام ربانی کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ میں منتظرین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ رب ذوالجلال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرقدہ نور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اللہ ہمیں ان کے افکار ہر طرف پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات میں منصب نبوت اور مقام رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو نگہبانی ہے، اس سے متعلق چند باتیں عرض کرنا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا تعارف کراتے ہوئے اس بات کا احساس دلایا ہے کہ تحفظ ناموس نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کا موضوع عظمت انسان کو اجاگر کرتا ہے کوئی انسان انسانیت کی عظمت سے آگہی تب ہی پاسکتا ہے جب وہ محافظ ناموس رسالت ہو اگر کسی انسان کو نبوت و رسالت کے آداب کا پتہ نہ ہو تو اس کو انسانیت کے شرف کا پتہ نہیں ہوتا وہی انسان انسان کہلانے کا حق دار ہے کہ جو عظمت رسالت کا اعتراف کرنے والا ہے اور جسکی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہوں جو گستاخی اور بے ادبی کے دامن میں لپٹا ہوا ہو وہ انسان ہی نہیں ہے انسانیت کے درجے سے

مردہ گر چکا ہے یہاں سے اپنی گفتگو شروع کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

نے اس موضوع کو تفصیل سے بیان کیا اور میں حیران ہوں کہ آپ نے صدیوں پہلے ایسے مکتوبات لکھے کہ بعد میں کئی بیمار اذہان کے لوگ جو غلطیاں کرتے رہے مجدد صاحب اس کا علاج پہلے ہی کر چکے تھے کاش کے یہ لوگ ان اکابر کے افکار کو پڑھتے اور ان کے دسترخوانِ علم و حکمت کی طرف متوجہ ہوتے تو ہرگز رستے سے نہ بھٹکتے حضرت مجدد و الف ثانی نے مکتوبات میں تحریر فرمایا:

پس بہترین ہمہ موجودات انسان آمد و بدر ہمہ کائنات ہم اول  
تمام موجودات میں سب سے بڑی شان سب سے بڑا مرتبہ بھی  
انسان ہی کا ہے اور تمام کائنات میں سب سے بدترین بھی  
انسان ہی کا کوئی فرد ہے۔

عظمت بھی فرد انسان کی ہے اور موجودات بدترین بھی ایک انسان ہے۔ مجدد صاحب نے یہاں معین کیا کہ پوری کائنات میں عزت و شرف کا جو میرٹ ہے اس کے لحاظ سے یہ واضح کیا کہ انسانوں میں سے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو اللہ نے کائنات میں افضلیت کا تاج پہرایا اور انہی میں ایک فرد ہیں جو موجودات سے سب سے زیادہ افضلیت کے حامل ہیں منصبِ عظمت پر فائز ہیں اور انسانوں ہی میں سے ایک انسان ایسا بھی ہے کہ موجودات میں سب سے بدتر ہے اور سب سے ذلیل ہے۔

حضرت مجدد و الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دو حدود کو بیان کرتے ہوئے جو مثال دی اس

کا تذکرہ یوں ہے فرماتے ہیں:

اذ قال منه محمدٌ حبيب رب العلمين عليه الصلوة و  
التسليمات.

فرمایا انسانوں ہی میں سے ایک ذات الہی ہے کہ جن کو حضرت  
محمد مصطفیٰ ﷺ کہا جاتا ہے اللہ کے درود ہوں ان پر اللہ کے سلام  
ہوں۔

انسانوں ہی میں سے آپ کا شمار ہوتا ہے اور اگر رب کی مخلوقات میں رب  
کے موجودات میں دیکھا جائے کہ سب سے بڑی شان مخلوق کے کس طبقے کے فرد کی  
ہے فرمایا یہ عظمت انسان کو میسر ہے کہ انسان کے طبقے میں ایک فرد ایسے ہیں جن کو  
رب ذوالجلال نے سب سے اونچی شان عطا فرمائی اور کسی مخلوق کو یہ شرف نہیں ملا تو  
حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو رب ذوالجلال کے حبیب ہیں آپ کا جنس انسان سے  
ہوتا اس نے انسان کی شان کو بلند کیا ہے اس نے انسان کو عظمت دی ہے آپ  
ﷺ کا انسانوں میں سے شمار ہونا یہ ہے ان کی معراج۔ اگر تمام مخلوقات کو بشما کر  
فیصلہ کیا جاتا اور ہر مخلوق اپنی عظمت کی دلیل پیش کرے انسان کی عظمت کی تمام  
مخلوقات پر یہ دلیل کافی ہے کہ وہ سب کو کہے کہ رب ذوالجلال نے جن کو اپنا حبیب  
بنایا ہے اللہ نے انہیں تم سے نہیں ہم سے پیدا فرمایا ہے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
نے اس چیز کو سامنے رکھ کر واضح کیا۔ فرمایا:

کائنات میں کوئی شخص عظمت انسان کی بات کرتا ہے کہ میں حقوق انسان کا پہرہ دار ہوں

marfat.com

Marfat.com

اور میں عظمت انسان کا پہرہ دار ہوں فرمایا اسے بھی راہ مدینہ پر ضرور چلنا پڑے گا جو عظمت اور حقوق انسان کی بات کرے گا اس کو سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کا اعتراف کرنا پڑے گا اور اس کی حفاظت کرنا پڑے گی کیونکہ آپ ﷺ کی ذات وہ ذات ہے جس نے انسان کو سب سے اونچی شان عطا فرمائی ہے۔

مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے دوسری حد جو انسان کی بیان کی جو بدترین ہے۔ وہ بدترین ہمہ کائنات۔۔۔ وہ کون ہے بدترین اس کی مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ ابو جہل ہے:

” ابو جہل اللعین عدو رب السموات و الارضین “

جو موجودات میں مخلوقات میں سب سے بدترین ہے

تھا وہ بھی انسان مگر وہ انسان کے لیے عار بن گیا ہے اور انسان کے لیے بدنامی کا باعث بنا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی وہ ہے کہ جس ذات گرامی نے انسان کو عظمت عطا فرمائی ہے۔

اب اگر دقیق نظر سے دیکھا جائے تو اس دنیا کے اندر بد بخت لوگوں کی طویل فہرست ہے۔ ان میں فرعون بھی ہے ان میں قارون بھی ہے ان میں نمرود بھی ہے کتنے کتنے انسان بد بخت ہوئے ہیں مگر مجدد صاحب کی نگاہ میں ان سب بد بختوں میں سب سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی کو جس نے تسلیم نہیں کیا۔ جو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ بنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر کائنات میں بد بخت انسانوں کی فہرست بتائی جائے تو جس کا بد بختی میں پہلا نمبر ہے وہ ابو جہل ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اس نے سب سے

marfat.com

Marfat.com

بڑے عظمت والے انسان کی مخالفت کی ہے جن کو رب ذوالجلال نے سب سے اونچی شان دی یہ ان کی اپوزیشن بنا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اصول بتا دیا۔ مکتوبات شریف میں ایک عظمت نبوت و رسالت کی بات جو ہے اس کو کرتے ہوئے کوئی شخص اس کے مقابلے میں حقوق انسان کو نہ لائے اور عظمت انسان کو مقابلے میں نہ لائے کہ یہ کہے کہ فلاں بھی انسان ہی تھا اس نے ایسا کہہ دیا تو کوئی بات نہیں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ جو نبی علیہ السلام کی شان کے خلاف انسان بول رہا ہے وہ ننگ انسانیت ہے فقط وہ انسانیت کی علامت نہیں ہے اس کے کوئی انسانی حقوق نہیں ہیں کیونکہ انسان کو اگر کوئی عظمت ملی ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت و عظمت سے ملی ہے باقی سب عظمتیں بعد میں ہیں انسان کی سب سے اونچی شان یہ کہ رب ذوالجلال نے جس ذات کو اپنے حبیب کا درجہ دیا ہے اللہ نے انہیں اور کسی مخلوق میں سے نہیں انسانی مخلوق میں پیدا فرمایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو حدیں بیان کیں ایک طرف رسول اللہ ﷺ کا نام گرامی اور دوسری طرف جو حقارت کی کوئی آخری حد ہے تو وہ ابو جہل ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واضح کیا کہ نبوت و رسالت کا مقام بلند و بالا ہے اور پھر جتنے بڑے کمال کا کوئی انکار کرتا ہے اتنا بڑا مجرم ہوتا ہے اور اتنی بڑی اس کی سزا ہوتی ہے اور اتنا بڑا حقارت کا وہ حوالہ ہوتا ہے جو پہلے نبیوں کے گستاخ تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان سب کی گستاخیوں کی وجہ سے جو ان کی مذمت کی جائے وہ ان کا مقام گستاخوں میں وہ نہیں ہے جو اس بد بخت ابو جہل کا ہے اس کی جو حیثیت ہے اس گمراہ ہوئے انسان کی جو ذلت ہے وہ سب سے

marfat.com

Marfat.com

زیادہ ہے اس واسطے کہ اس نے سب سے بڑی عظمت کا انکار کیا اور سب سے عظمت والے انسان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام و مرتبہ پر اس نے تنقید کی۔

حضرت مجدد الف ثانی نے دوسرے مقام پر جو عظمتوں والے لوگ ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے ولایت کے درجات کو بیان کیا۔ ایک مرتبہ قلب ہے ایک مرتبہ مرتبہ روح ہے ایک مرتبہ مرتبہ سر ہے ایک مرتبہ مرتبہ اخصا ہے درجات کو بیان کرتے کرتے مجدد صاحب علیہ الرحمہ جب فضائل والے لوگوں کا تذکرہ کرتے کرتے آخری نقطے پر پہنچے تو فرمانے لگے ”ہر درجہ اولیاء زیر درجہ نبی است“ ولیوں کے جتنے بھی درجات ہیں وہ جتنے بلند و بالا مقامات پر فائز ہو جائیں کوئی غوث ہو قطب ہو ابدال ہو کوئی ولی جو ہے اللہ کے نبی کی برابری کیا؟ فرمایا ولی تمام ان کے قدم کے نیچے ہیں رب ذوالجلال نے جنہیں شان نبوت دی ہے جو مقام دیے ہیں کوئی ان کی برابری نہیں کر سکتا بڑے بڑے درجات والے جو ہیں وہ اللہ کے کسی نہ کسی نبی کے قدم کے نیچے ہوتے ہیں۔ آج اس لحاظ سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کچھ لوگ غیر انبیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بھی توازن قائم کیا کہ جو بھی غیر انبیاء ہوں خواہ ان کا کتنا بڑا روحانی مقام ہو۔ کتنا بڑا ان کا تقویٰ و طہارت ہو کتنی بڑی وہ علمی شخصیت ہو، ان کے سارے مراتب سارے فضائل وہ نبوت کے زیر سایہ ہیں نبوت کے تابع ہیں اور انہیں نہ نبیوں سے بڑھایا جاسکتا ہے نہ برابر کیا جاسکتا ہے۔ وہ تمام بلند و بالا مرتبے رکھتے ہوئے کسی نہ کسی نبی کے قدم کے نیچے ضرور ہوتے ہیں نبوت کی پاسبانی اور نبوت کے آداب کے لحاظ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال نکات بیان کیے کچھ

marfat.com

Marfat.com

لوگوں نے لکھ دیا کہ کبھی امتی عمل میں نبی سے بڑھ بھی جاتا ہے (معاذ اللہ) اور اس کی مثالیں دینے لگے کہ دیکھو کہ جس طرح آپ ﷺ نے ایک حج کیا تھا اور ہم میں سے کوئی دس کر لیتا ہے کوئی پندرہ کر لیتا ہے ایسی دلیلوں کی روشنی میں یہ کہنا شروع کر دیا کبھی (معاذ اللہ) امتی عمل میں نبی سے بڑھ بھی جاتا ہے۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی صدیاں پہلے اس وضاحت کو بیان کیا اور اتنے دلائل دیے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے کہ رب ذوالجلال نے اس تاجدار علم و حکمت کو کتنی شان دی تھی روحانیت میں دیکھیں تو شہباز نظر آتے ہیں علم دیکھیں تو چمکتے ہوئے آفتاب نظر آتے ہیں اس بنا پر جہاں مکتوبات شریف صوفیہ کے لیے ضروری ہیں وہاں محدثین کے لیے ضروری ہیں وہاں مفسرین کے لیے بھی ضروری ہیں اور ارباب حکومت کے لیے بھی ضروری ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ایسا آنکھوں کا سرمہ ہے کہ جس آنکھ میں لگتا ہے اسی آنکھ کی ہر قسم کی ذہند یہ سرمہ دور کر دیتا ہے۔

اس مقام پر مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

”بیچ فرد از امت اگر چہ در کمالات بدرجہ اولیا برسد بہ پیغمبر خود

مساوات پیدا نہ کند زیرا کہ این ہمہ کمالات کہ اورا حاصل شدہ است

بواسطہ متابعت شریعت آن پیغمبر است۔

امت کا کوئی فرد خواہ کتنا بڑا ولی ہو خواہ کتنا ہی زیادہ عبادت گزار ہو بہت بڑا درجہ اس کا بن

ایک مکتوبات امامہ ہانی خیر خواہ کے لیے  
marfat.com

Marfat.com

چکا ہو وہ اپنے دور کے نبی سے بڑھ تو کیا سکے برابر نہیں ہو سکتا کہ نبی کے اس امتی کو جو بھی درجہ ملا ہے وہ تب ملا ہے جب اس نے اپنے نبی ﷺ کی پیروی کی ہے اگر وہ اپنے نبی ﷺ کی پیروی نہ کرتا تو جتنے بھی سجدے کرتا جو کچھ بھی کرتا ہے ایک نمبر بھی اس کو نہ ملتا مثال کے طور پر آج ایک انسان نماز فجر پڑھتے وقت دو سنتیں پڑھتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ میں رب کو زیادہ سجدے کروں گا میں بیس رکعتیں پڑھ کر پھر دو فرض پڑھوں گا اب شریعت کا حکم کیا ہے کہ جس نے دو پڑھے وہ کامیاب ہو گیا جس نے بیس سنتیں پڑھیں مسترد ہو گیا حالانکہ جس نے بیس پڑھیں قراءت اس نے زیادہ کی جس نے بیس پڑھیں سجدے اس نے زیادہ کیے جس نے بیس پڑھیں قیام اس نے زیادہ کیے مگر اس کی عبادت مسترد کیوں ہو گئی ٹھکرائی کیوں گئی کہ بیس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کی مہر نہیں ہے اور دو پر سنت کی مہر ہے تو پتہ چلا محض وہاں سجدوں کی بات نہیں وہاں بات قیام کی نہیں وہاں بات ہے اس امر کی کہ سنت اور پیروی کس کی ہو رہی ہے تو پتہ چلا جس نے دو پڑھیں رب کو کیوں پیارا لگ رہا ہے اس لیے کہ یہ میرے نبی پاک ﷺ کی پیروی کر رہا ہے یہ ان کی طرح آداب اپنا رہا ہے لہذا کمال ہے نبی کی پیروی کا کمال ہے ان کی سنت کا کہ ان کا رب کے دربار میں جو مقام ہے جس نے ایسا کیا اللہ نے اس طرف کہ جس نے بیس پڑھیں قبول نہیں کیا۔ کیوں؟ میرے محبوب نے ایسا نہیں کیا تو ایسا کیوں کرتا ہے جس نے دو پڑھیں اس کو قبول کر لیا اس واسطے کہ اس نے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو سامنے رکھا ہے رب کا پیارا ان سے ہے جو ان کی طرح کرتا ہے اس بنیاد پر مجدد الف ثانی کہنے لگے کسی دور کا امتی اپنے نبی سے برابر بھی نہیں ہو سکتا بڑھتا تو دور کی

marfat.com

Marfat.com



بات ہے۔ جتنی بھی اس نے کمائی کی ہوئی ہے جتنی بھی اس نے نیکیاں کی ہوئیں ہیں وہ نیکیاں مجدد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس نے پیغمبر علیہ السلام کی پیروی میں کی ہوئی ہیں۔ نتیجہ کیا نکلے گا جو بھی نبی کے کسی امتی کو کمالات ملیں گے اس کو بعد میں ملیں گے اس کے نبی کے نامہ اعمال میں پہلے لکھی جائیں گے اگر کسی امتی کی لاکھ نیکیاں ملیں ہیں فرمایا اپنے نبی کے برابر نہ ہوگا کیوں کہ پہلے لاکھ اس کے نبی کو ملے گیں کیونکہ نبی اسوہ پہلے نہ دیتے اس کو لاکھ نیکی کہاں سے ملتی اس پر قبولیت کی مہرتب لگی ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سامنے ہوئی ہے اس واسطے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کسی نبی کا کوئی امتی اس نبی کے برابر نہیں ہو سکتا اسے جو ثواب ملے گا اپنے نبی کی پیروی میں ملے گا۔ جب پیروی کی وجہ سے ملے گا تو سارا اجر پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ اعمال میں آئے گا پھر اتنا اس امتی کو ملے گا۔

اب اس سے اگلی بات بڑی کمال کی بات ہے ”با کمالات متابعان دیگر“ مثال کے طور پر جس نے کہا میں نے کیے دس حج اور انہوں نے کیا ایک حج اور میں ان سے بڑھ گیا ہوں تو مجدد صاحب علیہ الرحمہ نے کہا پہلے تیرے دس حج تو نبی علیہ السلام کے نامہ اعمال میں آئے وہ نہ بتاتے طریقہ تیرا حج قبول کہاں ہوتا اگر ان کی گز رصفا مردہ پر نہ ہوتی تو چلنے کو پسند کون کرتا وہ کعبہ کے گرد طواف نہ کرتے تو تجھے رب پیار سے کیسے دیکھتا پہلے انہوں نے کیا پھر تمہارا قبول ہوا اگر تمہارے دس حج ہوں تو یہ دس پہلے وہاں لکھے جائیں گے پھر ان کے صدقے تمہیں دس کا ثواب ملے گا پھر فرمایا تیرے تو دس ہی ہیں لیکن ان کے تیرے جیسے کڑوروں امتی ہیں جنہوں نے سو سو حج کیے۔ ان کڑوروں کے

marfat.com

Marfat.com

توجح کا ثواب پہلے سرکار کے لیے شمار کیے جائیں گے تیرے صرف دس رہ جائیں گے ان کے دس کڑور سے بھی بڑھ جائیں گے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس چیز کو واضح کیا۔

”با کمالات او علیہ الصلوٰۃ والسلام“ ان کے پیروکار تیرے سوا بھی ہیں ان سب پیروکار جو قیامت تک آئیں گے ان کے حج کا ثواب پہلے میرے محبوب علیہ السلام کے لیے شمار ہوں گے پھر تجھے ثواب ملے گا کوئی امتی نبی سے بڑھنے کی بات تو کیا کرے برابر بھی نہیں ہو سکتا اس راستے میں جو فضیلت ملے گی ہر امتی کو اپنے نبی (علیہ السلام) کے صدقے میں ملے گی۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ جو تو کر رہا ہے وہ ان کے ”نامہ اعمال“ دوسری دلیل تیرے سوا کتنے اور ہیں جو ان کے غلام ہیں ان کے پیروکار ہیں ان کی نیکیوں کا سارا سلسلہ وہاں جمع ہو کر پھر تجھے ملتا ہے تیسری دلیل فرمایا کچھ اعمال ہی ایسے ہیں جو نبی کے ساتھ خاص ہیں تمہیں کرنے کی اجازت ہی نہیں وہ مخصوص اعمال جو ہیں ان میں اللہ نے جو انہیں نیکیاں دی ہوئیں ہیں ان میں رب ذوالجلال نے انہیں جو اجر دیا ہوا ہے تمہیں وہ مل ہی نہیں سکتا اور ان میں رب ذوالجلال نے انہیں جو نیکیاں دی ہوئیں ہیں ان کو جو اجر دیا ہوا ہے وہ تو تم کو مل ہی نہیں سکتا پھر وہ تیرا ذخیرہ نیکیوں کا جو مخصوص اعمال پر رب ذوالجلال اپنے انبیاء علیہ السلام کو عطا فرماتا ہے پھر کسی نبی کا کوئی امتی درجے میں اپنے نبی تک کیسے پہنچ سکتا ہے سب نیچے ہیں اس واسطے کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تین دلیلیں ظاہر کر کے فرمایا کہ دور تک کسی کے درجے تک نہیں پہنچتا اللہ نے اتنی بڑی نبوت کو شان عطا فرمائی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اب اس کے ساتھ چوتھی دلیل دوسرے مقام پر ذکر کی فرمایا ہر بندے کا جو عمل ہوتا ہے وہ اس کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے قربان جائیں ایسی مثالیں دیں کہ روح ٹھنڈی اور جگر ٹھنڈا دماغ روشن۔ فرمایا عام لوگ ان کی حیثیت کیا ہے رسول گرامی کا عمل کتنا ہے اور عام لوگوں کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی بادشاہ کی بھینسوں کو کوئی چارہ ڈالتا ہو وہ نوکر جو بھینسوں کو چارہ دیتا ہے بھینسوں کو ٹائم دیتا ہے اپنا زیادہ وقت مصروف رہتا ہے مشقت بھی زیادہ برداشت کرتا ہے سردی میں چارہ کاٹتا ہے اٹھاتا ہے پھر ڈالتا ہے دن رات اس کے جانوروں کی خدمت کرتا ہے دوسری طرف اس حاکم وقت کا ایک وزیر اعظم ہے جو بڑے صاف ستھرے کپڑوں میں اس کے ساتھ بیٹھتا ہے وقت وہ تھوڑا دیتا ہے مگر نام اس کا زیادہ ہوتا ہے وہ تھوڑے وقت میں بیٹھتا ہے حکم اس کا چلتا ہے اس بادشاہ کی سلطنت میں بادشاہ کے نوکر کی کوئی بات نہیں مانی جاتی مگر وزیر اعظم کی ساری باتیں مانی جاتی ہیں اور عزت کی کرسی پر ساتھ بیٹھا ہوتا ہے وہ چند گھنٹے بھی جو بادشاہ کو دے دے اس کا جو درجہ ہے اس کی قدر بادشاہ کے نزدیک زیادہ ہوتی ہے تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے بلا تمثیل جو ہے نبیوں کے سوا کہنے لگے ہم جیسے لوگ ہماری حالت ہے نوکروں جیسی اور رب زد الجلال کے دربار میں بلاشبہ و تشبیہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے نائب اعظم ہیں لہذا وہ چارہ ڈالنے والے چوبیس گھنٹے بھی لگا دیں میرے محبوب علیہ السلام کے چند لمحے ان سارے پر بھاری ہیں۔

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندگی میں جو Merit جو value ہے اس لحاظ سے وہ سارے مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس وضاحت

marfat.com

Marfat.com

کے ساتھ انہوں نے لکھا کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا بڑھنا تو بڑی دور کی بات ہے یہاں ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بندگی کا عالم کیا ہے اتنی کرتے ہیں کہ قدم سوکھ جاتے ہیں بخاری شریف میں قدم پھٹ بھی جاتے ہیں اتنی بندگی حالانکہ وہ تھوڑا ٹائم بھی دیتے تو بھی بڑا تھا مگر تھوڑا وقت انہوں نے دیا ہی نہیں اور رب کی بندگی میں کتنا زیادہ وقت گزارا ہے پھر جب کسی نے کہا محبوب آپ کو رب نے جنت کا Certificate دیے ہی دے دیا ہے تو آپ اتنی بندگی کیوں کرتے ہیں فرمایا: افلا اکون عبدا شکورا" اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں" تو جو آگے ویسے کثرت بھی موجود ہے اس واسطے مجدد صاحب کے انکار نے نبوت کی نگہبانی اور نبوت کے مقام کی حفاظت میں واضح کر دیا ہر لمحہ، ہر لحظہ، ہر جملہ قول تا پ کر شان کے مطابق کہنا چاہیے آپ نے واضح کیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت مقدار کے لحاظ سے بھی مقام جدا رکھتی ہے اور معیار کے لحاظ سے وہ بھی مقام جدا رکھتی ہے اس لحاظ سے فرمانے لگے بخاری شریف کی اس حدیث سے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تھوڑی وضاحت کرنا چاہتا ہوں:

”إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ أَنَا ۖ

یقیناً تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ اللہ کو

جاننے والا میں ہوں

ایک شخص تھوڑے سے علم سے رب کو سجدہ کر رہا ہے اور دوسرا علم دیکھ کر رب کو سجدہ کر رہا

ہے اب فرق کتنا ہوگا ایک بچہ جو ابھی نابالغ سجدہ صحیح کر لیتا ہے رکوع صحیح کر سکتا ہے قراءت کر سکتا ہے کہنے لگے وہ بھی نماز ادا کر رہا ہے اسی (۸۰) سال کا بوڑھا عا جزی سے رب کے دربار میں کھڑا ہے اسے رب کی معرفت حاصل ہو چکی ہے وہ رب کا ولی بن چکا ہے اب بچے کی عبادت اور ہے جو مثال دے کر بات بیان کرنا چاہتا ہوں وہ بچے اور بوڑھے کا تقابل نہیں ہے اس سے آگے کی بات ہے اس بنیاد پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول لکھا:

اے کاش کہ رب ذوالجلال مجھے میرے محبوب (علیہ السلام) کی بھولی ہوئی نماز کا ثواب عطا فرمادے۔

اپنی صحیح نمازوں پر اس بھولی ہوئی نماز کو ترجیح دیتے ہیں۔ عام مزاج آج کے سکولوں کالجوں کے لوگوں کو کیا ہو گیا۔ کہتے ہیں ہم نماز بھول گئے تو کیا ہوا وہ تو نبی بھی بھول گئے تھے پڑھنی دو تھیں اور تیسری کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ بیماری کیوں آئی؟ ہم نے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کو چھوڑ دیا ہے مجدد صاحب کہنے لگے ہمارے بارے میں سہو آئے تو مطلب اور ہوتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سہو کا لفظ آئے تو مطلب اور ہوتا ہے ان کی صحیح نماز کا سہو والی نماز کے مقابلے میں درجہ کتنا اونچا ہوگا کہ جو سہو والی نماز ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو راز دار نبوت اور اس امت کے پہلے نمبر کے انسان ہیں ان کی آخری خواہش یہ ہے کہ رب ذوالجلال مجھے میرے محبوب کی بھول کا مرتبہ عطا فرمادے تو جن کی بھول میں اتنی عظمت ہے بھول کے بغیر کتنی عظمت ہوگی اس واسطے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چیزوں کو واضح کیا کہ نبوت

marfat.com

Marfat.com

کے آداب میں نبوت کے بارے میں بولتے وقت سوچنا چاہیے ہمارا سمجھنا اور ہے ان کا سمجھنا اور ہے فرمایا دیکھو ہم بھولے تو کیوں بھولے اور وہ بھولے تو کیوں بھولے فرمایا ہم بھول جائیں ہم سے مراد ہم جیسے فرمایا ہم بھول جائیں دکان کے حساب میں دوستوں کی بات میں مال کے معاملے میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام مال میں نہیں رب کے جمال میں بھول جاتے ہیں فرمایا ان کی بھول کی عظمت ہے وہ رب کے جمال میں بھولے ہوتے ہیں اس بھول کے اندر بھی انکشاف ہے اس کے اندر بھی جلوہ ہے۔

یہ ہیں وہ افکار جس کو اپنانے کی ضرورت ہے ہمیں آج لوگوں کے ریڈی میڈ افکار کی ضرورت نہیں اس ملک میں عزت نبوت اور ناموس رسالت کا جھنڈا تب ہی بلند کیا جاسکتا ہے جب حضرت مجدد الف ثانی امام احمد رضا قاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہما ایسے عظیم ائمہ کے افکار سامنے رکھیں گے تو پھر ہر طرف ذہنوں میں بھی چراغاں ہوگا اور کائنات میں بھی ہر طرف عزت اور ناموس نبوت ﷺ کے جھنڈے لہراتے نظر آ رہے ہونگے۔

# مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کی روشنی میں



marfat.com

Marfat.com

## مقام صحابہ رضی اللہ عنہم: حضرت محمد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

آپ ﷺ کی صحبت میں گزارے گئے لمحات کو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دنیا و مافیہا سے افضل جانتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

واصحاب کرام بدولت صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات، از اولیاء امت، افضل آمدند کہ بیچ ولی بہ مرتبہ صحابی نرسد، اگر چہ او بیس قرنی باشد

[دفتر سوم، مکتوب ۶۹، ص: ۳۱۵]

”اور اصحاب کرام حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت ہی کی بدولت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں اور کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگر چہ او بیس قرنی ہی کیوں نہ ہوں“۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صحبت کے آثار کا انکار کرنے والے کو جاہل قرار دیا ہے۔ [تائید اہل سنت، ص: ۱۵۷]

صحبت رسول کی اثر پذیری کو تسلیم نہ کرنے کے خطرناک نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ اصحاب کا زمانہ بہترین زمانہ ہے۔ اگر یہ بہترین زمانہ کے لوگ ان خرابیوں میں ملوث ہوں جن میں ملوث ہونے کی توقع عام آدمی سے بھی نہیں کی جاسکتی تو نبی کریم ﷺ کے شرف و بزرگی پر حرف آئے گا۔ آپ لکھتے ہیں: ”وہ جماعت جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں کچھ عرصہ زندگی گزارتی ہے جب وہ بھی ان رذائل (حسد، بغض، کینہ، عداوت) سے نجات حاصل کر لیتی ہے تو پھر وہ جماعت جس نے افضل الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی

صحبت میں اپنی عمر بے کی بھلائیوں اور دنیاوی کامیابیوں کو ہٹا دیا ہے اور ان کو

marfat.com



خرچ کیا ہو۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ان برائیوں سے چھٹکارا نہ پایا ہو پس ان برائیوں کا ان کی شان میں وہم کرنا ہرگز درست نہیں سوائے اس کے کہ حضرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام والحقیۃ کی عظمت و بزرگی ان کی نظر سے ساقط ہو گئی ہو عیاذ ابا اللہ سبحانہ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت، امت کے ولی کی صحبت سے ناقص تر متوہم ہو گئی ہو جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ امت کا کوئی بھی ولی کسی صحابی کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔

[دفتر سوم، مکتوب ۲۴ ص: ۲۰۰ دفتر اول، مکتوب ۱۲۰ ص: ۲۸۸-۲۸۹ بھی ملاحظہ فرمائیں]

صحبت نبوی کی برکت سے صحابہ کے نفوس کا تزکیہ ہو گیا تھا اور ان کا نفس

امارہ پن سے آزاد ہو چکا تھا۔ [دفتر اول، مکتوب ۵۴ ص: ۱۸۴]

صحابہ کرام نے ہی دین کو صحیح اور اصل شکل میں ہم تک پہنچایا۔ اگر ہم اس بات کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں کہ دین اپنی اصل شکل میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کے لیے صرف صحابہ کی عظمت اور ان کی قربانیوں کا انکار کر دینا کافی ہوگا۔ حضرت امام ربانی نے اس اہم نکتہ کی وضاحت ان الفاظ میں کی:-

باید دانست کہ اصحاب کرام، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، مبلغان کتاب و سنت اندو اجماع ہم بہ قرون ایشان منوط بودہ (است) اگر جمیع ایشان یا بعض ایشان مطعون باشند و بہ تضلیل و تفسیق متصف ہوند، اعتماد از کل دین یا بعض دین مرتفع می گردد و فایده بخت خاتم الانبیاء افضل الرسل کم می ماند. علیہ وعلیہم وعلی آلہ الصلوٰۃ

والسلام

Marfat.com

جامع قرآن مجید حضرت عثمان است، بلکہ حضرت صدیق و حضرت فاروق اند۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اگر ایشان مطعون باشند و یا مسلوب العدالت بوند، بر قرآن چه اعتماد ماند و دین به چه چیز برپا بود؟ شناخت این امر را باید دریافت۔

اصحاب پیغمبر ہمہ عدول اند علیہ و علیہم الصلوٰت والتسلیمات۔ و آنچه بہ تبلیغ بہ ما رسیدہ است از کتاب و سنت ہمہ حق و صدق است۔ [دفتر سوم، مکتوب ۲۳، ص: ۳۰۳]

”جاننا چاہیے کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب و سنت کے مبلغ (پہنچانے والے) ہیں اور اجماع بھی انہیں کے زمانے سے وابستہ ہے اگر وہ سب کے سب یا ان میں سے بعض مطعون اور ضلالت و فسق سے متصف ہو جائیں تو پورے دین یا دین کے بعض حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا اور خاتم الانبیاء افضل المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی بعثت کا فائدہ کم رہ جائے گا۔ جامع قرآن حضرت عثمان ہیں، بلکہ حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، اگر وہی مطعون یا مسلوب العدالت ہوں تو پھر قرآن پر کیا اعتماد رہ جائے گا اور دین کس چیز پر قائم رہے گا؟ لہذا اس امر کی برائی اچھی طرح جاننا چاہیے۔ پیغمبر علیہ و علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے اصحاب سب کے سب عدول ہیں۔ اور جو کچھ ان کی تبلیغ کے ذریعے ہم کو کتاب و سنت سے ملا ہے وہ سب حق اور سچ ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر ایک حدیث کی وضاحت کرتے ہیں اس وقت تک  
**marfat.com**  
 قدرے تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھے ہیں:

(اگرچہ) تہتر فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ شریعت کی اتباع کا دعویٰ کرتا ہے  
اور اپنی نجات کا یقین رکھتا ہے (جیسا کہ آیت شریفہ)

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَۙ

(ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے)

ان کے حال کے مطابق ہے، لیکن پیغمبر صادق علیہ من الصلوٰات افضلہا  
ومن التسلیمات اکملہا نے ان متعدد فرقوں میں سے ایک ”تاجیہ“ (نجات پانے  
والے) فرقے کی تمیز کے لیے جو دلیل بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے:

الذین ہم علی ما انا علیہ واصحابی ۲ (فرقہ تاجیہ وہ ہے جو اس  
طریقہ پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں) ”صاحب شریعت علیہ الصلوٰة  
والتحیة کا ذکر (کہ جس طریقے پر میں ہوں) کافی ہونے کے باوجود اس مقام پر صحابہ  
کرام کا ذکر اسی لیے ہو سکتا ہے کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ”جو میرا طریقہ ہے وہی  
میرے اصحاب کا طریقہ ہے“ لہذا نجات کا طریقہ ان حضرات کی اتباع پر موقوف ہے  
جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ ۝

(جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی)

الروم: ۳۰: ۳۲

۱  
۲ سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب: ماجاء فی الخراق هذه الامم رقم

الحدیث: ۲۶۳۰

marfat.com

Marfat.com

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت کے خلاف کرنا سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ جن لوگوں نے حق تعالیٰ و تقدس کی اطاعت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے خلاف تصور کیا ہے حق سبحانہ و تعالیٰ ان کے حال کی اطلاع دیتا ہے اور ان پر کفر کا حکم لگاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۗ

(یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کاراستہ اختیار کر لیں، یہی لوگ درحقیقت کافر ہیں)

پس مذکورہ بالا صورت سے واضح ہو گیا کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کے طریقے کی پیروی کے بغیر آنسور و عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کا دعویٰ باطل اور جھوٹ ہے۔ بلکہ حقیقت میں وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے بجائے عین نافرمانی ہے پس (صحابہ کرام سے) اس مخالفت کے طریقے میں نجات کی کیا گنجائش ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد

وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ أَلَّا إِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُونَ!

(اور یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ کسی اچھی حالت (حقیقت) پر ہیں،

خبردار ہو جائیے بیشک یہی لوگ جھوٹے ہیں) ان کے حال کے مطابق ہے

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ وہ فرقہ جس نے آنسور علیہ وعلیہم الصلوٰت

والتسلیمات کے اصحاب کرام کی متابعت کو لازمی طور پر اختیار کیا ہے اہل سنت و

جماعت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے۔ پس یہی لوگ فرقہ ناجیہ ہیں۔

اور اصحاب کرامؓ کے حق میں طعن کرنا فی الحقیقت پیغمبر خدا ﷺ کے حق

میں طعن کرنا ہے:

ما امن برسول الله من لم يوقر اصحابه

جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی عزت و تعظیم نہیں کی وہ رسول اللہ ﷺ

پر بھی ایمان نہیں لایا۔

اس لیے کہ ان حضرات کے ساتھ خیانت کرنا ان کے صاحب (پیغمبر علیہ

الصلوٰة والسلام) کے ساتھ خیانت کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو اس برے اعتقاد سے

بچائے جو شرعی احکام قرآن و حدیث کے واسطے سے ہم تک پہنچے ہیں وہ سب انہی

(صحابہ کرامؓ) کی نقل و روایت کے وسیلے سے ہیں، جب وہ اصحاب کرام مطعون ہوں

گے تو ان سے منقول روایتیں بھی مطعون ہوں گی۔ اور یہ نقل روایات ایسی نہیں کہ بعض

کے سوا بعض کے ساتھ مخصوص ہوں بلکہ تمام صحابہ کرام صدق و عدالت (تقویٰ) اور

(احکام شریعت کی) تبلیغ میں برابر ہیں پس ان میں سے کسی ایک (صحابی) کو بھی

marfat.com

المجلد ۵۸، ۱۸۰

Marfat.com

طعن و تشنیع کرنے سے دین میں طعن کرنا لازم آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔  
 اگر طعن کرنے والے یہ کہیں کہ ہم بھی اصحاب کرامؓ کی متابعت کرتے ہیں  
 (لیکن) یہ ضروری نہیں کہ ہم سب اصحاب کی متابعت کریں، بلکہ ان کے اجتہادوں  
 کے متضاد اور ان کے مذہبوں کے مختلف ہونے کے باعث ان سب کی متابعت ممکن  
 بھی نہیں ہے۔

تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ بعض اصحاب کی متابعت اس وقت  
 فائدہ مند ہو سکتی ہے جبکہ بعض دوسرے اصحاب کا انکار اس کے ساتھ شامل نہ ہو ورنہ  
 بعض اصحاب کا انکار کرنے کی صورت میں بعض دوسرے اصحاب کی متابعت ثابت  
 نہیں ہوتی، کیونکہ مثلاً حضرت امیر (علی بن ابی طالب) نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم اجمعین کی عزت و تکریم کی ہے اور ان کے مقتدا ہونے کی شان کو جانتے  
 ہوئے ان سے بیعت کی ہے، پس خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا انکار کرنے  
 کے باوجود حضرت امیر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی متابعت کا دعویٰ کرنا محض افتراء  
 و بہتان ہے بلکہ وہ (خلفائے ثلاثہ کا) انکار درحقیقت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کا انکار ہے اور ان کے اقوال و افعال کا صریح رد ہے۔“

[دفتر اول، مکتوب ۸۰، ص ۲۳۰-۲۳۲]

اس اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیروی صحابہ کے  
 طریقے کو اپنائے بغیر ممکن نہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ صحابہ کے اقوال میں تو  
 اختلاف پایا جاتا ہے تو پھر ان کی پیروی کیوں کر ممکن ہے؟ اس سوال کا آپ ﷺ  
 نے جو جواب دیا وہ صحابہ کے عقائد سے متعلق ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

متابعت جميع اصحاب در اصول دين لازم است و هرگز در  
اصول، اختلافی ندارند اگر اختلاف است، در فروع است و  
شخصی کہ طاعن بعض است، از متابعت جميع محروم است،  
هر چند کلمه ایشان متفق است، اما شومی انکار اکابر دين،  
در اختلاف می اندازد و از اتفاق می برارد، بلکه انکار قائل به انکار  
منقول اومی رساند.

و ايضا مبلغان شريعت، جميع اصحاب اند كما مر لان  
الصحابه كلهم عدول از هر یکی چیزی از شريعت به ما رسیده است  
و همچنین قرآن را از هر واحد آية فما فوقها گرفته، جمع ساخته اند.  
پس انکار از بعض، انکار است از مبلغ او پس اتیان جميع شريعت  
در ماده منکر متحقق نگشت فكيف النجات والفلاح.

[دفتر اول، مکتوب ۸۰، ص: ۲۳۳-۲۳۴]

اصول دين میں تمام اصحاب کرام کی متابعت لازم ہے اور صحابہ اصول کے  
اندر آپس میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں رکھتے تھے اگر کچھ اختلاف ہے بھی تو صرف  
فروع میں ہے۔ جو شخص ان میں سے بعض کو طعن کرتا ہے تو سب کی متابعت سے محروم  
ہے ہر چند اصحاب کا کلمہ متفق ہے لیکن بزرگان دين کے انکار کی بدبختی (دوسرے  
لوگوں کو) اختلاف میں ڈال دیتی ہے اور متفق ہونے سے خارج کر دیتی ہے بلکہ قائل  
کا انکار اس کلام کے انکار تک پہنچاتا ہے اور شریعت کے کچھ جانے والے سب کے

marfat.com

سب اصحاب کرام ہیں لان الصحابة كلهم عدول ( کیونکہ تمام صحابہ عادل ہیں ) ہر ایک صحابی سے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک پہنچی ہے اور اسی طرح قرآن کریم کو بھی ہر ایک صحابی سے ایک آیت یا زیادہ آیتیں لے کر جمع کیا گیا ہے۔ لہذا کسی صحابی کا انکار کرنا اس کی تبلیغ کا انکار کرنا ہے پس جب اس منکر کے حق میں پوری شریعت کا بجالانا ناممکن ہوا تو اس کی نجات اور کامیابی کس طرح ہو سکتی ہے۔

اصحاب رسول کے مقام و مرتبہ اور خدمات دیدیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

وهمان زبير رضى الله عنه كه منبر صادق عليه وعلى اله  
الصلوة والسلام قاتل اورا وعيدبه دوزخ فرموده قال عليه وعلى اله  
الصلوة والسلام قاتل زبير في النار طاعن ولا عن زبير رضى الله عنه  
از قاتل او هيچ كمي ندارد فالحنذر الحذر ثم الحذر الحذر ثم الحذر  
الحنذر عن طعن اكابر الدين و ذم كبراء الاسلام الذين بذلوا جهدهم  
في اعلاء كلمة الاسلام ونصرة سيد الانام وانفقوا اموالهم لتأييد  
الدين بالليل والنهار وفي السر والجهاد وتركوا لحب الرسول  
عشائرهم وقبائلهم واولادهم وازواجهم واطنانهم ومساكنهم  
وعيونهم وزروعهم واشجارهم وانهارهم واثروا نفس الرسول عليه  
وعليهم الصلوة والسلام على انفسهم واختاروا محبته على محبتهم

ومحبة ام المؤمنين وذرياتهم وهم الذين نالوا شرف الصلوة والسلام  
صحبته بركات الجوهرة وشاهدوا الوحي وشركوا بحضور الملك والارواح



الخوارق والمعجزات حتى صار غيهم شهادة وعلمهم عينا وأعطوا  
من اليقين ما لا يعطى لاحد من بعلمهم حتى لا يبلغ انفاق غيرهم مثل  
احد ذهاب مبلغ انفاق مد شعيرهم ولا نصيفه وهم الذين اتى الله تعالى  
عليهم في القران المجيد ورضى عنهم وهم رضوا عنه ذلك مثلهم  
في التوراة ومثلهم في الانجيل كنزوع اخرج شطاه فازره فاستغلظ  
فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار

سمى الله تعالى غانظهم كفارا فليحذر عن غيظهم كما يحذر

عن الكفر والله سبحانه الموفق. [دفتردوم، مکتوب: ۳۶، ص: ۸۰]

اور یہ وہی زبیرؓ ہیں جن کے قاتل کے لیے مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ

والسلام نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے اور فرمایا:

قاتل زبیر فی النار ازبیر کا قاتل دوزخ میں ہے۔

حضرت زبیرؓ پر لعن طعن کرنے والے ان کے قاتل سے کم نہیں ہیں۔

پس اکابر دین اور بزرگواران اسلام پر طعن و مذمت کرنے سے بہت ڈرو

بہت ڈرو، پھر بہت ڈرو بہت ڈرو۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جنہوں نے کلمہ اسلام بلند

کرنے کی خاطر اور حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد میں سر توڑ کوششیں

کی ہیں اور رات دن خفیہ و علانیہ دین کی تائید کے لیے اپنے اموال خرچ کئے ہیں

اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنے خویش و اقارب، مال و اولاد، ازواج، گھریلو

متدرک حاکم جلد ۳ ص: ۳۷۷ بران القاتل میں ہے: بشر قاتل ابن صفیہ فی

الذکر کتاب المناقب للشيخ الامام احمد بن حنبل ج ۲ ص: ۹۲

وطن، کھیتی باڑی، باغ و درخت، کنوؤں اور نہروں سب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ علیہ  
 وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو اپنی ذات پر ترجیح دی، اور اپنے اموال و اولاد کے  
 مقابلے میں آپ کی محبت کو اختیار کیا، یہ وہ لوگ ہیں جن کو آپ کی صحبت کا شرف  
 حاصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں برکات نبوت سے مالا مال ہوئے، وحی کا  
 مشاہدہ نصیب ہوا، ملائکہ کے حضور سے بھی مشرف ہوئے اور خوارق معجزات کو اپنی  
 آنکھوں سے دیکھا، حتیٰ کہ ان کا غیب شہادت اور ان کا علم عین ہو گیا اور ان کو یقین  
 کی وہ دولت نصیب ہوئی جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی، حتیٰ کہ دوسروں کا احد  
 پہاڑ جتنا سونا خیرات کرنے کا ثواب ان (صحابہ) کے ایک یا آدھا جو خرچ کرنے  
 کے برابر نہیں ہو سکتا یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان الفاظ  
 کیساتھ تعریف کرتا ہے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

(اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے)

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ  
 فَطَنَهُ فَازْرَعَهُ فَاَتَّخَفَتْ فَاَمْسَوٰى عَلٰى سَوْقِهِ يُعْجِبُ الزَّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهٖمُ  
 الْكٰفِرِيْنَ

(ان کے یہ اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں ان کی یہی مثال ہے  
 یعنی وہ ایک کھیتی کے مانند ہیں کہ اس نے اپنی کوئیل نکالی پھر اس کی شاخیں مضبوط

ہوئیں پھر اپنے تنوں پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ کفار غیظ و غضب میں آئیں۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان (صحابہ) پر غصہ اور غضب کرنے والوں کو کفار فرمایا ہے۔ لہذا جس طرح مومن کفر سے ڈرتے ہیں اسی طرح ان (صحابہ) پر غیظ و غضب کرنے سے بھی ڈرنا چاہئے۔

صحابہ اور عام لوگوں کے ایمان میں فرق کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کے ایمان کو شہودی کہا ہے، پھر عامۃ الناس کے ایمان کو سماعی کہنا چاہیے آپ لکھتے ہیں:

لا تعدل بالصحة شيئا كائنا ما كان الاتري ان اصحاب  
رسول الله صلى الله تعالى عليه و عليهم وسلم وبارك فضلوا  
بالصحة على من عداهم سوى الانبياء عليهم السلام وان كان و يسا  
قرنيا او عمرا مروانيا مع بلوغهما نهاية الدرجات و وصولهما غاية  
الكمالات سوى الصحة فلا جرم صار خطاء معاوية خيرا من  
صوابهما بركة الصحة وسهو عمرو بن العاص افضل من صحوهما  
لما ان ايمان هولاء الكبراء صار بالصحة شهوديا برؤية الرسول  
و حضور الملك و شهود الوحي و معاينة المعجزات و ما اتفق لمن  
عداهم هذه الكمالات التي هي اصول سائر الكمالات كلها ولو علم  
ويس فضيلة الصحة بهذه الخاصية لم يمنعه مانع من الصحة و ما اثر

بما من الانبياء على هذه الفضيلة التي هي اصول سائر الكمالات كلها ولو علم

marfat.com

واللہ ذوالفضل العظیم). (دفتر اول، مکتوب ۱۲۰، ص ۲۸۸-۲۸۹)

صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام غیر صحابہ پر فضیلت حاصل ہے خواہ اولیس قرنی ہوں یا عمر مروانی (یعنی عمر بن عبدالعزیز) ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ یہ دونوں حضرات حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے سوا تمام درجات کی نہایت اور تمام کمالات کی غایت تک پہنچے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی کی برکت کی وجہ سے ان دونوں کے صواب سے بہتر اور حضرت عمرو بن العاص کا سہواں دونوں کے صواب سے افضل ہے کیونکہ ان بزرگوں کا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف زیارت، فرشتہ کی حاضری اور وحی کے مشاہدہ کرنے اور معجزات کے دیکھنے کی وجہ سے شہودی ہو چکا تھا اور ان (صحابہ) کے سوا کسی اور کو اس قسم کے کمالات جو تمام کمالات کے اصول ہیں نصیب نہیں ہوئے اور اگر حضرت اولیس قرنی کو معلوم ہوتا کہ صحبت کی فضیلت میں یہ خاصیت ہے تو ان کو صحبت سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی اور وہ اس فضیلت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے۔ واللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر:

آپ ﷺ کے زمانہ میں کشمیر کے ایک خطیب نے عید الاضحیٰ کے خطبہ میں

خلفائے راشدین کا ذکر نہ کیا۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو خطیب سرکشی سے پیش

marfat.com

Marfat.com

آیا اور کہا کہ خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر ضروری نہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے قصبہ سامانہ کے سادات عظام، قاضی صاحبان، اور دیگر باشندگان کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس میں اس مسئلہ کی فقہی اور اعتقادی حیثیت کو واضح فرمایا کہ یہ درست کہ ان بزرگوں کا ذکر خطبہ کی شرائط سے نہیں ہے۔ لیکن اہل سنت کے شعائر میں ضرور ہے۔

ذکر خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ از شرائط خطبہ نیست ولیکن از شعائر اہل سنت است۔ (دفتر دوم، مکتوب ۱۵ ص ۶۳)

اس اقتباس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ کو کس عمیق نظری سے دیکھ رہے تھے آپ نے اس ایک جملہ میں مسئلہ کی فقہی اور اعتقادی دونوں جہتوں کو واضح کر دیا۔ اس مکتوب کے اسلوب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عوام اہل سنت اور اکابرین اہل سنت کو اس اصولی مسئلہ پرستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ دین میں رخنہ پیدا کرنے والی چیز ہے۔ اسی مکتوب کے اخیر میں آپ نے قصبہ سامانہ کی اس خبر کو سن کر جو کیفیت پیدا ہوئی اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

چوں استماع این خبر وحشت انگیز در شورش آورد و رگ فاروقیم را حرکت داد

[ایضاً ص: ۵۱]

جب یہ وحشت ناک خبر سننے میں آئی اور میری رگ فاروقی پھڑک اٹھی۔

صحابہ کی افضلیت:

ہم نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے

marfat.com

Marfat.com

راشدین کو افضل ترین قرار دیا ہے۔ اور ان بزرگ ترین اصحاب میں افضلیت کی ترتیب خلافت راشدہ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ تفتازانی کے بقول: الافضلیۃ عندنا بترتیب الخلفاء۔ اسی طرح شرح المواقف میں اہل سنت کا نقطہ نظر اس طرح بیان کیا گیا ہے:

فی افضل الناس بعد رسول الله هو عندنا واكثر قدماء المعترلة ابو بكر رضی اللہ عنہ۔ ۲

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے اہلسنت کے اس موقف کی تفصیل و تشریح بیان کی، اور یہ اظہار اس وقت کے بعض حالات کے پیش نظر انتہائی ضروری تھا۔ آپ کی تحریرات کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں

”و ترتیب افضلیت در میان خلفاء راشدین بہ ترتیب خلافت است“ [دفتر اول مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۲]

نیز آپ نے لکھا کہ شیخین کی افضلیت اجماع سے ثابت ہے اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”و همچنین افضلیت شیخین علیہم الرضوان بہ اجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است، چنانچہ نقل کردہ اند آں را اکابر ائمہ کہ کمی از ایشان امام

۱. سعد الدین تفتازانی، سعود بن عمر، شرح المقاصد، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۲۲ھ/۲۰۰۱ء جلد ۴، ص: ۵۱۸، نیز الفقه الاکبر ص: ۹۸

۲. الاحبی، عضد الدین عبدالرحمن، شرح المواقف، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء جلد ۱، ص: ۳۹۷، الفقه الاکبر ص: ۹۸

شافعی است“ (دفتر دوم، مکتوب ۹۹، ص: ۳۱۵)

قال الشيخ الامام ابو الحسن الاشعري: ان تفضيل ابى بكر ثم عمر على بقية الامة قطعى قال الذهبي وقد تواتر عن على رضى الله تعالى عنه فى خلافته وكرسى مملكته و بين الحجم الغفير من شيعة ان ابابكر و عمر رضى الله تعالى عنهما افضل الامة ثم قال و رواه عن على رضى الله تعالى عنه نيف وثمانون نفسا و علمتهم جماعة ثم قال فقبح الله الرافضة ما جهلهم.

وروى البخارى الذى كتابه اصح الكتب بعد كتاب الله تعالى عنه انه قال خير الناس بعد النبى عليه وعلى اله الصلوة والسلام بوبكر ثم عمر ثم رجل اخر. فقال ابنه محمد بن الحنفية ثم انت فقال انما انا رجل من المسلمين. و امثال ذلك عنه و عن غيره من كبار الصحابة و التابعين كثيرة شهيرة لا ينكرها الا جاهل او اند. [دفتر دوم، مکتوب ۱۵، ص: ۵۰]

حضرات شیخین کی افضلیت اجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہو چکی ہے یہ اس اجماع کو ائمہ کرام کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جس میں ایک امام شافعی - شیخ ابوالحسن اشعری نے فرمایا: حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر کی افضلیت باقی تمام صحابہ پر قطعی اور یقینی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی امت کے زمانے میں اپنے دار الخلافت میں اپنے حامیوں کے ایک جم غفیر کے

درمیان اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تمام امت سے افضل ہیں۔ اس کو ۸۰ سے زائد راویوں نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری نے اپنی کتاب میں جو کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے، روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نبی ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سے بہتر ابو بکر ہیں پھر عمر پھر ایک اور شخص، تو ان کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ نے عرض کیا: پھر آپ! تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں تو بس مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ حضرت علی اور آپ کے علاوہ دوسرے اکابر صحابہ اور تابعین سے اس قسم کی بہت اور مشہور روایتیں موجود ہیں جن سے سوائے جاہل یا متعصب کے انکار نہیں کر سکتا۔

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں: امام ذہبی وغیرہ نے حضرت علی سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ لوگ مجھے ان دونوں (شیخین) پر فضیلت دیتے ہیں لہذا جو بھی مجھ کو ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے اور اس کے لیے وہ سزا ہے جو ایک مفتری کی ہوتی ہے۔ اور دارقطنی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں جس کو پاؤں گا کہ وہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر پر مجھ کو فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے ایک مفتری کو لگنے چاہئیں۔ اس قسم کی اور بہت سی روایات خود حضرت علی سے اور آپ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے اس کثرت اور تواتر سے آئی ہیں جس میں کسی کو انکار کی مجال نہیں حتیٰ کہ عبدالرزاق کا کہنا ہے:

أفضل الشيخين بتفضيل عليّ ايّهما علي نفسه والالما

فصلتہما کفی بی وزرا ان احبہ ثم اختلفہ۔

marfat.com

Marfat.com



میں شیخین کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی نے اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے ورنہ میں ان (شیخین) کو کبھی فضیلت نہ دیتا۔ میرے نزدیک یہ گناہ ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کروں اور پھر ان کے فرمان کی مخالفت کروں۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۳]

آپ ﷺ اہل سنت کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ماننا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ جو اس اجتماع کے خلاف خیال کرے وہ احمق ہے۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۰۲، ص: ۳۹۲]

اجلی باشد کہ تو ہم خرق این اجتماع نماید

حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں: حضرات ختمین از اکابر صحابہ اند و از اقارب آل سرور علیہ و علیہم الصلوٰت و التسلیمات۔ پس یہ محبت و مودت احمق باشند (دفتر دوم، مکتوب ۱۵، ص: ۵۰) اور حضرات ختمین اکابر صحابہ سے ہیں اور آل سرور علیہ و علیہم الصلوٰت و التسلیمات کے اہل قرابت میں سے ہیں اس لیے ان کے ساتھ محبت و مودت رکھنا اور زیادہ ضروری ہے۔

دفتر اول کے ایک مکتوب میں حضرات ختمین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”سوا کثر علمائے اہل سنت اس مسلک پر ہیں کہ شیخین کے بعد حضرت عثمانؓ

افضل ہیں پھر ان کے بعد حضرت علیؓ۔ اور ائمہ اربعہ مجتہدین کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور

بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کی افضلیت کے بارے میں امام مالکؒ سے جو توقف

نقل کیا ہے، اس کے متعلق قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے کہ امام مالکؒ نے اس توقف

حضرت عثمانؓ کی افضلیت کی طرف رجوع فرمایا ہے۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی اس صلیح ہے۔ اور اسی طرح وہ توقف جو بعض نے امام اعظم رحمہ اللہ کی اس عبارت سے سمجھا ہے کہ

من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومجبة الخسين .

(اہل سنت والجماعت کی علامت میں سے یہ بھی ہے کہ شیخین کو فضیلت دی

جائے اور (دونوں اماموں) حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ سے محبت کی جائے۔)

اس فقیر کے نزدیک اس عبارت کے اختیار کرنے میں ایک دوسرا گل ہے کہ

حضرات مہتممین کی خلافت کے زمانے میں بہت زیادہ فتنے و فساد پیدا ہو گئے تھے جس

کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بہت کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لیے امام (ابوحنیفہؒ)

نے اس بات کو مد نظر رکھ کر ان کے حق میں محبت کا لفظ اختیار کیا ہے اور ان کی دوستی کو

علامات اہل سنت سے قرار دیا ہے، بغیر اس امر کے کہ کسی قسم کا توقف ملحوظ ہو، اور کیسے

توقف ہو سکتا ہے کیونکہ حنفیوں کی کتابیں ایسے مضامین سے بھری پڑی ہیں کہ ان

(خلفائے راشدین) کی فضیلت ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔

مختصر یہ کہ شیخین کی افضلیت یہی ہے اور حضرت عثمانؓ کی افضلیت ان سے

کم درج کی ہے۔ لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ حضرت عثمانؓ کی افضلیت کے منکر

کو بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کے لیے بھی ہم کفر کا حکم نہ لگائیں البتہ ان کو بدعتی و

گمراہ جانیں، کیونکہ ان کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اس اجماع کے قطعی ہونے

میں بہت قبل و قال ہے، اس کا منکر بد نصیب بزید کا ساتھی ہے، اسی احتیاط کی بنا پر اس

(یزید) کے لعن و طعن کرنے میں توقف کیا ہے۔ اور وہ ایذا جو حضرت پیغمبر علیہ وسلم  
الصلوات والتسلیمات کو خلفائے راشدین کی ایذا رسانی کی جہت سے پہنچی ہے وہ ایسی  
ہی ہے جیسی کہ حضرات امامین (حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ) کی ایذا رسانی کی جہت  
سے پہنچی۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۳-۵۸۴]

سعد الدین تفتازانی کی ایک عبارت کی توجیہ کرتے ہوئے آپ نے  
افضلیت اور فضیلت کی ان الفاظ میں وضاحت کی:

و آنچه (مولانا سعد الدین) در شرح (عقاید النسفی) در این

افضلیت انصاف دانسته است۔

از انصاف دور است و تردیدی کہ نموده است بی ما حاصل  
است۔ چہ مقرر علماست کہ افضلیت بہ اعتبار کثرت ثواب نزد  
خدای۔ جل و علا۔ اینجا مراد است، نہ افضلیتی کہ بہ معنی کثرت  
ظہور فضایل و مناقب بود، کہ نزد عقلا اعتبار دارد، زیرا کہ سلف از  
صحابہ و تابعین ان قدر فضایل و مناقب کہ از (حضرت امیر) نقل  
کرده اند، از ہیچ صحابی منقول نشده است حتی قال الامام  
احمد ما جاء لاحد من الصحابة من الفضائل ما جاء لعلی مع ذلک۔  
ہم ایشان حکم کرده اند بہ افضلیت خلفاء ثلاثہ۔ پس معلوم شد کہ  
وجه افضلیت دیگر است، وراء این فضائل و مناقب۔ و اطلاع بر آن

اس نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے دیکھیے تفتازانی، سعد الدین شرح العقائد  
الصفیہ، کتابہ رحلیہ لاہور، ص: ۱۰۸

marfat.com

Marfat.com

الفضلیت مشاہدان دولت وحی رامیسر است کہ بہ صریح یا بہ قراین معلوم نمودہ باشند و ان صحابہ پیغمبر ند علیہ و علیہم الصلوٰات والتسلیمات.

پس آنچه شارح (عقائد نسفی) گفتہ است کہ اگر مراد از الفضلیت کثرت ثواب است، پس توقف راجہت است، ساقط است، زیرا کہ توقف را وقتی گنجایش باشد کہ آن الفضلیت را از قبل صاحب شریعت صریحاً او دلالتاً معلوم نہ کردہ باشند و چون معلوم کردہ باشند، چرا توقف نمایند و اگر معلوم نہ کردہ باشند، چرا حکم بہ الفضلیت کنند و آنکہ ہمہ را برابر داند و فضل یکی بر دیگری فضولی انگارد، بوالفضول است. عجب بوالفضولی کہ اجماع اہل حق و الفضولی داند، مگر لفظ فضل او را بہ این فضولی بردہ است

[دفتر اول، مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۵]

اور جو کچھ مولانا سعد الدین نے شرح عقائد نسفی میں اس فضیلت کے بارے میں انصاف سمجھا ہے وہ انصاف سے دور ہے اور جو تردید انہوں نے کی ہے وہ سراسر لا حاصل ہے، کیونکہ علماء کے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ اس جگہ فضیلت سے وہ مراد ہے جو خدائے جل و علا کے نزدیک کثرت ثواب کے اعتبار سے ہے، نہ کہ وہ فضیلت جو فضائل و مناقب بکثرت ظاہر ہونے کے اعتبار سے ہو کیونکہ ایسی فضیلت عقلمندوں کے نزدیک اعتبار کے لائق ہے۔ اور صلح صحابہ و تابعین نے جس قدر

فضائل و مناقب سے امیر کے تقاریر میں، وہ کسی بحالی انیس سے منقول نہیں ہوتی

کہ امام احمدؒ نے فرمایا ”جو فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آئے ہیں وہ کسی اور صحابی کی نسبت نہیں آئے۔“ اس کے باوجود وہ تینوں خلفاء کی افضلیت کا حکم لگاتے ہیں پس معلوم ہوا کہ افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے علاوہ کچھ اور ہے، اور اس افضلیت کی اطلاع ”دولت وحی“ کے مشاہدہ کرنے والوں کو میسر ہے جنہوں نے صریح طور پر یا قرآن سے معلوم کیا ہے اور وہ پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والسلام کے صحابہ ہیں لہذا جو کچھ کہ شارح عقائد نسفی نے بیان کیا ہے کہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے تو توقف کی گنجائش ہے، ساقط ہے کیونکہ توقف کے لیے اس وقت گنجائش ہوتی ہے جبکہ اس افضلیت کو صراحہ یا دلالت صاحب شریعت سے معلوم نہ کر لیا ہو۔ اور جب معلوم کر لیا ہے تو پھر توقف کیسا؟ اور اگر معلوم نہیں کیا تو افضلیت کا حکم کیوں کریں اور جو شخص سب کو برابر سمجھتا ہے اور ایک دوسرے پر افضلیت دینا بیکار سمجھتا ہے وہ فضول اور لا حاصل ہے۔ وہ عجیب الحق ہے جو اہل حق کے اجماع کو فضول و بیکار سمجھتا ہے۔ شاید فضل کا لفظ اس کو فضولی کی طرف لے گیا ہے۔

اسی حوالے سے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے

اسے شطحیات صوفیہ قرار دیا:

وآنچه صاحب (فوحات مکیہ) گفته است کہ سبب ترتیب

خلافتہم مدۃ اعمارہم دلالت بر مساوات در فضلیت ندارد وچہ امر

خلافت دیگر است و مبحث افضلیت دیگر و لو سلم، این و امثال این از

شطحیات است کہ شایان تمسک نیست۔ پس متابعت نکند ان را مگر

www.marfat.com

اور جو کچھ صاحب فتوحات لکھے کہتے ہیں کہ ان کی خلافت کی ترتیب کا سبب ان کی عمروں کی مدتوں سے ہے۔ یہ بات ان کی فضیلت میں مساوات پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ خلافت کا معاملہ اور ہے اور افضلیت کی بحث دوسری ہے اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں ان (شیخ اکبر) کی شطیحات سے ہیں۔ جو تمسک کے لائق نہیں ہیں، ان کے اکثر کشفیہ معارف جو اہل سنت کے علوم سے جدا واقع ہوئے ہیں وہ صواب سے دور ہیں، لہذا ایسی باتوں کی متابعت وہی شخص کرے گا جس کا دل بیمار ہو یا وہ مقلد محض ہو۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقام و مرتبہ اور افضلیت خلفائے اربعہ کے حوالہ سے اہلسنت کی فکر کے ترجمان تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں اہلسنت کا موقف کی توضیح و تشریح آپ نے قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال سے کی بعض ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات کے حل بھی آپ نے تحریر فرمائے۔

marfat.com

Marfat.com

سماجی فلاح و بہبود  
(حضرت مجدد <sup>علیہ السلام</sup> کے افکار کی روشنی میں)



marfat.com

Marfat.com

ساجی فلاح و بہبود: حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۱۔ اسلام میں رفاہ عامہ کی اہمیت

اسلام محض ایک اخلاقی ضابطہ اور چند اصولوں کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس کا عمرانی نظریہ اس قدر وسیع، اس کے اصول اس قدر جامع، عام فہم اور ہمہ گیر ہیں کہ ان کا اطلاق ہر موقع و محل پر کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی معاشرہ کے صحت مندانہ قیام کے لئے اسلام نے حریت، مساوات، نفع رسانی اور رواداری کے اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ چونکہ افراد کے مابین تعاون، ہمدردی اور باہمی محبت و خیر خواہی کا جذبہ معاشرہ میں سیاسی استحکام، معاشرتی امن و سکون اور معاشی ترقی کے لئے از حد ضروری ہوتا ہے۔ لہذا اسلام نے باہمی ہمدردی و تعاون اور خیر خواہی کو اعلیٰ انسانی اوصاف کا حصہ بنا دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ • وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ﴾ ۱

”نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو

اور گناہ و سرکشی میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو۔“

المآخذ: 2  
marfat.com

Marfat.com



اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حسین امتزاج ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں سے اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید نے ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت کی وعید سنائی ہے جو نماز کو رکوع و سجدہ تک محدود رکھتے ہیں اور انسانیت کو دکھوں سے نجات نہیں دلاتے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَوْلِيلٌ لِّلْمُضِلِّينَ • الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ

سَاهُونَ • الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ • وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾

”ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں

اور جو ریاکاری کرتے ہیں اور اشیاء ضرورت کو روکتے ہیں“۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 177، اسلامی عقائد، عبادات، معاشرتی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کا عالمگیر چارٹر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ

الْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى

حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ

## وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ۔

”نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کی طرف اپنا منہ کر لو بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائیں، اور اس کی محبت پر اپنا مال عزیزوں، قییموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں اور گردنیں چھڑانے پر خرچ کریں“

انسانی فلاح و بہبود کے اس چارٹر کے مطابق اصلی نیکی اور بھلائی یہ ہے کہ انسان ایمانیات کے نتیجے میں اپنے مال و دولت کے ساتھ محبت اور رغبت کے باوجود اسے معاشرتی بہبود اور رفاه کی کاموں پر خرچ کرے۔ اسلام کے معاشرتی بہبود و رفاه عامہ کے نظام اور اسلام کی روحانی اور اخلاقی اقدار میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کی یہ اقدار انسان کو ایثار، قربانی اور بے لوث خدمت خلق پر آمادہ کرتی ہیں۔ نتیجتاً وہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر روحانی خوشی محسوس کرتا ہے۔

اسلام آخری اور مکمل دین ہے۔ اس لئے اس نے ہر قسم کے انسانوں کی فطرت کے مطابق ہدایات دی ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے لئے روحانی اور اخلاقی اقدار کے ساتھ ساتھ قانونی اور انتظامی ضابطوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر اسلام میں اخلاقی و قانونی ضابطوں کے درمیان حسین امتزاج پیدا کیا گیا ہے۔ معاشرتی فلاح و بہبود کے بنیادی اصول سورہ بقرہ کی آیت نمبر 177 میں

البقرہ: ۱۷۷

marfat.com

Marfat.com

بیان ہوئے ہیں۔ انہی اصولوں کو عہد رسالت ﷺ کے آخر میں قانونی حیثیت دے کر حکومت اسلامیہ کی باضابطہ حکمت عملی قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمَلِينَ  
عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَفِي  
سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾

”صدقات (زکوٰۃ) تو فقراء، مساکین، کارکنانِ صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیفِ قلب منظور ہو، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے (قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد میں (یہ مال خرچ کرنا چاہیے)۔“

اس آیت میں ہر قسم کے بے کس، مجبور محتاج، غریب اور بے سہارا لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں وہ اپنی جامعیت اور استیعاب میں تاریخی عوامل کے تحت ہر زمانے میں رونما ہونے والے فقر و احتیاج اور بے کس و بیچارگی پر حاوی ہیں۔ ان میں وہ لوگ شامل ہیں جو حاجت مند ہوں، جو معاشی و اقتصادی طور پر بالکل تباہ حال ہوں، جو غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہوں اور جو تعلیم و علاج سے محروم ہوں۔ وہ لوگ جو اپنے ضروری سفر پر قادر نہ ہوں یا دورانِ سفر اس قابل نہ رہے ہوں، ان سب کے لئے رفاہ عامہ کے نقطہ نظر سے اسلام نے مستقل نظام کو وضع کر

دیا ہے۔

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی اور سماجی فلاح و بہبود:

ارشاد نبوی ﷺ "الدين النصيحة" کی روشنی میں خیر خواہی دین کی روح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اکثر دعاؤں میں اہل ایمان کو صیغہ جمع استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے تاکہ جو بہتری اور خیر وہ اپنے لئے اپنے رب سے طلب کریں اس میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی شریک کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لا يؤمن احدكم حتى يحب لا خيه ما يحب

لنفسه"

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے

لئے وہ چھ نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔"

اسی طرح انسانی تعلقات میں باہمی خیر خواہی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے سرکار

دو عالم ﷺ نے معاشرت کا یہ ذریعہ اصول عطا فرمایا کہ:

"خير الناس من ينفع الناس"

"بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے"

۱۔ بخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام الفضل رقم حدیث: 12

۲۔ مشکوٰۃ، کتاب الاداب و کنز العمال فی بیان الافعال والافعال 128/16

معلوم ہوا کہ انسانی ترقی و کمال کی معراج یہ ہے کہ اس کا وجود معاشرے کے دوسرے افراد کے لئے منفعت بخش اور فیض رساں بن جائے۔ اس کی ذات سے خیر و خوبی کے سوتے پھوٹتے ہوں۔ اس کا علم جہالت کی تاریکیوں میں نور بکھیرتا ہو۔ اس کے جسمانی قوی ہر وقت کمزور اور بے سہارا لوگوں کی امداد و اعانت پر صرف ہو رہے ہوں۔ اس کی ذہنی صلاحیتوں سے معاشرتی فوز و فلاح کے نت نئے منصوبے جنم لیتے ہوں اور اس کی آنکھیں جذبہ خدمت سے سرشار ہوں اور معذور و مجبور انسانوں کی راہ تک رہی ہوں۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من احسن الى

عياله“ ۱

”مخلوق خدا کا کنبہ ہے، پس بہترین شخص وہ ہے کہ وہ جو خدا کے کنبے

کے ساتھ احسان کرے“

صوفیائے کرام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے انہی تعلیمات پر خود بھی عمل کیا

اور اسی کی دوسروں کو تعلیم دی۔ بنی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

”الساعي على الارملة والمنكين كالقائم لا يفتر

و كالصائم لا يفطر“ ۲

۱۔ مشکوٰۃ، کتاب الاداب، باب الشفقه و رحمة على الخلق (2/613)

۲۔ بخاری، کتاب الادب باب الساعي على المنكين رقم حدیث: 5548

”یہ اوّل اور مسکینوں کی مصیبت کو دور کرنے میں کوشاں شخص اجر و ثواب میں اس شخص کے برابر ہے جو ہمیشہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور اس میں وقفہ نہیں کرتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا ہے، افطار نہیں کرتا۔“

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود نبی پاک ﷺ کی ان تعلیمات یعنی اسلام کی سماجی و فلاحی بہبود کی تعلیمات پر خود بھی عمل کیا ان کو دوسروں تک پھیلانے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی مثلاً آپ کے جتنے خطوط ہیں ان میں ہمیں اس کا ذکر ملتا ہے۔ تقریباً 36 کے قریب ایسے خطوط ہیں جس میں آپ نے خدمت خلق اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے جو اس وقت حکمران تھے ان لوگوں کو تلقین کی ان پر عمل پیرا کریں۔ اسی طرح آپ کے بعض مکتوبات کے اندر خصوصی طور پر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اتباع سنت کی پیروی کی جائے۔

جیسا کہ ہم دیکھے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جو معاشرہ تشکیل دیا اس معاشرے کے اندر انسانی محبت، پیار اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ انسانیت کی بھلائی کی تعلیم دی اور سب سے پہلے خود عمل کر کے لوگوں کے سامنے رکھا۔ اسی کا طریقہ ہمیں بتایا اور صوفیہ نے بھی یہی طریقہ ہمارے سامنے رکھا ہے کہ انسانیت کے ساتھ پیار اور محبت یہ اصل تعلیمات ہیں اسی سے دین پھیلتا ہے۔ ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن کو نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی

marfat.com

Marfat.com

تا بعد اری سے مزین و خوبصورت بنائے آئین۔ حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے رب کے محبوب ہیں۔ جو  
چیز اچھی لگتی ہے اور پسند آتی ہے وہ محبوب کیلئے ہوتی ہے یعنی  
محبوب کی پسند محبت کی پسند ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
کلام مجید میں فرماتا ہے: **إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِ**  
**عَظِيمٍ**۔ بے شک آپ اخلاق عظیم پر فائز ہیں۔ نیز ارشاد  
فرمایا **إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ**۔  
بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں اور راہ راست پر ہیں۔  
ایک اور جگہ فرمایا **إِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ**  
**وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ** بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، تم اسی  
پر چلو، اور راستوں پر نہ چلو۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ملت کو صراط مستقیم فرمایا اور اس کے ماسوا کو ٹیڑھے  
راستوں میں داخل فرمایا اور ان کی اتباع سے منع فرمایا، جبکہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا شکر کرتے ہوئے اور  
مخلوق کو ہدایت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا **خَيْرُ الْهَدْيِ**  
**هَذَا مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ اور سب سے بہتر  
ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ نیز فرمایا **أَدْبِنِي**  
**رَبِّي فَأَحْسِنَ تَأْدِيبِي**۔ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا

marfat.com

Marfat.com

اور عمدہ طریقہ پر میری تعلیم و تادیب کی،،

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ زکریا کے بیٹے عبد القادر کے نام ایک تفصیلی خط لکھا ہے اس خط کے اندر آپ نے غصہ پر قابو پانے، نرمی برتنے کی تعلیمات دیں ہیں اور اس کے استقلال کے لیے تقریباً 11 حدیثیں پیش کیں ہیں اور اس خط کے آخر میں اس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دنیا کا بقا بہت تھوڑا ہے آخرت کا عذاب بہت سخت اور دائمی ہے اگر دنیا کے باعث کسی کی عزت و آبرو ہوتی تو کفار دنیا دار سب سے عزت والے ہوتے۔ دنیا پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیے چند روزہ فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے اور خدا کے پسندیدہ کاموں میں کوشش کرنی چاہیے اور اصل بات جو کہنا چاہتا ہوں کہ خلق خدا پر احسان کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم کرنا اور خلق خدا پر شفقت کرنا آخرت کی نجات کے لیے دو بڑے حکم ہیں،،

بندوں کے حقوق کیا ہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ محرمات سے بچنا دو قسم پر ہے۔ ایک وہ قسم جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری وہ جو بندوں کے حقوق کے متعلق ہے۔ دوسری قسم بہت ضروری ہے حق تعالیٰ بڑا غنی اور رحم کرنے والا ہے بندے فقیر اور محتاج اور بنخیل اور کنجوس ہیں۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ حقیقی تقویٰ

مجدد الف ثانی کے نام ۲۔ شیخ زکریا کے بیٹے عبد القادر کے نام  
marfat.com

Marfat.com



کے حصول کے لیے 10 چیزوں کا جاننا بہت ضروری ہے وہ فرض کا درجہ رکھتی ہیں انہیں اختیار کرنا چاہیے۔ جب تک انسان ان دس چیزوں کو اپنے اوپر فرض نہ کر لے تب تک وہ حقیقی تقویٰ حاصل نہیں کر سکتا پھر اس کی تفصیل بیان کیں ہیں۔

☆ زبان کو غیبت سے بچائے

☆ بدظنی سے بچے

☆ ہنسی ٹھنھے سے پرہیز کریں

☆ حرام سے آنکھ بند رکھے

☆ سچ بولے

☆ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا احسان جانے اور اس میں جو خدمت خلق کے بارے آپ کا فرمان ہے۔

☆ اپنا مال راہ حق میں خرچ کرے یعنی غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں پر خرچ کرے مکتوبات میں آپ کی تعلیمات میں ہمیں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ معاشرے کے اندر وہ افراد جو بے سہارا ہو جاتے ہیں خصوصاً بیوہ خواتین کی آپ نے انہیں دوبارہ نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ایک مکتوب میں جو ایک صاحب حیثیت کو لکھا گیا فرماتے ہیں:

،، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مخلوق خدا اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور

مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ پیارا ہے جو اس کی عیال کے

ساتھ اچھا سلوک کرے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ مخلوق کے رزق کی

کفیل ہے اس مخلوق اس کے عیال کی طرح سے جو آدمی کسی کی

marfat.com

Marfat.com

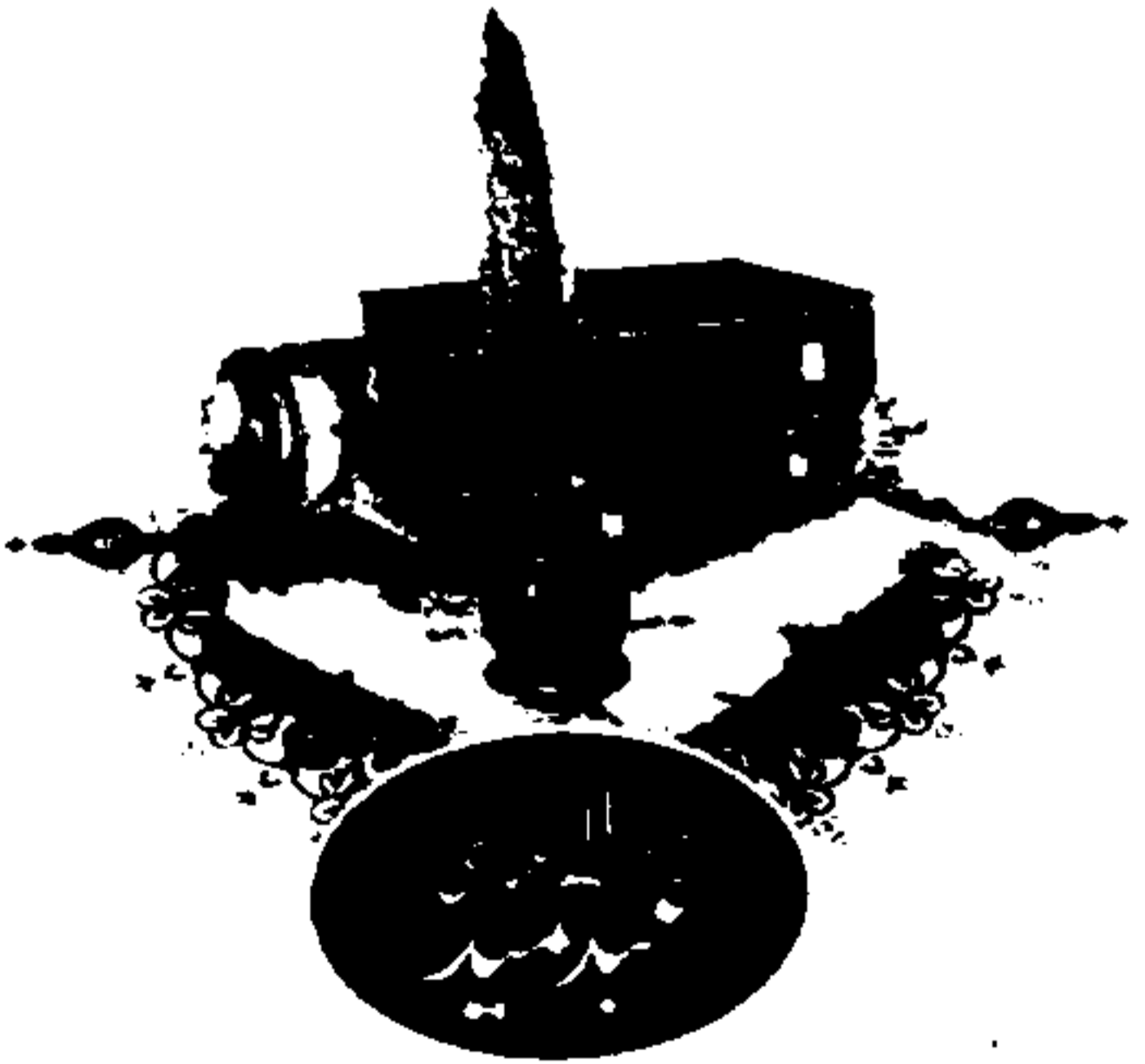
عیال سے ساتھ غم خواری کرے اور اس کے بوجھ کو برداشت کرے تو یہ شخص اس عیال والے کا محبوب ہو جائے گا کہ اس نے اس کا بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کی مشقت کو اپنے اوپر ڈال لیا اس بنا پر تکلیف دینے کی جرأت کرتا ہوں کہ خط جو پہنچانے والے ہیں نیک آدمی ہیں قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں اس کی مالی مدد کریں کہ نئی لوگوں کو سخاوت کے لیے بہانہ کافی ہے،

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں اور خود عمل کر کے بھی جو لوگ غریب ہیں مسکین ہیں، بیوہ ہیں ان کی خدمت کی اور یہی تعلیمات ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ دکھی انسانیت کی خدمت کرنا لوگوں کو تعلیم دینا ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا یہ بھی اس کی فلاح ہے اور وہ لوگ معاشرہ میں کمزور ہیں ان کی مدد کرنا بھی فلاح ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ  
بطور خادمِ قرآن



marfat.com

Marfat.com

## حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بطور خادم قرآن

ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مختلف پہلوؤں سے اور مختلف انداز سے قرآن مجید کی خدمات انجام دی ہیں۔ اس مقالہ میں صرف تین پہلوؤں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱۔ جامعیت قرآن

۲۔ جمع و تدوین قرآن

۳۔ تفسیر قرآن

۱۔ جامعیت قرآن کے بارے میں شیخ سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو کتاب (یعنی قرآن مجید) نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہے

ان تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم

الصلوات والتسلیمات پر نازل ہوئی ہیں۔“

یہ اقتباس واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ مجتہد علم الکلام حضرت مجدد الف ثانی

رحمہ اللہ نے قرآن مجید کو جملہ آسمانی کتب کا نچوڑ اور لب لباب قرار دیا ہے۔ کیونکہ تمام

آسمانی کتب کے علوم و معارف، نتائج و ثمرات اور معانی و مطالب اس میں موجود ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت امام حسین سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ایک سو چار کتابوں کو نازل فرمایا۔ ان کتابوں میں کائنات کے تمام علوم و معارف کو بیان کر

انہیات شرح کتبہات مشارح الہمالہ ایمان محمد سعید احمد مجددی، ج ۲، ص ۵۰۲، دفتر اول، مکتوب: ۷۹

marfat.com

Marfat.com

دیا، پھر تمام علوم کو ان چار معروف کتابوں (۱۔ تورات ۲۔ زبور ۳۔ انجیل اور ۴۔ قرآن مجید) میں جمع فرمادیا پھر ان میں سے پہلی تین کتابوں کے جملہ معارف کو صرف ایک قرآن مجید میں جمع فرمادیا۔ اس طرح یہ قرآن مجید ایسی جامع کتاب قرار پائی۔ اسی حقیقت کی بنیاد پر ابن ابی الفضل المرسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جَمَعَ الْقُرْآنُ عُلُومَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ بِحَيْثُ لَمْ  
يُحِطْ بِهَا عِلْمًا حَقِيقَةً إِلَّا الْمُتَكَلِّمُ ثُمَّ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ۲

یعنی قرآن مجید نے اولین و آخرین کے تمام علوم و معارف کو  
اپنے اندر اس طرح جمع کر لیا ہے کہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ اور رسول  
ﷺ کے علاوہ ان علوم کا احاطہ آج تک کوئی نہیں کر سکا  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”مَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَعَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّ فِيهِ خَبْرَ الْأَوَّلِينَ  
وَالْآخِرِينَ“ ۳

یعنی جو شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے قرآن کا دامن  
تھامنا ضروری ہے کیونکہ اس میں اولین و آخرین کے سارے  
علوم موجود ہیں

۲۔ جمع وتدوین قرآن کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اسی طرح ہر ایک (صحابی) سے قرآن مجید کی ایک ایک آیت یا زیادہ آیتیں لے کر جمع کیا گیا ہے“

اس جملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی جمع و تالیف اور اس کے تواتر کو بیان فرمایا ہے جس پر پوری ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ (علیٰ صاحبہما الصلوٰۃ والسلام) کو یقین کامل ہے۔

ب۔ پھر فرماتے ہیں: ”ہم کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن مجید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے بلکہ درحقیقت قرآن مجید کے جامع حضرت صدیق و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں“

ان سطور میں امام ربانی رحمہ اللہ نے جامعین قرآن کا تذکرہ فرمایا ہے:

آج ہمارے پاس جو قرآن مجید ہے، اس میں موجود ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حبیب ﷺ کو آگاہ فرمادیا تھا۔ اس ترتیب کو علوم قرآن کی سب سے ”ترتیب توقیفی“ کہا جاتا ہے۔ اس ترتیب میں نبی اکرم ﷺ کی اپنی ذاتی رائے یا کسی دوسرے فرد کی رائے کو کوئی دخل نہیں ہے اور اس حقیقت پر پوری امت کا اجماع ہے۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۸۰

۲۔ اپنی

### ۳۔ قرآنی آیات کی تفسیر

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر بھی کی ہے اگر اس تفسیری ذخیرہ کو ان کے تفسیری تفردات کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ذیل میں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

3.1۔ حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اسرار الہی میں سے ایک سر ہے اور ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کی تردید کی ہے اور اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حروف مقطعات اور ان کے اسرار کی تاویل ظاہر کی ہے، مگر ان کی تفسیر و بیان عام لوگوں کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی خاص نوعیت کے لوگ ان حروف کے معانی سے آشنا ہو سکتے ہیں۔

3.2۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاذْكُرُونِي أَنِّي شَكْرُكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا۔

سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد ہوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو

اور میری ناشکری نہ کیا کرو

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے نزدیک:

تمام اذکار میں تلاوت قرآن پاک (اور کثرت نوافل) پسندیدہ عمل اور افضل ترین ذکر ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ قرآن مجید کی فضیلت خود زیادہ ہے، اور دوسرے اس لیے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بلا واسطہ صفت حقیقیہ ہے۔ اس کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور ایک کنارہ ہماری طرف، جو اس میں فنا ہو گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر ہے کہ:

اذکار میں تلاوت قرآن مجید (اور کثرت نوافل) کو اختیار کرنا بعد فناء نفس ہے۔ باقی قبل از فناء نفس تو آپ بھی ذکر نغی و اثبات کو پسند فرماتے ہیں، کیونکہ تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہونا قبل از نفس مناسب نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

اس قرآن مجید کو پاک (طہارت والے) لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھوئے

یعنی جو لوگ رذائل نفس سے پاک نہیں ہوئے ان کو تلاوت قرآن مجید سے زیادہ مناسب ذکر اللہ ہے۔



3.3۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ  
أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مردہ ہیں، (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا برزخی زندگی کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ: یہ زندگی صرف شہداء سے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء کرام، صدیقین اور اولیاء کرام کے لیے بھی ثابت ہے۔

3.4۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدًا

منہ۔ ۳

کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہے اور اللہ کی طرف سے ایک گواہ (قرآن) بھی اس شخص کی تائید و تقویت کے لیے آگیا۔

اس آیت میں مفسرین کے نزدیک شاہد سے مراد حضرت جبرائیل امین ہیں یا ذاتِ رسول ﷺ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہاں شاید سے مراد علی رضی اللہ عنہ ہیں، چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات سے اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اگر کوئی پوچھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شاہد کہنے کی وجہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ اس کی توجیہ شاہد یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے تو اس اعتبار سے آپ نے سب سے پہلے رسول کریم ﷺ کی صداقت پر شہادت دی۔ میرے نزدیک اور اس سے زیادہ مضبوط وجہ آپ کو شاہد کہنے کی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام کمالات ولایت کے مرکز تھے، تمام اولیاء کرام حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام ولایت میں آپ کے تابع ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کی افضلیت آپ پر کسی اور وجہ سے ہے۔“

3.5۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا ففِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ

۱۔ تفسیر مظہری، ج ۳، ص ۲۸۳۔ ۲۔ سورۃ حود: النہا۔ ۱۰۱

marfat.com  
Marfat.com

اور جو لوگ نیک بخت ہوں گے (وہ) جنت میں ہوں گے وہ اس  
میں ہمیشہ رہیں گے۔

اصحاب جنت کو اپنے مراتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور  
بعض اوقات اہل جنت کو وہ مقام ملے گا جو جنت سے بھی اعلیٰ ہوگا۔ وہ مقام اللہ تعالیٰ  
کے دیدار میں استغراق اور ذات اقدس سے کامل اتصال ہے۔۔۔۔۔“  
اس ضمن میں مجدد الف ثانی کا نظریہ یہ ہے کہ:

اسماء باری تعالیٰ میں سے جو اسم مبارک جس آدمی کا مبداء تعیین ہوتا  
ہے اس اسم کا ظہور اس آدمی کی جنت ہے، اور اس اسم کی تجلی درختوں  
، نہروں، محلات اور حور و غلمان کی شکل میں ہوگا۔ اس بات کی تائید  
رسول ﷺ کے اس قول مبارک سے ہوتی ہے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ  
ہے اور پانی میٹھا ہے۔ وہاں (کھلا میدان ہے) اور اس کے پودے  
سبحان اللہ والحمد لله ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔  
(کبھی یہ درخت اور نہریں زجاجی (شیشہ) اجسام کی شکل اختیار  
کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے بے کیف دیدار کے حصول کا ذریعہ ہو  
جائیں گی، پھر اپنی اصل شکل کی طرف لوٹ آئیں گی اور مومن ان  
ہی میں مشغول ہوگا اور ہمیشہ اس طرح ہوتا رہے گا۔“

3.6۔ ارشاد ربانی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْتَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ  
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ  
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے، اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ:

”نیک مومن مرد و عورت کو پاکیزہ زندگی اور نیک کاموں کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ اس آیت میں حیات طیبہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”محبت کو محبوب کی طرف سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ محبوب کی طرف سے آنے والی خوشی سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے کیونکہ تکلیف تو میرے محبوب کی رضا ہوتی ہے اور خوشی میں ذاتی مقصد ہوتا ہے اور محبت کو محبوب کی مرضی ہی سب سے پیاری ہوتی ہے“۔

۱۔ سورۃ النحل: ۱۰۷۔ ۲۔ تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۵۱۔  
marfat.com

Marfat.com

تو یا جب بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو محبت کو محبوب کی طرف سے جو کچھ پہنچتا ہے  
خوار و تلخ ہو یا شیرینی وہ اس سے لذت اندوز ہوتا ہے۔ (اسے کہتے ہیں حیات طیبہ)۔  
3.7۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ

الصَّالِحِينَ

اور ہم نے اسے (یعنی ابراہیم علیہ السلام کو) دنیا میں (بھی)  
بھلائی عطا فرمائی اور بے شک وہ آخرت میں بھی صالحین میں  
سے ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک لفظ ”حسنہ“ سے مراد غلت (خالص  
دوستی) ہے، کیونکہ ہر شخص اپنے خلیل پر ان اسرار کو ظاہر کرتا ہے جو محبت یا محبوب سے تعلق  
رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اپنے لیے اور اپنی آل کے لیے نزول رحمت  
کی دعا کی تھی: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل ہوئی آپ نے دعا  
فرمائی:

”اللهم صلّ على محمد صلى الله عليه وسلم اللهم صلّ على  
محمد و آل محمد كما صليت على ابراهيم و آل ابراهيم انك حميد  
مجيد“

3.8۔ ارشاد بانی ہے:

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۖ  
 یقیناً آپ کے رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ  
 مقام شفاعت عظمیٰ) جہاں جملہ اولین و آخرین آپ کی طرف  
 رجوع اور آپ کی حمد کریں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

”اللہ نے پہلے ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبَّحْهُ نَافِلَةً .....﴾ (اور  
 رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی  
 کرتے ہوئے) نماز تہجد پڑھا لیں یہ خاص آپ کے لیے  
 زیادہ (کی گئی) ہے) فرمایا۔ اس کے بعد ﴿عَسَىٰ أَنْ  
 يَبْعَثَكَ .....﴾ فرمایا: مذکورہ ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد  
 کی نماز کو مقام شفاعت حاصل کرنے میں کامل دخل ہے“ ۲

3.9۔ ارشاد بانی ہے:

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۖ ۳

اور ڈال دی میں نے تم پر اپنی محبت (یعنی میں نے تمہ پر اپنی  
 محبت ڈال دی تمہ سے محبت کی اور ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

۱۔ سورۃ نبی اسرائیل: ۷۹: ۷۹ ۲۔ تفسیر مظہری، ج ۵، ص ۱۳۶ ۳۔ سورۃ ص: ۴۰: ۴۰

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محبت کی تو لوگوں کے دلوں میں بھی  
آپ کی محبت پیدا ہوگئی

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:

”کَلِمَةُ اللَّهِ كَامِبْدَاتٍ تَعِينُ خَالِصَ مَحَبَّةٍ هِيَ۔ اس وجہ سے (حضرت  
موسیٰ علیہ السلام) اہل محبت کے پیشوا ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کا  
مبدأ تعین خالص محبوبیت ہے۔ اس وجہ سے آپ محبوبوں کے  
سردار قرار پائے“

گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام اہل محبت کے پیشوا اور ہمارے نبی اکرم ﷺ محبوبوں کے  
سردار ہیں۔

3.10۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ  
السَّامِرِيُّ ۚ

ارشاد ہوا: بے شک ہم نے تمہارے (آنے کے) بعد تمہاری

قوم کو فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر ڈالا ہے

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

”نبوت ولایت سے مطلقاً افضل ہے کیونکہ ولایت صفاتی تجلیات

سے تعبیر ہے اور نبوت ذاتی تجلیات سے۔ لہذا ان دونوں میں  
بڑا فرق ہے۔

اس آیت کو مزید سہل انداز میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

”نبوت اور ولایت دونوں کے دو رخ ہیں: ایک عروج ہے اور  
دوسرا نزول۔ مرتبہ عروج میں دونوں کی توجہ خالص طور پر اللہ  
تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تاکہ خود ان کو ذاتی کمال اور ترقی مرتبہ  
حاصل ہو اور مرتبہ نزول میں دونوں کی توجہ مخلوق کی طرف ہوتی  
ہے تاکہ اوروں کو کمال بنا سکیں اور ان کو کتاب فیض کا موقع مل  
سکے“



# رسالہ تہلیبہ کے ادبی محاسن



marfat.com

Marfat.com

## رسالہ تہلیلہ کے ادبی محاسن

ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان

زیر نظر مقالہ تین حصوں میں منقسم ہے جن میں i۔ رسالہ تہلیلہ کا تعارف  
ii۔ رسالہ کے بارے علماء و محققین کی آراء کا جائزہ اور iii۔ رسالہ تہلیلہ کا منہج و ادبی محاسن  
قابل ذکر ہیں۔ زیر نظر رسالہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (۱) کے قلم کا شاہکار ہے نظیر ہے یہ  
مختصر مگر جامع ترین رسالہ آپ کے تبحر علمی و فکری کا نہ صرف آئینہ دار بلکہ آپ کے علمی  
و ادبی منہج و اسلوب کا غماز بھی ہے اسی طرح یہ رسالہ آپ کے سلسلہ تالیف و تحریر کا فاتحہ بھی  
ہے علمی دنیا خاص کر میدان تصوف میں آپ کے مکاتیب اور سات رسائل بنیادی و اساسی  
اہمیت کے حامل ہیں جن میں ایک زیر نظر رسالہ بھی ہے جو کلمہ طیبہ کی تحقیق، توضیح اور  
رسالت محمدی کے اثبات پر مشتمل ہے جس طرح کلمہ طیبہ کے دو بڑے اجزاء ایک لا الہ الا  
اللہ اور دوسرا محمد رسول اللہ ہے اسی طرح اس رسالہ کے بھی دو بڑے حصے ہیں ایک  
توحید و سراسر رسالت پہلے حصہ کے بنیادی مباحث میں سے۔ (۱)

۱۔ خبر ”لا“ کی بحث

۲۔ لفظ اللہ کی صرنی و لغوی بحث

۳۔ لفظ اللہ کے لطائف عجیبہ

۴۔ وجود پاری تعالیٰ

۱۔ شیخ مجدد الف ثانی کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمائیے نزہۃ الخواطر للعلامة عبدالحی ۱۷۲-۱۷۶ رقم المرجعہ ۷۰

marfat.com

Marfat.com

۵۔ وجود باری تعالیٰ کے متعلق متکلمین اور صوفیہ کے افکار

۶۔ توحید باری تعالیٰ اور اس کے دلائل

۷۔ فضائل کلمہ طیبہ

جبکہ دوسرے حصہ کے اساسی مباحث میں سے (۲)

۱۔ دلائل نبوت

۲۔ رسالت محمدی

۳۔ معجزہ قرآن کریم

۴۔ فضائل نبی کریم ﷺ

قابل ذکر ہیں۔

رسالہ تہلیلیہ کے مفصل تعارف سے پہلے ضروری ہے کہ اس کے نام، اسباب

اور سن تالیف کے متعلق علماء و محققین کی آراء کا بغور مطالعہ کر لیا جائے اس سلسلہ میں دو تین

نکات قابل ذکر و بحث ہیں۔ رسالہ کے نام اور وجہ تسمیہ کے متعلق ڈاکٹر ہایوں عباس شمس

صاحب اپنی کتاب تہلیلیہ (تحقیق و تعلق) میں رقمطراز ہیں: (۳)

”کلمہ طیبہ کی تفسیر ہونے کی وجہ سے اس کو تہلیلیہ کہہ دیا گیا ہے.....

اس کا ایک نام ”تحقیق در کلمہ طیبہ“ ہے حضرت عبدالأحد و حدت گل

نے ”تحقیق معنی الکلمة الطيبة لا إله إلا الله“ لکھا ہے، ڈاکٹر

غلام مصطفیٰ خان صاحب نے تاریخی نام معارف لا إله إلا الله

محمد رسول الله صلی الله علیہ وسلم لکھا ہے۔ (اسی

marfat.com

Marfat.com

طرح یہ بھی کہا گیا ہے) چونکہ یہ رسالہ عربی زبان میں ہے اس لیے اس کا اصل نام ”تحقیق الکلمۃ الطیبۃ“ ہے جسے فارسی میں ”تحقیق در کلمہ طیبہ“ لکھ دیا گیا۔“

جبکہ سن تالیف کے حوالہ سے حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمہ اللہ کی رائے ہے: (۴)  
 ”رسالہ تہلیلہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد نے یہ رسالہ اس وقت لکھا ہے جبکہ آپ حضرت مخدوم سے عوارف و فتوحات اور نصوص کے حقائق و دقائق حل کر رہے تھے۔ آپ نے اس رسالہ کی ابتداء ”فان قلت لا بد من تقدیر خبر لا“ سے کی ہے یہ عبارت غمازی کر رہی ہے کہ نوز تحصیل علم کا سلسلہ جاری تھا۔“

اسی طرح بعض افراد کا خیال یہ ہے کہ:

”یہ رسالہ آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد لکھا ہے کیونکہ آپ نے صفحہ چہر پر لکھا ہے: ”قال شیخی روالدی قدس سرہ فی رسالہ“ آپ نے اپنے والد کا ذکر قدس سرہ سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحلت فرما چکے تھے۔“

مذکورہ تاویلات و اقوال اور وجہ تسمیہ محل نظر ہے وہ اس لیے کہ شاید علماء و محققین لفظ تہلیل کے متعلق زیادہ غور و خوض نہ کر سکے۔ لفظ تہلیل عربی زبان کا لفظ ہے جس کے بنیادی حروف ہل ل ہیں اور تہلیل باب تفعیل سے مصدر ہے جو کہ (رفع الصوت) آواز بلند کرنے اور (قول لا الہ الا اللہ) لا الہ الا اللہ کہنے کو کہتے ہیں (۵) چونکہ یہ رسالہ کلمہ

marfat.com

Marfat.com

طیبہ کی توضیح و فضائل پر مشتمل ہے اسی لیے اس کو رسالہ تہلیلہ کہا جاتا ہے۔

دوسری گزارش اس سلسلہ میں یہ ہے کہ رسالہ تہلیلہ کو فارسی ترکیب کہا گیا ہے یہ بات بھی محل نظر ہے اس لیے کہ ”رسالۃ“ بھی عربی زبان کا لفظ ہے اور ”تہلیلہ“ بھی عربی زبان کا ہے اور یہ خالصتاً عربی ترکیب ہے اور ترکیب بھی وصفی یعنی رسالہ موصوف ہے اور ”تہلیلہ“ صفت ہے۔ شیخ مجدد نے اس کو جو نام دیا وہی مناسب اور موزوں ہے اور ہے بھی اسم باسمی اسی طرح رسالہ کے سن تالیف کے حوالہ سے ابوالحسن زید فاروقی کی رائے بھی محل نظر ہے جس میں آپ نے فرمایا: ”فان قلت لابد من تقدیر خبر لا“ (مجدد الف ثانی کی) یہ عبارت غمازی کر رہی ہے کہ ہنوز تحصیل علم کا سلسلہ جاری تھا اس جملہ کے ترجمہ (اگر آپ کہیں کہ) (کلمہ طیبہ میں) لاکھ خبر کو مقدر ماننا ضروری ہے) میں جب ہم غور و خوض کرتے ہیں تو کسی لفظ سے بھی یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ اس وقت شیخ مجدد الف ثانی تحصیل علم میں مصروف تھے لہذا اس جملہ سے تحصیل علم کا استشہاد موزوں نہیں شاید شیخ زید فاروقی رحمہ اللہ سے سہو ہو گیا ہے۔ وہ اس لیے کہ یہ آپ کا اسلوب ہے جس کو بلاغت کی رو سے اسلوب خطابی کہا جاتا ہے جس کی بین مثال آپ کے مکاتیب و رسائل ہیں جس میں آپ نے اعلم، ایہا الاخ، فافہم اور ان قلت جیسے کلمات استعمال کیے ہیں۔ (۶)

اور اسی طرح بعض افراد کا یہ خیال کہ:

”آپ نے یہ رسالہ اپنے والد کی وفات کے بعد لکھا ہے۔“ اس کے

ثبوت کے لیے اسی رسالہ کے صفحہ نمبر ۶ پر لکھی ہوئی عبارت ”قال

marfat.com

Marfat.com

شیخی و والدی قدس سرہ فی رسالتہ “ سے استشہاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپؐ نے اپنے والد کا ذکر ”قدس سرہ“ سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحلت فرما چکے تھے۔ جب ہم مذکورہ قول و عبارت کے ترجمہ: ”میرے شیخ اور والد (محترم) قدس سرہ نے اپنے رسالہ میں کہا ہے“ میں غور و فکر کرتے ہیں تو کسی بھی لفظ سے مفہوم نہیں نکلا کہ آپؐ نے یہ رسالہ اس وقت تحریر کیا جب آپؐ کے والد گرامی وفات پا چکے تھے یا یہ کہ ”قدس سرہ“ کے کلمات صرف اور صرف اس انسان یا شخصیت کے لیے ہی استعمال کیے جاسکتے ہیں جو اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے ہوں اور یہ کہ زندہ انسانوں کے لیے استعمال نہیں کیے جاسکتے؟

شیخ مجدد الف ثانی نے کلمہ طیبہ کے حوالہ سے گفتگو کا آغاز سوالیہ انداز میں فرض کرتے ہوئے کیا اور فرمایا:

”فان قلت لا بد من تغلیب خبر اول“ (۷)

”اگر آپ کہیں کہ (کلمہ طیبہ میں) لا کی خبر کو مقدم ماننا ضروری ہے۔“

اس کے بعد اس پر جو سوالات اٹھائے جاسکتے تھے اٹھائے اور جواب بھی دیا اور ساتھ ہی

ساتھ اپنی رائے کی وضاحت بھی فرمائی مثال کے طور پر صفحہ ایک کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”قلنا نختار الأول كما هو المشهور في تغلیب خبر لا

ونمنع بطلان تالیہ فان علم امکان الہ اخروان کان

marfat.com

Marfat.com

مما يجب أن نعتقه ولكن لا يجب أن تدل كلمة التوحيد  
على كل ما هو كذلك فمن الجائز أن يكفى فيها على  
الدلالة بأن ليس في الوجود إله إلا الله سبحانه لما هو  
المقصد والعمدة في هذا المطلب“ (۸)

”جواب میں ہم کہیں گے کہ لا کی خبر کو مقدر ماننے کی صورت میں ہم  
صورت اول کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور ہم اس نتیجے  
(کہ یہ کلمہ دوسرے خدا کے عدم امکان پر دلالت نہیں کرتا لہذا باطل  
ہے) کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ کسی دوسرے خدا کے ناممکن  
ہونے کا عقیدہ رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ  
کلمہ توحید (اس مطلب کے علاوہ) ایسے تمام مطالب پر بھی دلالت  
کرے پس ہم اسی پر اکتفاء کر سکتے ہیں کہ کلمہ توحید اللہ تعالیٰ کے سوا  
کسی معبود کے موجود نہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ اس مسئلہ میں  
ہمارا اصل مقصد اور منشاء یہی ہے۔“

پھر اس جواب پر مزید سوال اٹھایا کہ:

”فإن قلت لا حاجة إلى إثبات خبر لافي لغة بني نعيم على

مانقله ابن الحاجب من أنهم لا يشعرون خبرها“ (۹)

”اگر آپ کہیں کہ قبیلہ بنو نعییم کے مطابق ”لا“ کے لیے خبر کا ہونا

ضروری نہیں ہے جیسا کہ ابن حاجب لکھتے ہیں: قبیلہ بنو نعییم لا کے

marfat.com

Marfat.com

لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں سمجھتے۔“

اس کا جواب بڑے ہی عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں یوں دیا۔ (۱۰)

”قلنا هو غیر معتمد عند المحققین حتی قال

الاندلسی: لا ادری من این نقله ولعله قاسه“ وقال:

والحق ان بنی تمیم یحذفونہ وجوبا اذا کان جوابا عن

السؤال وقامت قرینة دالة علیہ واذالم تقم فلا یجوز

حذفہ رأسا اذ لا دلیل علیہ“ فبنو تمیم اذن کاہل

الحجاز فی ایجاب الاتیان بہ“

”تو ہم کہیں گے کہ یہ قول محققین کے نزدیک غیر معتبر ہے، یہاں

تک کہ اندلسی نے کہا ہے: ”مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ بات

کہاں سے نقل کی، شاید کہ انہوں نے خود ہی قیاس کر لیا ہے“

(اس کے بعد) اندلسی فرماتے ہیں: ”حقیقت یہ ہے کہ بنو تمیم اکی خبر کو لازمی

طور پر اس وقت حذف کرتے ہیں جب کسی سوال کا جواب ہو اور ایسا قرینہ بھی موجود ہو

جس کے ذریعے خبر کے مفہوم کا پتا چل سکے لیکن اگر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو خبر کو حذف کرنا

قطعاً طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس وقت اس کا کچھ پتا نہیں چل سکے گا۔ پس خبر کے وجود

کو ضروری سمجھنے میں بنو تمیم اہل حجاز کی طرح ہیں۔

اس کے بعد اہل دانش کا اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں متخیر ہونے کا راز ذکر

کیا ہے اور پھر بڑی تفصیلی گفتگو لفظ ”اللہ“ پر کی ہے اصطلح کے اختلاف کو اس سوال کی

marfat.com

Marfat.com



شکل میں ذکر کیا ہے: (۱۱)

”اسریانی ہو ام عربی، اسم او مشق ویم اشتقاقہ

وماصلہ او غیر مشق، علم او غیر علم“

کیا لفظ اللہ سریانی زبان کا ہے یا عربی؟ نیز آیا یہ لفظ اسم ذات ہے یا صفت؟  
مشتق ہے یا غیر مشتق؟ اگر مشتق ہے تو یہ کس لفظ سے مشتق ہے؟ اگر مشتق نہیں ہے تو علم  
ہے یا غیر علم؟

اسی طرح آپ کا یہ رسالہ بے شمار منہجی اور ادبی خصائص و اوصاف سے متصف

ہے جن میں دعائیہ کلمات سے آغاز و اختتام (۱۲)

اسلوب خطابی

قدرت تامہ علی قواعد اللغة

وسعت مطالعہ

مرفع نحو و صرف

منہج استدلالی

قدرت تامہ علی کلام اللغة و اسالیہ

دقة بالغة

ایجاز شہید

مرفع مباحث منطقہ

استشہاد بالايات و الاحادیث

marfat.com

Marfat.com

النقد الساذج

استخدام الكلمات المألوفة

التراكيب المتينة

انسجام بين الصيغ والمعاني

كلمات جزلة كالاستعمال

الأسلوب التقابلي

التطبيق بين الاقوال والا استدلال بها

مصادر اصلية سے استشهاد و استدلال

التوافق بين اللفظ والصورة

الاستدلال بالسيرة الطيبة قابل ذکر ہیں۔

طوالت کے پیش نظر تمام نکات کا ذکر ممکن نہیں چند ایک محاسن و منافع قابل

ذکر ہیں:

قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے استشهاد

شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے اسلوب و منہج کے نمایاں ترین اوصاف میں

سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ اپنی نصوص کو قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے مزین

فرماتے ہیں (۱۳) مثال کے طور پر لفظ اللہ کے بعض لطائف تحریر فرماتے ہوئے آپؐ

نے پہلے (وقفه جنود السموت والأرض) پھر (له ما فى السموات وما فى

الأرض) اور آخر میں (لا اله الا هو) سے استشہاد کیا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات

marfat.com

Marfat.com

کے واحد و یکتا ہونے پر دلائل دیتے ہوئے آیت مبارکہ (لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا) سے استدلال کیا اسی طرح آپؐ احادیث نبویہ سے کثرت سے استشہاد کرتے ہیں اس کی بہترین مثال فضائل کلمہ طیبہ کی تحریر ہے جس میں آپؐ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی اور سنن ابن ماجہ اور دیگر مشہور و معروف کتب احادیث سے روایات کو یکجا کر دیا ہے جو اس بات کی غماز ہے کہ آپؐ کی نظر بنیادی مصادر اسلام پر بڑی گہری ہے۔ اور یہ آپؐ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

### اقوال کے مابین مقارنہ اور ان سے استدلال

شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے استشہاد کے ساتھ ساتھ اقوال، آثار اور ابیات سے بھی استشہاد کرتے ہیں (۱۴) اور ان کے درمیان مقارنہ کرتے ہیں اس کی عمدہ مثال آپؐ کی وہ تحریر ہے جو آپؐ نے وجود باری تعالیٰ پر لکھتے ہوئے تحریر فرمائی اور اعلم ان توحید العوام (واضح ہو کہ عوام اہل اسلام کا عقیدہ توحید یہ ہے کہ) سے گفتگو کا آغاز کیا پھر توحید کے متعلق صوفیہ کی آراء کا خلاصہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی ابیات اور علماء کے اقوال سے استشہاد بھی کیا اور اپنے مخصوص انداز میں تعلق بھی لگائی ملاحظہ فرمائیے: (۱۵)

”ولما لم یکن هذا التقید موجودا حقیقا فی نفس

الأمر بل معدوما صرفاً کما کان اذا لأعیان ما شمت

رانحة الوجود..... والعمدة فی إدراک هذا المطلب

الشریف عندهم هو الوجدان الصحیح و المکاشفات

marfat.com

Marfat.com

## الحقانیۃ

”مگر چونکہ یہ قید (ہستی) حقیقت میں موجود نہیں ہے بلکہ پہلے کی طرح معدوم محض ہے اس لیے کہ اعیان نے وجود (حقیقی) کی بوتل تک نہیں سونگھی، اور موجود حقیقی خدائے واحد و قہار کے سوا اور کوئی نہیں ہے اس لیے اس (ہستی) کو وجود کے ”مرتبہ تنزل“ سے موسوم کیا جاتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ کوئی تنزل متصور ہے اور نہ ترقی بلکہ وہ ہر قید سے آزاد ہے یہاں تک کہ مطلق کی قید سے بھی آزاد ہے، البتہ وہ احکام کے مراتب کا جامع ہے اور ہر مرتبے کے مخصوص احکام ہیں جن سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔ جو شخص ان مراتب کا لحاظ نہیں رکھے گا وہ بے دین ہو جائے گا اسی مقصد کے لیے (الہامی) کتابیں نازل ہوئیں اور اس کی توضیح و حفاظت کے لیے رسول بھیجے گئے اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ اس اہم مضمون کو سمجھنے کا معتبر ذریعہ وجدان صحیح اور درست مکافہ ہے۔“

اسی طرح آپؐ نے وحدت الوجود کے متعلق جو تحریر فرمایا وہ بھی اقوال و ابیات سے استشاد و استدلال کی بہترین مثال ہے۔

## لغوی و نحوی مباحث

جو شخص بھی رسالہ جہلیلیہ میں نظر دوڑاتا ہے وہ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کی وافر

معلومات سے حیران ہو جاتا ہے اس لیے آپؐ کی وسیع و فصیح علمی فہم کے تمام اجاوت

marfat.com

Marfat.com

اور علم کے تمام میادین کا احاطہ کرتی ہے اسی لیے ہم آپؐ کو دیکھتے ہیں کہ آپؐ دقیق علمی و فنی مباحث پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں جیسا کہ آپؐ نے لغوی و نحوی مباحث پر گفتگو فرمائی ہے اس حوالہ سے آپؐ کے اسلوب و منہج کی نمایاں ترین سمات میں سے وہ معلومات ہیں جو آپؐ نے تقدیر خبر ”لا“ کے متعلق فراہم کی ہیں مثال کے طور پر کلمہ طیبہ پر گفتگو کا آغاز سوالیہ انداز میں اس طرح کر رہے ہیں:

”فان قلت لا بد من تقدیر خبر لا.....“ (۱۶)

اگر آپ کہیں کہ (کلمہ طیبہ میں) لا کی خبر کو مقدر ماننا ضروری ہے۔ پس اگر اصل عبارت یہ قرار دی جائے:

”لا الہ موجود الا اللہ“ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ دوسرے خدا کا وجود ممکن نہیں اور اگر ایسے ہو: ”لا الہ ممکن الا اللہ“ تو یہ مستثنیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ) کے واجب الوجود ہونے پر دلالت نہیں کرتا لہذا دونوں باطل ہیں؟

پھر جواباً تحریر فرماتے ہیں:

”لا“ کی خبر کو مقدر ماننے کی صورت میں ہم صورت اول کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور ہم اس نتیجے (کہ یہ کلمہ دوسرے خدا کے عدم امکان پر دلالت نہیں کرتا لہذا باطل ہے) کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ کسی دوسرے خدا کے ناممکن ہونے کا عقیدہ رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ کلمہ توحید (اس مفہوم کے علاوہ) ایسے تمام مفہام و مطالب پر بھی دلالت کرے پس ہم اسی پر اکتفا کر سکتے ہیں کہ کلمہ توحید اللہ تعالیٰ کے سوا کسی معبود کے موجود نہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ اس مسئلہ

marfat.com

Marfat.com

میں ہمارا اصل مقصد اور منشاء یہی ہے۔

اپنے ہی اس جواب پر مزید سوال اٹھاتے ہوئے رقمطراز ہیں: (۱۷)

”فان قلت لاحاجة إلى إثبات خبر ”لا“ في لغة بني تميم

علي ما نقله ابن الحاجب من أنهم لا يثبتون خبرها؟“

اگر آپ کہیں کہ قبیلہ بنو تمیم کے مطابق ”لا“ کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں ہے

جیسا کہ ابن حاجب لکھتے ہیں: ”قبیلہ بنو تمیم ”لا“ کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں سمجھتے۔“

اس کا جواب بہت ہی ایجاز و اختصار مگر جامع و مدلل انداز میں دینے کے ساتھ

ساتھ اس کی تائید و توثیق مشہور و معروف نحوی و مفسر ابو حیان اندلسی کے قول سے فرمائی

آپ فرماتے ہیں: (۱۸)

”قلنا هو غير معتمد عند المحققين حتى قال

الاندلسي: لا ادري من أين نقله ولعله قاسه

..... فلا يجوز حذفه رأساً اذ لا دليل عليه“

”ہم کہیں گے کہ یہ قول محققین کے نزدیک غیر معتبر ہے، یہاں تک

کہ اندلسی نے کہا ہے ”مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ بات کہاں

سے نقل کی، شاید کہ انہوں نے خود ہی قیاس کر لیا ہے..... حقیقت یہ

ہے کہ بنو تمیم ”لا“ کی خبر کو لازمی طور پر اس وقت حذف کرتے ہیں

جب کسی سوال کا جواب ہو اور ایسا قرینہ بھی موجود ہو جس کے

ذریعے خبر کے مفہوم کا پتا چل سکے لیکن اگر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو

marfat.com

Marfat.com

خبر کو حذف کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس وقت اس کا کچھ  
پتا نہیں چل سکے گا۔“

پس خبر کے وجود کو ضروری سمجھنے میں بنو تمیم اہل حجاز کی طرح ہیں۔ مختصراً یہ کہ اسی  
طرح کی دقیق علمی بحث آپ نے لفظ ”اللہ“ پر گفتگو کرتے ہوئے بھی تحریر فرمائی ہیں۔

وقت بالغہ اور ایجاز شدید

جب بھی آپ کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں جس کا تعلق اصل و بنیادی موضوع  
سے ہو آپ اس کا حق ادا کرنے کی سعی و کوشش میں مسلسل مصروف عمل رہتے ہیں حتیٰ کہ  
اس کے تمام جوانب کا احاطہ کرتے ہیں اور کوئی چیز بھی بغیر تحقیق و تفتیش کے ذکر نہیں  
فرماتے حتیٰ کہ وہ وقائع و اخبار اور دلائل جو قدیم مصادر میں ہوں جن تک رسائی آسانی  
سے ممکن نہ ہو کو بھی ذکر کرتے ہیں تاکہ آپ کی تحریر جامع و کامل ہو اور فراہم کردہ  
معلومات میں کسی قسم کا جھول نہ ہو اس سلسلہ میں سب سے اہم بات جو قابل توجہ ہے وہ  
آپ کی دقت رسی اور ایجاز شدید کا وصف بے نظیر ہے اس کی عمدہ و بہترین مثال آپ کی  
وہ تحریر ہے جو آپ نے خصوصیت ذات الہی کے حوالہ سے تحریر فرمائی ملاحظہ فرمائیے اس  
۴۳-۴۶ کی عبارت

ذکر مصادر و مراجع میں آپ کا منہج و اسلوب

شیخ مجدد الف ثانی اپنی وافر معلومات اور وسعت علمی کی بدولت ایسا کرتے  
رہتے ہیں جو قاری کی توجہ کھینچ لیتا ہے اس لیے آپ مسلسل اس سعی و کوشش میں لگے رہتے  
ہیں کہ قاری کو نئی سے نئی اور مفید معلومات فراہم کی جائیں اس غرض و ہدف کی تکمیل کے

marfat.com

Marfat.com

لیے آپؐ مصادر قدیمہ اور حدیث کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں ایسا ہی آپؐ نے اس مختصر مگر جامع رسالہ میں کیا آپؐ نے جن اصحاحات المصادر سے استفادہ کیا ان میں صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، مسند امام احمد بن حنبلؒ، شرح السنۃ، انوار المتزیل حاشیہ سید سند، حاشیہ جرجانی، مفاتیح الغیب، شرح المواقف، شرح المقاصد، مسند معاذ بن جبل، معالم المتزیل، اخصوص، کلیات عراقی، مکتوبات شیخ عارف عبدالقدوس، سنن ابی داؤد، مسند الدارمی، مستدرک علی الصحیحین، تصانیف ابن عربی اور کنز الحقائق قابل ذکر ہیں (۱۹) جبکہ ان مصادر کے ذکر میں آپؐ کا منہج و اسلوب یکساں نہیں ہے جس کو درج ذیل نکات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(i) مصدر اور مؤلف کا اکٹھا ذکر (۲۰)

(ii) مصدر کا ذکر مؤلف کے ذکر کے بغیر (۲۱)

(iii) مؤلف یا قائل کا ذکر مصدر کے ذکر کے بغیر (۲۲)

(iv) اقوال سے استشہاد قائل اور مصدر کے ذکر کے بغیر (۲۳)

اور اسی طرح آپؐ مصادر و مراجع کا ذکر کرتے ہوئے جلد اور صفحہ نمبر تحریر نہیں فرماتے اور نہ ہی قرآنی آیات کو ایرد کے دوران سورت کا نام اور آیت نمبر ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی احادیث مبارکہ کو تخریج کرتے ہیں اور مزید یہ کہ نہ ہی آپؐ اعلام، اماکن، قبائل اور بلدان سے تعارف کرواتے ہیں۔ (۲۳)

مختصراً یہ کہ آپؐ مختلف مباحث پر بات کرتے ہوئے سب سے پہلے دین اسلام کے بنیادی و اساسی مصادر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے استشہاد و استدلال

marfat.com

Marfat.com



کرتے ہیں اور اس کے بعد حسب ضرورت صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور علم الکلام کے مصادر سے بھی استفادہ کرتے ہیں جو آپؑ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ نے اپنے مکتوبات میں تصوفِ حق کی دعوت و اشاعت کے ساتھ ساتھ بدعت و خرافات کی بیخ کنی بھی کی ہے جو کہ ایک مجدد کے لیے بہت ہی ضروری بلکہ لازم و ملزوم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر مجدد کو سمجھنے اور اس کی ترویج و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

## فہرِسِ الْهُوَاشِ

- (۱) ملاحظہ فرمائیے: تہلیبہ ص ۴۱-۵۴، تحقیق ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، تصوف فاؤنڈیشن
- (۲) ملاحظہ فرمائیے: تہلیبہ ص ۵۴-۵۹
- (۳) انظر تہلیبہ، مقدمہ ص ۱۹، ۲۰، ۲۱، والبحاث الثمانیہ ص: ۳۵
- (۴) مصدر سابق ص ۲۰، ۲۱، زبدة القامات ص ۱۳۱، ۲۳۰، ومقامات مصوی ۲/۵۴
- (۵) لسان العرب مادہ ھ ل ل
- (۶) دیکھیے المکتوبات المجددیہ، تحقیق مفتی محمد علیم الدین ص ۱۰، ۱۸، ۲۵ اور مزید ملاحظہ فرمائیے ارمغان امام ربانی ۲/۲۱۶-۲۳۱
- (۷) تہلیبہ ص ۴۱، تحقیق ہمایوں عباس شمس
- (۸) المصدر السابق والصلحہ ایضاً
- (۹) مصدر سابق وصلحہ ایضاً
- (۱۰) مصدر سابق ص ۳۱، ۳۲
- (۱۱) مصدر سابق ص ۳۲، ۳۳، ۹-۱۱

- (۱۲) اس رسالہ کے شروع میں تمہیدی ودعائیہ کلمات بعض قلمی نسخوں میں نہیں ہیں قلمی نسخوں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد کلمہ طیبہ سے آغاز ہوتا ہے یہ دعائیہ کلمات مطبوعہ نسخہ میں ہیں۔ (رسالہ تہلیلہ ص ۶۳، حاشیہ نمبر؟)
- (۱۳) قرآنی آیات سے استشہاد کے لیے ملاحظہ فرمائیں التہلیلہ ص ۵۸، ۳۹، ۴۸، ۴۵، ۴۳ جبکہ احادیث سے استشہاد کے لیے ملاحظہ فرمائیں مصدر سابق ص ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۴۸، ۵۲، ۵۵۔
- (۱۴) آیات سے استشہاد و استدلال کے لیے دیکھیے تہلیلہ ص ۳۹ ص ۳-۵ ص ۵۱ ص ۱۲-۱۶، ص ۵۲ ص ۹-۱۱
- (۱۵) تہلیلہ: ص ۳۹، ۵۰
- (۱۶) مصدر سابق ص ۳۱، ۳۲
- (۱۷) مصدر سابق والصلیٰ ایضاً
- (۱۸) مصدر سابق والصلیٰ نفسہا ایضاً
- (۱۹) مصدر سابق ص ۳۲ ص ۵، ص ۳۳ ص ۵، ص ۳۶ ص ۱۳، ۱۲ ص ۳۷ ص ۳، ۶، ۹، ۱۲، ۱۵
- (۲۰) تہلیلہ: ص ۳۲ ص ۵، ص ۳۹ ص ۱۲، ۶ ص ۵۲ ص ۱۳
- (۲۱) مصدر سابق ص ۳۶ ص ۶، ص ۳۷ ص ۱۵
- (۲۲) مصدر سابق ص ۳۱ ص ۱۸، ص ۳۲ ص ۱، ص ۳۳ ص ۵، ص ۳۵ ص ۴،
- (۲۳) مصدر سابق ص ۳۳ ص ۱۹، ص ۳۶ ص ۲، ص ۳۸ ص ۷، ص ۵۰ ص ۸۱ ص ۵۶ ص ۱۶
- (۲۴) تہلیلہ: ص ۳۳ ص ۲۰، ص ۳۵ ص ۲، ۳، ۱۸، ۱۹، ص ۳۶ ص ۱۳، ۱۶، ص ۳۷ ص ۳ و ما بعدھا، ص ۵۲ ص ۱۷، ص ۵۸ ص ۳، ۹، ۱۱، ۱۷ او غیرھا۔

میرزا عبدالرحیم خان خاناں  
رحمۃ اللہ علیہ  
کے نام  
حضرت مجدد الف ثانی  
رحمۃ اللہ علیہ  
کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت



marfat.com

Marfat.com

## میرزا عبدالرحیم خان خاں کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ

### کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت

ڈاکٹر محمد اکرم ورک

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (۹۷۱-۱۰۳۳ھ/۱۵۶۳-۱۶۲۴ء) نے

”الناس علیٰ دین مملوٰں بکھم“ کے اصول کے مطابق جن سیاسی شخصیات کو خاص طور پر خطوط صادر فرمائے اور ان کی اصلاح کی راہ سے بادشاہ، امراء اور دیگر عمائدین حکومت کی اصلاح کا قصد فرمایا، ان میں ایک بڑا نام میرزا عبدالرحیم خان خاں کا ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے طرز عمل سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ داعی کا ایک اہم ہدف یہ ہونا چاہیے کہ وہ معاشرے میں صاحبان اقتدار میں سے سلیم الفطرت انسانوں کی کھوج میں خصوصی محنت کرے، کیونکہ ایسے لوگوں کو تھوڑی سی محنت سے جادہ مستقیم پر گامزن کیا جاسکتا ہے، اور پھر ان کی وساطت سے دیگر لوگوں کی اصلاح کچھ مشکل نہیں رہتی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے میرزا عبدالرحیم خان خاں کے نام

تیرہ مکتوب ارسال فرمائے جن کی تفصیل یہ ہے۔

دفتر اول میں مکتوب نمبر: ۲۳-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۱۹۸-۲۱۴-۲۳۲-۲۶۸

اور دفتر دوم میں مکتوب نمبر: ۸-۶۲-۶۶۔

زیر نظر سطور میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ان خطوط کے جن پہلوؤں پر

marfat.com

Marfat.com

خاص طور سے روشنی ڈالی جائے گی، وہ تین پہلو ہیں:

(i) دعوتی اہمیت

(ii) معاشرتی اہمیت

(iii) سیاسی اہمیت

موضوع پر براہِ راست گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

میرزا عبدالرحیم خان خاناں کے والد کا نام میرزا بیرم خاں تھا، جو شہنشاہِ ہمایوں کا سپہ سالارِ اعظم، سلطنتِ مغلیہ کا زبردست وفادار اور بازوئے شمشیر زن تھا۔ میرزا عبدالرحیم خان خاناں بیرم خاں کے ہاں ۱۳ صفر المظفر ۹۶۳ھ بمطابق ۱۵۵۶ء بروز جمعرات لاہور میں امیر جمال خاں میواتی کی صاحبزادی کے لطن سے متولد ہوئے۔ ابھی چار برس کی عمر تھی کہ آپ کے والد کو گجرات کے قریب پٹن شہر میں ۹۶۸ھ میں قتل کر دیا گیا، وارثوں نے آپ کو آگرہ منتقل کر دیا، جہاں آپ شاہی ماحول میں پرورش پاتے رہے، ذرا ہوش سنبھالی تو تعلیمی سلسلے کا آغاز کیا۔ اپنے وقت کے نامور علماء و فضلاء خاص کر علامہ فتح اللہ شیرازی، قاضی نظام الدین بدخشی، مولانا محمد امین اندجانی، حکیم علی گیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے علوم ظاہری و باطنی و فوائد کثیرہ حاصل کیے۔ گجرات کے معروف بزرگ شیخ وجیہ الدین بن شیخ نصر اللہ علوی سے روحانی طریقہ اخذ کیا۔

امیر کبیر محمد شمس الدین غزنوی کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ مغل بادشاہ اکبر کے دورِ حکومت میں اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ گجرات، سندھ اور وکن کے بعض علاقے

marfat.com

Marfat.com

آپ کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ اکبر نے آپ کو خان خاناں (امیر الامراء) کا لقب دیا  
اکبر نے اپنے بیٹے جہانگیر کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ کو ۱۶۷۹ھ میں اپنے پاس رکھ  
لیا۔ ایک قہر اور قابل اعتماد عالم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ عربی، فارسی، ترکی،  
ہندی اور سندھی لغات کے بھی زبردست ماہر تھے۔ انھوں نے ۱۶۹۷ھ میں ”ترک  
باہری“ کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ اپنے دور میں صاحب القلم والستیف کے  
لقب سے مشہور ہوئے۔ اپنے دور میں آپ جیسا متنوع الصفات اور جامع الفہائل  
شخص شاید ہی کوئی ہو، ۱۰۲۶ھ میں دہلی میں انتقال فرمایا، اور مقبرہ ہمایوں کے برابر  
مدفون ہوئے۔

دورِ حاضر میں جب اسلامی تحریکات کے مقاصد اور پس منظر پر بات کی جاتی  
ہے تو جو سوالات خاص طور پر اربابِ علم و دانش کے ہاں زیر بحث آتے ہیں ان میں  
سے ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی تحریکات کا اصل ہدف معاشرتی اصلاح ہے یا  
اسلامی ریاست کا قیام۔ حضرت مجددی دعوتی اور تحریکی زندگی کے مطالعے سے جو چیز  
نکھر کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک داعی کا اصل ہدف اصلاح معاشرہ ہے  
حصولِ اقتدار اور نظمِ اجتماعی اس کے دعوتی مشن کا ہدف نہیں بلکہ نتیجہ ہے۔ میرزا  
عبدالرحیم خان خاناں کے نام حضرت مجددی کے خطوط کو ان کے اسی وژن کی روشنی میں  
دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم اپنے قارئین کی توجہ چند ایسے ہی نکات کی

طرف مبذول کروائیں گے۔

## خانِ خانان کے نام خطوط کی دعوتی اہمیت:

سماجی تبدیلی کے لئے دعوت کا مرکزی ہدف طبقہ عوام ہے یا اشرافیہ۔ یعنی تبدیلی اوپر سے نیچے کی طرف سفر کرتی ہے یا نیچے سے اوپر کی طرف، یہ سوال جس قدر اہم ہے اسی قدر سنجیدہ تجزیے کا متقاضی بھی ہے۔ دورِ حاضر میں بہت سی اسلامی تحریکوں کی تگ و دو اور طرزِ عمل کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے، اور اسی پس منظر میں ان کے اثرات و نتائج کی وسعت کا اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

حضرت مجددِ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریکِ دعوت کو اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپؐ نے ایک طرف تو طبقہ عوام کی تعلیم و تربیت اور اصلاحِ احوال کی طرف بھرپور توجہ فرمائی اور دوسری طرف کرسی اقتدار کی بجائے امراء اور اشرافیہ کو اپنی دعوت کا ہدف بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپؐ کی کوششوں کے نتیجے میں معاشرے کے سرکردہ لوگوں نے اپنی دینی دلچسپیوں کا اظہار کیا تو عوام نے اپنے دینی مزاج کی وجہ سے ان کے طرزِ عمل کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس پر اپنی مسرت اور شادمانی کا اظہار بھی کیا۔

دعوتِ دین میں مدعو کے لئے خیر خواہی اور دلسوزی شرطِ اول ہے۔ داعی کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ مدعو کے دل پر دستک دے، اور نہ صرف اس کی عزت نفس کا پوری طرح لحاظ رکھے، بلکہ اس کے ہر اچھے عمل پر اس کی حوصلہ افزائی بھی کرے، اور

پھر جہاں ضرورت ہو اس کی اخلاقی تربیت سے بھی صرف نظر نہ کرے۔

marfat.com

Marfat.com





کہ ایسی کتب کے مطالعہ سے احتراز کرنا چاہیے جو صوفیاء کے  
مکشوفات والہامات پر مبنی ہوں، کیونکہ ہر قاری کے لئے اصل  
حقائق تک آسانی سے رسائی ممکن نہیں۔ اس لئے ارباب اختیار  
کو فتوحاتِ مکہ (ابن عربیؒ) کی بجائے فتوحاتِ مدنیہ (احادیث  
نبویہ) کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ آپ مکتوب الیہ کو عادیتے ہوئے  
فرماتے ہیں: فتوحاتِ مکہ مفتاح فتوحاتِ مدنیہ باد۔

”فتوحاتِ مکہ فتوحاتِ مدینہ کی کلید ہو“

سلاطین، امراء اور حکومتی عہدیداروں کا احتساب اور ان کو نصیحت کرنا جان  
جو کھوں کا کام ہے، لیکن یہ کام جس قدر مشکل ہے اسی قدر ضروری بھی ہے اس لئے کہ  
عوام الناس معاشرے کے سرکردہ افراد اور ان کے طرزِ عمل سے نہ صرف برا اور راست  
متاثر ہوتے ہیں بلکہ ان کو نمونہ عمل (Role Model) بھی بنا لیتے ہیں۔ اس لئے  
ایک داعی کو ہر طرح کے تحفظات سے بلند ہو کر بڑی حکمت کے ساتھ یہ فریضہ انجام دینا  
چاہیے۔ کیونکہ اعلیٰ منصب پر فائز کسی ایک انسان کی اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے  
بہت سارے انسانوں کی اصلاح کا سامان کر لیا ہے۔ حضرت مجددؑ نے دعوت کے اس  
اسلوب کو جس حکمت کے ساتھ برتا ہے، وہ داعیانِ اسلام کے لئے خاص طور پر قابل  
توجہ ہے۔ میرزا عبدالرحیم خان خاندان صاحبِ ثروت اور سلطنتِ مغلیہ کے رکنِ رکین

ہونے کے باوصف اہل اللہ اور درویشوں کے خدمت گاروں میں تھے مگر ان کے اندازِ تحریر سے حکم اور تکبر کی بو آتی تھی۔ حضرت مجددؑ ایک مکتوب میں ان کو تو واضح اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے فقراء کی بہت خدمت کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی فقراء کے آداب کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے، تاکہ اس پر ثمرہ اور نتیجہ برآمد ہو۔ اور اس کے بغیر تو خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے، یعنی کچھ قاعدہ نہیں ہے، ہاں حضور ﷺ کی امت کے متقی لوگ تکلف سے بری ہیں اور متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا بھی ایک قسم کا صدقہ اور ننگی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کو ایک شخص نے متکبر کہا تو انہوں نے فرمایا: میرا تکبر خدا کے لیے ہے۔“

اس گروہِ فقراء کو ذلیل خیال نہ کریں کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے: ”رُبَّ أَشْفَتْ مَلْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَلْسَمَ عَلِيَّ اللَّهِ لَأَبْرَأَهُ“ (بہت سے پرانگندہ بال، گرد آلود، دروازوں سے دھکیلے جانے والے) (باطن میں ایسا بلند مقام رکھتے ہیں کہ) اگر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرتا ہے۔)..... اگرچہ یہ باتیں تلخی نما ہیں۔ لیکن آپ کی خوشامد

marfat.com

Marfat.com

اور چاپلوسی کرنے والے بہت ہیں، آپ اسی پر اکتفاء کریں۔  
فقراء سے آشنائی اور ملاقات سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے  
پوشیدہ عیوب اور مخفی کمینہ حرکات سے واقف اور مطلع ہو۔ یہ بات  
ذہن میں رکھیں کہ اس طرح کی باتوں سے آزار اور تکلیف دینا  
مقصود نہیں، بلکہ یہ باتیں خیر خواہی اور دلسوزی کے طور پر ہیں۔“

تکبر دراصل ایک روحانی اور اخلاقی مرض ہے جس کا علاج تواضع اور انکساری ہی سے  
ممکن ہے۔ تواضع، غرباء کا اظہارِ حال اور امراء کے لئے باعثِ کمال ہے۔ شیخ سعدی  
فرماتے ہیں:

تواضع زگردن فرازاں نکوست گداگر تواضع کند خوائے اوست

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی پرسوز نصیحت کے جو اثرات مکتوب الیہ پر مرتب ہوئے اس  
کی نشاندہی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوسرے مکتوب سے ہوتی ہے۔ جب  
خان خاں نے اس پر خلوص نصیحت کے نتیجے میں تواضع اختیار کرتے ہوئے اپنے  
روپے کو بالکل تبدیل کر لیا تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں ان کی  
حوصلہ افزائی کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”چونکہ آپ نے فقراء کے آداب کا لحاظ رکھا ہے اور باتوں میں تواضع  
اختیار کی ہے۔ اس کے مطابق بمن تواضع لله رفعة الله،

(جو اللہ کے لئے تو واضح اختیار کرتا ہے۔ اللہ اسے بلندی اور

رفعت اختیار کرتا ہے۔) امید ہے آپ کا یہ عجز و تواضع آپ کی

دینی و دنیوی رفعت کا سبب بنے۔

شیطان کے بڑے جالوں میں سے ایک جال یہ ہے کہ وہ امور شرعیہ کے

بارے میں انسان کے دل میں طرح طرح کے دوسے ڈال کر اسے گمراہ کرنے کی

کوشش کرتا ہے۔ کبھی تو یہ دوسرے ڈالتا ہے کہ اسلامی احکام خلاف عقل ہیں، عصری

تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں، اور ان پر عمل کرنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے

۔ حضرت مجدد نے خان خانان کے نام ایک تفصیلی خط اس مضمون کا صادر فرمایا:

کہ امور شرعیہ میں پوری آسانی اور سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے مقیم

و مسافر، مریض و تندرست اور مرد و زن دونوں کے دائرہ کار اور

نفسیات کے مطابق تعلیمات دی گئی ہیں۔ اب اس اہتمام کے

بعد بھی جو شخص عمل نہ کرے وہ حقیقتاً ایمان سے محروم ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ اسلام دین فطرت ہونے کے ساتھ ساتھ دین عقل بھی ہے لیکن

کون سی عقل معیار حق ہوگی؟ یہ ایک اہم سوال ہے، حقیقت یہ ہے کہ عقل ایک

ایسا کمزور اور بے بس راہنما ہے جس کو انسانی خواہشات اور جذبات نے ہمیشہ اپنا تابع

۱۔ مکتوبات: دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: ۶۹

۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۶۹

مہمل بنا کر رکھا ہے، اور عقل نے ہمیشہ انسانی جذبات و خواہشات کے حق میں دلائل تراشے ہیں اور خواہشات نفس اور جذباتی رویوں کو عقلی رویے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ عقل جج نہیں، وکیل ہے۔ جیسا مقدمہ اسے دیا جائے گا اسی کے مطابق وہ وکالت کرے گی۔ یہ ایک ایسی دودھاری تلواری ہے جو دونوں طرف چلتی ہے اس سے جس طرح دینی حقائق کو ثابت کیا جاسکتا ہے اسی طرح باطل بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ وکیل کی وکالت و ذہانت پر موقوف ہے کہ وہ مقدمہ کے کس پہلو کی تائید یا تردید کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی عقل کا ترازو لے کر آگے بڑھے اور احکام شرعیہ کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جائے۔ معیار حق عقل نہیں بلکہ وحی ہے۔ اس لیے ایک مکتوب میں حضرت مجدد، خان خانان کے نام تحریر فرماتے ہیں:

”جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تمام احکام شرعیہ کو عقلی پیمانے پر ناپے اور

دلائل عقلیہ کے مطابق کرنے، وہ شان نبوت کا منکر ہے اور

اس کے ساتھ کلام کرنا کم عقلی و بے وقوفی ہے۔“

عقل پرستی کا مرض ہر دور میں رہا ہے، مغربی فکر و فلسفے کے زیر اثر یہ دور حاضر کا بڑا فتنہ ہے۔ اسلام عقل کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور تفکر فی الخلق پر زور دیتا ہے، اسلام کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اگر کسی حکم کی حکمت وقتی طور پر انسان کی سمجھ میں نہ بھی آئے تب بھی وہ

اس پر پختہ ایمان اور یقین رکھے۔ ورنہ ایسے شخص کا ایمان اپنی عقل پر ہو گا نہ کہ نبوت و رسالت پر۔ اسی پس منظر میں شیخ مجدد نے اسلامی حدود و تعزیرات اور اسلامی احکام کو عقل کے ترازو میں تولنے والے شخص کو شانِ نبوت کا منکر قرار دیا ہے۔ گویا دین یہ ہے کہ

عقل قربان کن پیش مصطفیٰ

## خان خانان کے نام خطوط کی معاشرتی اہمیت:

دورِ حاضر میں داعیانِ اسلام کی دعوت کے غیر موثر ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا افرادِ معاشرہ کے ساتھ براہِ راست تعلق نہ ہونے کے برابر ہے، ہمارے ہاں طبقہٴ عوام کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنا اور پھر ان کے حل کی عملی کوشش، دعوتِ دین کے دائرہ سے قطعی باہر سمجھی جا رہی ہے۔ یہ طرزِ عمل رسول اللہ ﷺ کے منہاجِ دعوت سے بہت بڑا انحراف ہے۔ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقِ خدا سے محبت اور خدمتِ خلقِ دعوتِ دین کے سب سے کارگر ہتھیار ہیں۔ پہلی وحی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ کے اضطراب کو دیکھتے ہوئے حضرت خدیجہؓ نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی:

”كَلَّا وَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ

وَتُحْمِلُ الْكُلَّ وَتُكْسِبُ الْمَعْنُومَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ

الْحَقِّ“ (بخاری، باب بدء الوحي)

”ہرگز نہیں! اللہ کی قسم، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ

صلہ رچی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کی خدمت

Marfat.com

گیری کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔“

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ الفاظ قبل از اعلان نبوت رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا بڑا خوبصورت اور جامع بیان ہیں، جس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ خدمتِ خلق پہلے ہے اور دعوتِ دین بعد میں۔ اس وقت عیسائی مبلغین اور مشنریز پوری دنیا میں خدمتِ خلق کے نام پر اپنے باطل نظریات کے پرچار میں مصروف ہیں۔ غور کیا جائے تو برصغیر میں صوفیاء کرام نے بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب، لوگوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں کامیاب ٹھہرے۔ خانقاہی نظام میں لنگر کا تصور اس اسلوبِ دعوت کی خوبصورت مثال ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج میں بھی اس اسلوب کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ نہ صرف ذاتی حیثیت میں آپ نے مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا بلکہ اصحابِ ثروت کو بھی اس طرف توجہ دلائی۔ ہم ان سطور میں صرف چند مثالیں پیش کرنے پر ہی اکتفاء کریں گے جن سے واضح ہوتا ہے کہ ایک طرف اگر شیخ مجدد کی اپنے ارادت مندوں کی روحانی ترقی پر گہری نظر تھی تو دوسری طرف وہ ان کے روزمرہ زندگی کے مسائل سے بھی پوری آگہی رکھتے تھے۔ حضرت مجددؒ، خانِ خاناں کے نام اپنے ایک مکتوب میں ایک ضرورت مند کی سفارش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”سیادت مآب سید ابراہیم آپ کے بلند آستانہ سے قدیمی تعلق و

نسبت رکھتا ہے اور آپ کے دعاگووں میں شامل ہے۔ آپ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ اس کی دستگیری فرمائیں۔ تاکہ اس فقر اور بڑھاپے کے وقت اپنے اہل و عیال میں فراغت اور سکون سے اپنا وقت گزاریں اور آپ کے دونوں جہان کی سلامتی کی دعا میں مشغول رہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ ایک دوسرے مکتوب میں رقمطراز ہیں:

”میاں شیخ عبدالمومن بزرگ زادہ ہیں اور تحصیل علم سے فارغ ہو کر طریقہ صوفیاء کا سلوک فرماتے ہیں۔ اور سلوک کے ضمن میں عجیب و غریب احوال مشاہدہ کرتے ہیں۔ ضرورت انسانی از قسم اہل و عیال ان کو حیران و بے اختیار ناچار کر دیتی ہے۔ اس فقیر نے ناچارگی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے آپ کی جناب کی طرف ان کی رہنمائی کی ہے۔“ مَنْ ذَقَّ بَسَابَ الْكَرِيمِ انْفَتَحَ“ جس نے کریم کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ کشادہ حال ہو گیا۔

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۶۹

۲۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۲۳۶



حضرت مجددؑ ایک اور مکتوب میں خان خاں کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرنے کے بعد ایک حاجت مند کی سفارش بایں الفاظ فرماتے ہیں:

”دو ضروری اور اہم کام بے اختیار آپ کو تکلیف دینے کا باعث بنے ہیں۔ ایک رنج و آزار کا گمان رفع کرنے کا اظہار، بلکہ آپ سے اور اخلاص کا ہونا۔ اور دوسرا ایک محتاج آدمی کی طرف اشارہ جو فضیلت اور نیکی سے آراستہ ہے اور معرفت اور شہود سے مزین ہے، جو نسب کے لحاظ سے کریم اور حسب کے اعتبار سے شریف ہے۔“

خان خاں کے نام خطوط کی سیاسی اہمیت:

میرزا عبدالرحیم خان خاں خاں سیاسی اعتبار سے معمولی آدمی نہ تھے نہ صرف اپنی خانہ دانی خدمات کی وجہ سے بادشاہ پر ان کے گہرے اثرات تھے بلکہ اپنی فطری بہادری، بلند فکری، علماء و صوفیاء سے محبت اور فقراء و مساکین کی دادرسی کی وجہ سے ہر طبقہ میں مقبولیت کی اس سطح پر تھے جس سے زیادہ کا سوچا بھی نہیں جاسکتا، لیکن اس کے باوجود حضرت مجددؑ نے ان کی طرف جو خطوط صادر فرمائے ان میں اس بات کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہو کہ آپ خان خاں کی اس حیثیت سے اقتدار یا ذاتی منفعت کے خواہاں ہوں۔ حضرت مجددؑ نے جس انداز میں اپنے ذاتی طرز عمل سے اقتدار سے

لا تعلقی کا اظہار فرمایا اس نے حکمران طبقے، امراء اور اشرافیہ میں آپ کی دعوت کے نفوذ میں اہم کردار ادا کیا۔ غور کیا جائے تو شیخ مجددؒ کے خطوط کا مرکزی نقطہ مکتوب الیہ کی اصلاح اور پھر ان کی وساطت سے درباری امراء اور دیگر متعلقین کی اصلاح ہی تھی۔ آپؒ نے اس مقصد کے لئے ایسا اسلوب اختیار فرمایا کہ مکتوب الیہ کی نظر میں دنیا کا حقیر ہونا پوری طرح واضح ہو جائے اور اس کی وساطت سے دوسرے امراء کی اصلاح اور ان کے دلوں میں اسلامی احکام کی حرمت و عزت کے تصور کو پختہ کیا جائے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مجددؒ کی اخلاص و للہیت پر مبنی ان کوششوں کے نتیجے میں ایک موقع پر میرزا عبدالرحیم خان خانان گورنری کا عہدہ چھوڑنے پر تیار ہو گئے۔ خان خانان کی شخصی وجاہت، مقام و مرتبہ اور عہدہ و اقتدار کے باوجود حضرت مجددؒ نے احقاق حق میں کبھی مدد نہ کی، چشم پوشی یا مصلحت کوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ایک موقع پر خان خانان کو واضح اور دو ٹوک انداز میں تحریر فرمایا:

”نجات کلماتہ کل سنت و جماعت کی متابعت ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس گروہ کو اور زیادہ کرے) بقول میں بھی بافعال میں بھی اور احوال و فروع میں بھی۔ کیونکہ نجات پانے والا فرقہ صرف یہی ہے باقی تمام فرقے زولہ ہلاکت کے کتارے کھڑے ہیں۔ آج کسی کے علم میں یہ بات آئے یا نہ آئے لیکن کل (قیامت) کو ہر ایک جان لگا، مگر اس وقت جانتا بے سوسہوگا۔“

حضرت مجددؑ نے ہمیشہ یہ کوشش فرمائی کہ خان خاں کی شخصی حیثیت سے فائدہ اٹھا کر دربارِ شاہی سے وابستہ دیگر لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ حضرت مجددؑ نے اپنے ایک مکتوب میں میرزا عبدالرحیم خان خاں کو اس طرف توجہ دلائی کہ آپ کے ایک فاضل شاعر دوست کے بارے معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے اپنا لقب ”کفری“ اختیار کر رکھا ہے جو کہ کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ پھر آپ نے خان خاں کو تحریر فرمایا کہ اس شاعر کو میری طرف سے پیغام پہنچادیں کہ اس طرح کا کافرانہ تخلص بدل کر کوئی ایسا اسلامی لقب اختیار کریں جو جامع برکات ہو۔!

خلاصہ کلام یہ کہ خان خاں کے نام حضرت مجددؑ کے مکتوبات سے جو نکات نکھر کر سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک داعی اپنے مشن میں اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب اس کی کوششیں اخلاص پر مبنی ہوں۔ اور یہ کہ دنیوی فوائد سے بے رغبتی داعی کے پیغام کو طبقہٴ امراء میں مقبول بنا دیتی ہے۔ نیز حضرت مجددؑ کے زیر مطالعہ خطوط سے یہ چیز بھی سامنے آتی ہے کہ ایک داعی کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ لوگوں کی روحانی ترقی پر نظر رکھے بلکہ اسے لوگوں کے دکھ درد میں بھی شریک ہونا چاہیے اور ان کے ساتھ اس طرح کھل مل کر رہنا چاہیے کہ ان کے سماجی مسائل اس کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکیں۔ اگر وہ

لوگوں کی براہ راست مدد کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو تو اصحابِ خیر کو ان کے مسائل کی طرف متوجہ کرے، اس انداز سے وہ لوگوں کے دل میں جگہ بنا سکتا ہے اور آسانی کے ساتھ دلوں کی زمین کو دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لئے ہموار کر سکتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

# روسیداد

۳۳ ویں سالانہ

قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس



marfat.com

Marfat.com

## روئیداد

## ۳۳ ویں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس

ترتیب: محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

تاریخ تجدید میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی وہ واحد ہستی ہیں جن کے مجدد ہونے پر کامل اتحاد ہے یہاں تک کہ آپ کے اسم مبارک کا بہت سے لوگوں کو علم نہیں۔ موافق ہو یا مخالف سب آپ کو مجدد الف ثانی کے پر افتخار لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار صدر مجلس پروفیسر آغا پیر غار احمد جان سرہندی مجددی فرزند جلیل حضرت آغا پیر محمد اسحاق جان سرہندی نے ۳۳ ویں سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس منعقدہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ۱۰ بجے دن بمقام ایوان اقبال ایجرٹن روڈ، لاہور میں کیا۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز زینت القراء حافظ قاری محمد رفیق نقشبندی نے تلاوت قرآن حکیم سے کیا، علامہ قاری نصیر احمد شریقی نے انتہائی دلنشین آواز میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا اور جناب اصغر علی نقشبندی نے شہرہ آفاق شاعر حضرت علامہ اقبال کا کلام بحضور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ملک کے نامور صحافی روزنامہ جمانت، تجارت کے چیف ایڈیٹر، مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے صدر جناب جمیل اطہر سرہندی نے افتتاحی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ تاریخی حقائق کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Marfat.com

نے تکفیری مہم نہیں چلائی بلکہ اصلاحی مہم سے کام کیا ہے۔ بیمار کو بیمار ثابت کرنا اور اس کے مرض کی صحیح تشخیص یہی حکمت ہے مگر بیمار کا علاج کرنا اس کے مرض کے اصل اسباب کو دور کرنا اور اس کو صحت مند بنانا اصل حکمت ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیمار ملت کو صحت مند بنایا اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ہسپانیہ کے حشر سے دوچار ہونے سے بچانے میں کامیاب ہوئے۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی شخصیت کے حوالے سے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مجدد الف ثانی سوسائٹی کے صدر نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بڑی ہمہ گیر ہے اس کے اثرات بھی عالمگیر ہیں جوں جوں تحقیق کا مقام وسیع ہو رہا ہے نئے نئے رخ سامنے آرہے ہیں اور آپ کی عظمت و شوکت کا نقش پختہ تر ہوتا جا رہا ہے۔ بے شک آپ الف ثانی یعنی ہزارہ دوم کے مجدد ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض اپنی صدی سے گزر کر اب دوسری صدیوں میں داخل ہو رہا ہے تقریباً ۴۰۰ برس گزر چکے ہیں مگر پاک و ہند کے افق پر مجددی آفتاب پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے۔ آپ ہی کی مساعی کا ثمرہ ہے کہ آج اسلام اور مسلمان برصغیر میں پہچانے جاسکتے ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو ابھارا اور نہ ہندوؤں نے بت اور جین دھرم کو اپنے اندر جس طرح جذب کر لیا تھا کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رکھا۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کو بھی اسی طرح اپنے اندر جذب کر لیا جائے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب بظاہر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے انہیں عطا کیا لیکن درحقیقت یہ مولا جل شانہ کا عطیہ تھا اور اللہ کے نیک بندوں نے آپ کو حضرت مجدد کہنا شروع کر دیا۔ کثیر افراد اب آپ کا نام لیتے جاتے ہیں۔ حضرت مجدد کے

marfat.com

نام سے ہی یاد کرتے ہیں۔ حضرت مجدد کے احیائے دین کا ہی اثر ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ہندوؤں میں ضم ہونے سے بچ گئے۔ اجل علماء حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تحریک احیائے اسلام کے گرویدہ ہوئے اور اب تک چلے آ رہے ہیں۔

محترم جناب جمیل اطہر سرہندی نے سوسائٹی و سنٹر کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر اپنی بساط کے مطابق پچھلے پینتیس سال سے یہ خدمت انجام دیتے آ رہے ہیں اور اس سارے کام کا سہرا ہمارے روحانی پیشوا سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے آج ان کی روح پھر خوش ہوگی کہ ان کے پیروکار ان کے نام لیوا اس مقصد اور نصب العین کے لیے ایک کے مرتبہ پھر لاہور کی اس سر زمین میں اکٹھے ہوئے ہیں جو کہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بڑی عزیز تھی اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بڑی محبوب تھی۔ سوسائٹی اپنے دوسرے کاموں کے علاوہ ہر سال قومی کانفرنس منعقد کراتی ہے اور اس میں جو مقالات پڑھے جاتے ہیں انہیں کتابی صورت میں شائع کرتی ہے اس دفعہ ”ارمغان امام ربانی کے نام سے (جلد سوم)“ شائع ہوئی ہے جسے ہمارے ساتھی، بہت مربی اور محسن جناب ڈاکٹر ہاپوں عباس شمس نے اسے مرتب کیا ہے اور اسی طریقے سے ہم نے ایک اور کتاب ”تصوف روح دین“ شائع کی ہے یہ بھی شیر ربانی اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی تحریر ہے۔

آخر میں دعوت فکر دیتے ہوئے نے کہا کہ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت ان

تصورات کے مطابق جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیے جو حضرت ڈاکٹر علامہ شبلی نے ہمیں دیے جو حضرت علامہ نے ہمیں دیے پاکستان کو اسلام



کا ایک قلعہ بنانے کے لیے عزم مصمم کے ساتھ یہاں سے انھیں گے اور اس پیغام کو ان تمام لوگوں تک پہنچائیں گے جو اس کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکے تاکہ حقانیت کا اور صداقت کا یہ پرچم سر بلند رہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اوز میرے ساتھیوں کو اس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا کرے (آمین)۔

دنیاۓ تحقیق کی نامور شخصیت ممتاز تاریخ دان جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنے تحقیقی مقالہ بعنوان ”احیائے دین کے لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی کوششیں اور ان کے ثمرات“ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ پاکستان و ہند میں اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کی سعیِ جہم، کرب و مخلصانہ بے چینی اور آپ کے تیار کردہ ”جرگہ ممدان دولت اسلام“ کی مسلسل جدوجہد سے آخر جہانگیر بادشاہ کو اسلام کی حقانیت کا احساس ہونے لگا تو اس نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری اور ملک کے مفتی میراں صدر جہان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ چار دین دار علماء کی ایک جماعت ہر وقت دربار میں اس کے ساتھ رہے جو اسے مسائل شرعیہ سے آگاہ کرتی رہے اگر کوئی اور مصلح ہوتا تو اس خوشخبری کو اپنی کامیابی سمجھ کر پھولے نہ سماتا لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی فراست اور دینی بصیرت عطا فرمائی تھی اور چونکہ آپ اکبری عہد کے فتنوں اور علمائے سو کے عبادت خانہ میں اجتماع اور اس کے مضمرات سے آگاہ تھے اور جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ آپ کے نزدیک ہندوستان کی ملت اسلامیہ کے انتشار کا اصل سبب انہی علمائے سوء کی حب جاہ تھا اس لیے آپ نے اس کے منفی اثرات کا فوری نوٹس لیا اور نہایت مغموم ہو کر نواب مرتضیٰ خان

فرید بخاری کو ان امور سے خبر داکرتے ہوئے لکھا: ”یہ بات سننے میں آئی ہے کہ بادشاہ اسلام نے دیندارانہ فطرت کی خوبی سے جو ان میں پائی جاتی ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ چار دین دار علماء مہیا کریں جو ہر وقت دربار شاہی میں حاضری پر احکام شرعی بیان کرتے رہیں تاکہ کوئی امر خلاف شرع واقع نہ ہو..... مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کیا خوشخبری ہو سکتی ہے۔ اور ماتم زدوں کے لیے اس سے اچھی بشارت کیا ہو سکتی ہے؟..... غرض مند دیوانہ ہوتا ہے چنانچہ عرض ہے کہ دیندار علماء بلاشبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں میں مرتبہ اور سرداری کی محبت نہ ہو اور جن کا مدعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کو ترویج اور ملت اسلامیہ کی تائید و تقویت ہو، حب جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا اور اختلافی باتیں بیان کرے گا۔ اور اس طریقہ کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنائے گا اس صورت میں تبلیغ دین کی مہم ابتری اور خرابی کا شکار ہوگی۔ گذشتہ زمانے (عہد اکبری) میں بھی علماء کے اختلافات عالم اسلام کو بلا اور فتنے میں جھلا کر چکے ہیں۔ ایسی ہی صورت اب بھی پیش آ سکتی ہے۔ اس طرح دین کی ترویج کیا ہوگی بلکہ دین کی تخریب ہوگی۔ اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ اور علماء سو کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ اس مقصد کے لیے اگر صرف ایک عالم کو منتخب کریں تو بہتر ہوگا۔ اگر علمائے آخرت میں سے کوئی میسر آ جائے تو یہ کتنی بڑی سعادت ہوگی۔ کیوں کہ ایسے عالم کی صحبت کبیرت احمر ہے۔ اور اگر ایسا نیک و پرہیزگار عالم نہ مل سکے تو صحیح سوچ بچار کے بعد اسی طبقہ ہی سے بہتر کا انتخاب کر لیں..... جس طرح عوام کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے ان کی بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہی ہیں۔ بہتر سن لو اور علماء کی مہم اور دین کی ترویج کا باعث بنیں۔ ان کی پراپرٹ

اور ان کی گمراہی انہیں سے وابستہ ہے“

سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کے محبوب ساتھی، مرکز تحقیق فیصل آباد کے صدر پاسبان مسلک اہل سنت، مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب نے انتہائی نازک اور اہم موضوع ”دور حاضر میں صوفیہ کا کردار“ کے حوالے سے دعوت فکر دیتے ہوئے کہا کہ اگرچہ مملکت اسلامی ہو، مسلمان حکمران ہو، نسل در نسل مسلمان ہو مگر ان کے سامنے بھی کلمہء خیر کا طریقہ جو مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنایا وہ آج بھی اپنانا ہوگا۔ آج بھی وہی حالات ہیں۔ آج بھی مسلمان حکمران ہیں۔ آج بھی عقیدت مندی کی انتہاء ہے۔ آج بھی چادریں چڑھائی جارہی ہیں اور پھول برسائے جارہے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ شریعت کے بنیادی مسائل پر تسائل ہو رہا ہے، اس لیے آج کے صوفیا کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تہلیل کرتے ہوئے ان مسائل کو سامنے لانا ہوگا جو مسائل دین کی اساس ہیں اگر یہ نہیں کریں گے تو ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف نہیں کریں گے جس گدی سے مدینہ نظر نہیں آتا وہ گدی ہمارے لیے قابل قبول نہیں۔ یہ تو نشان منزل ہے مرکز وہ ہے جو مدینہ منورہ ہے۔ اس مرکز سے وہ نظر نہیں آئے تو یوں سمجھ لیجئے کہ بات اپنی ذات کے فائدے کے لیے ہے یہ نشان ہے جو ہمیں راہ بتاتے ہیں یہ راہنما ہیں جو ہاتھ پکڑ کر مدینہ لے جاتے ہیں۔ ان ہاتھوں کی قدر کیجئے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سب کو ادھر کا رخ دکھا رہے ہیں کہ وہی ہے مرکز وہی ہے نجات اور وہی ہے کامیابی کا ذریعہ۔ آئیے آج بھی اسی پر عمل کریں۔

نورجان محقق حماسی یونیورسٹی فیصلہ کے شعبہ عربی سے وابستہ جناب

marfat.com

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد خاں نے اپنے مخصوص انداز اور خوبصورت لب و لہجہ میں ”رسالہ تہلیبہ کے ادبی محاسن“ پر مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ جب بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں جس کا تعلق اصل و بنیادی موضوع سے ہو آپ اس کا حق ادا کرنے کی سعی و کوشش میں مسلسل مصروف عمل رہتے ہیں حتیٰ کہ اس کے تمام جوانب کا احاطہ کرتے ہیں اور کوئی چیز بھی بغیر تحقیق و تفتیش کے ذکر نہیں فرماتے حتیٰ کہ وہ وقائع و اخبار اور دلائل جو قدیم مصادر میں ہوں جن تک رسائی آسانی سے ممکن نہ ہو کو بھی ذکر کرتے ہیں تاکہ آپ کی تحریر جامع و کامل ہو اور فراہم کردہ معلومات میں کسی قسم کا جھول نہ ہو اس سلسلہ میں سب سے اہم بات جو قابل توجہ ہے وہ آپ کی دقت ری اور ایجاز شدید کا وصف بے نظیر ہے اس کی عمدہ و بہترین مثال آپ کی وہ تحریر ہے جو آپ نے خصوصیت ذات الہی کے حوالہ سے تحریر فرمائی۔ مختصر یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف مباحث پر بات کرتے ہوئے سب سے پہلے دین اسلام کے بنیادی و اساسی مصادر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے استشاد و استدلال کرتے ہیں اور اس کے بعد حسب ضرورت صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور علم الکلام کے مصادر سے بھی استفادہ کرتے ہیں جو آپ کے تبحر علمی کا منہ بولا ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے مکتوبات میں تصوف حق کی دعوت و اشاعت کے ساتھ ساتھ بدعت و خرافات کی بیخ کنی بھی کی ہے جو کہ ایک مجدد کے لیے بہت ہی ضروری بلکہ لازم و ملزوم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر مجدد کو سمجھنے اور اس کی ترویج و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی نے اپنے شیخ و مرئی سرور ملت

marfat.com

Marfat.com

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے عظیم کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے ساری زندگی سیرت مجدد الف ثانی کو اپنائے رکھا اور دین حنیف کی تاریخی خدمات کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے افکار مجددی اشاعت میں شب و روز محنت کی اور اس کے فروغ کے لیے مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر من آباد لاہور کو قائم کیا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ شیخ کے قائم کردہ اداروں کی زندگی اور مشن کی ترقی کے لیے اپنے بھرپور کردار کرتے رہیں یہی شیخ سے وفاداری ہے اور اسی میں ہماری فلاح و نجات ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اسلامی فکر، تاریخ و ثقافت سے وابستہ عظیم محقق پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد سجاد نے اپنے وقیع مقالہ ”سماجی فلاح و بہبود: حضرت مجدد الف ثانی“ کے افکار کی روشنی میں ”پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مکتوبات امام ربانی کے مطالعہ سے جو تعلیمات ہمیں ملتی ہیں اس میں آپ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ معاشرے کے اندر وہ افراد جو بے سہارا ہو جاتے ہیں خصوصاً بیوہ خواتین، آپ نے انہیں دوبارہ نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ایک مکتوب میں جو ایک صاحب حیثیت کو لکھا گیا فرماتے ہیں:،، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مخلوق خدا اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ پیارا ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ مخلوق کے رزق کا کفیل ہے پس مخلوق اس کے عیال کی طرح ہے جو آدمی کسی کی عیال کے ساتھ غم خواری کرے اور اس کے بوجھ کو برداشت کرے تو یہ شخص اس عیال والے کا محبوب ہو جائے گا کہ اس نے اس کا بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کی مشقت کو اپنے اوپر ڈال لیا اس بنا پر تکلیف دینے کی جرأت کرنا ہے کہ خط جو پہنچانے والے ہیں نیک آدمی

marfat.com

Marfat.com

ہیں قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں اس کی مالی مدد کریں کہ سخی لوگوں کو سخاوت کے لیے بہانہ کافی ہے۔“

فاضل محقق نے آخر میں ان خیالات کا اظہار کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں اور خود عمل کر کے بھی کہ جو لوگ غریب ہیں مسکین ہیں، بیوہ ہیں ان کی خدمت کی اور یہی تعلیمات ہمارے سامنے رکھی ہیں دکھی انسانیت کی خدمت کرنا لوگوں کو تعلیم دینا ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا یہ بھی اس کی فلاح ہے اور جو لوگ معاشرہ میں کمزور ہیں ان کی مدد کرنا بھی فلاح ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج پیپلز کالونی گوجرانوالہ سے وابستہ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے ”میرزا عبدالرحیم خان خاناں“ کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت پر فاضلانہ انداز میں کلام کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ان خطوط کے جن پہلوؤں پر خاص طور سے روشنی ڈالی جائے گی، وہ تین پہلو ہیں (i) دعوتی اہمیت (ii) معاشرتی اہمیت (iii) سیاسی اہمیت۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ”تحریک دعوت“ کو اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپؐ نے ایک طرف تو طبقہ عوام کی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کی طرف بھرپور توجہ فرمائی اور دوسری طرف کرسی اقتدار کی بجائے امراء اور اشرافیہ کو اپنی دعوت کا ہدف بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپؐ کی کوششوں کے نتیجے

marfat.com

Marfat.com

میں معاشرے کے سرکردہ لوگوں نے اپنی دینی دلچسپیوں کا اظہار کیا تو عوام نے اپنے دینی مزاج کی وجہ سے ان کے طرزِ عمل کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس پر اپنی مسرت اور شادمانی کا اظہار بھی کیا۔ خطوط کی معاشرتی اہمیت کے پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے فاضل مقالہ نگار نے کہا کہ دورِ حاضر میں داعیانِ اسلام کی دعوت کے غیر موثر ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا افرادِ معاشرہ کے ساتھ براہِ راست تعلق نہ ہونے کے برابر ہے، ہمارے ہاں طبقہٴ عوام کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنا اور پھر ان کے حل کی عملی کوشش، دعوتِ دین کے دائرہ سے قطعی باہر سمجھی جا رہی ہے۔ یہ طرزِ عمل رسول اللہ ﷺ کے منہاجِ دعوت سے بہت بڑا انحراف ہے۔ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق خدا سے محبت اور خدمتِ خلقِ دعوتِ دین کے سب سے کارگر ہتھیار ہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خطوط کے سیاسی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ نے خانِ خاناں کی طرف جو خطوط صادر فرمائے ان میں اس بات کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہو کہ آپؐ خانِ خاناں کی اس حیثیت سے اقتدار یا ذاتی منفعت کے خواہاں ہوں۔ حضرت مجددؐ نے جس انداز میں اپنے ذاتی طرزِ عمل سے اقتدار سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا اس نے حکمران طبقے، امراء اور اشرافیہ میں آپؐ کی دعوت کے نفوذ میں اہم کردار ادا کیا۔ غور کیا جائے تو شیخ مجددؐ کے خطوط کا مرکزی نقطہ مکتوب الیہ کی اصلاح اور پھر ان کی وساطت سے درباری امراء اور دیگر متعلقین کی اصلاح ہی تھی آپؐ نے اس مقصد کے لئے ایسا اسلوب اختیار فرمایا کہ مکتوب الیہ کی نظر میں دنیا کا حقیر ہونا پوری طرح واضح ہو جائے اور اس کی وساطت سے دوسرے امراء کی اصلاح اور ان

کے دلوں میں اسلامِ احکم کی خدمت و ازب کے لئے اور کوئی کام نہیں ہے۔

marfat.com

Marfat.com

گفتگو کو سمیٹتے ہوئے ڈاکٹر ورک صاحب نے کہا کہ خلاصہ کلام یہ کہ خان خاناں کے نام حضرت مجدد کے مکتوبات سے جو نکات نکھر کر سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک داعی اپنے شن میں اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب اس کی کوششیں اخلاص پر مبنی ہوں اور یہ کہ دنیوی فوائد سے بے رغبتی داعی کے پیغام کو طبقہ امراء میں مقبول بنا دیتی ہے نیز حضرت مجدد کے زیر مطالعہ خطوط سے یہ چیز بھی سامنے آتی ہے کہ ایک داعی کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ لوگوں کی روحانی ترقی پر نظر رکھے بلکہ اسے لوگوں کے دکھ درد میں بھی شریک ہونا چاہیے اور ان کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہنا چاہیے کہ ان کے سماجی مسائل اس کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکیں اگر وہ لوگوں کی براہ راست مدد کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو تو اصحاب خیر کو ان کے مسائل کی طرف متوجہ کرے، اس انداز سے وہ لوگوں کے دل میں جگہ بنا سکتا ہے اور آسانی کے ساتھ دلوں کی زمین کو دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لئے ہموار کر سکتا ہے۔

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے ”شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں اور نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا جائزہ“ کے دقیق موضوع پر فاضلانہ اور حکیمانہ انداز میں اہم نکات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ دبستان طریقت کے آفتاب و ماہتاب ہیں جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ وحدت الوجود کے حوالے سے شیخ اکبر کے ناقد ہیں اور ان کے مقابل نظریہ وحدت الشہود کے پرزور مبلغ ہیں لیکن وہ حضرت شیخ اکبر کے علم و فضل کے معترف ہیں ان کے مکاتبات پر تنقید کے ساتھ بعض امور میں

marfat.com

Marfat.com



تعریف و تحویب بھی فرماتے ہیں لیکن ان کے عارف کامل اور مقبول بارگاہ رب العزت ہونے کے بر ملا قائل ہیں اور ان کا باہمی اختلاف مجتہدین شریعت کا سا ہے۔ قبلہ پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے فرمایا کہ تقابلی مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے کشف میں خطا واقع ہوئی ہے اور بعض امور پر ان کا موقف کتاب و سنت سے متصادم یا ناموافق ہے جس پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خوب گرفت کی ہے اور حق و باطل میں غلط و صحیح میں امتیاز کر دیا ہے ظاہر ہے ہر علم والے سے بڑھ کر ایک علم والا ہے یونہی تمام اصحاب کشف یکساں نہیں اور مکشوفات میں خطا غلبہ سکر یا غلبہ محبت کی وجہ سے اور دولت اخلاص میں ہرگز کمی نہیں اور جس حقیقت تک رسائی ہوئی وہ فضل ربی، عنایت الہی اور خصوصی مہربانی ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے کہا کہ بندہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنی مرید ہے اور تمام سلاسل کے مشائخ کا محبت و نیاز مند ہے اور یونہی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح عقیدت و وابستگی رکھتا ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ حق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور آپ کی شخصیت حقائق شریعت و دین کی ترجمان ہے اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی کشفی خطائیں ان کے مرتبہ و مقام کو ہرگز متاثر نہیں کرتیں کشف اولیاء یا الہام غیر انبیاء شرع میں معتبر نہیں مانا گیا اس لیے کہ انبیاء اصحاب وحی ہیں اور وہ لاریب حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے جس میں کسی خطا کی گنجائش نہیں اور وہ صاحب کشف خطاء سے محفوظ رہے گا جو پابند شرع و سنت ہے اسی لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بلند اور ان کی تحقیق شک و شبہ سے پاک ہے اور دین متین کی نورانیت سے لبریز ہے اور اصحاب سلوک کے لیے نعمت غیر مترقبہ اور ہدایت

کا مینار و نور ہے۔ **marfat.com** کا مینار و نور ہے۔

”مقام صحابہ: حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی میں“ کے اہم موضوع

پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب اخلاق و اخلاص، انتخاب سرور ملت، مشیر اعلیٰ حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و شیر ربانی اسلامک سنٹر من آباد لاہور، ممتاز محقق و دانشور ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس (چیئر مین جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد) نے کہا کہ آپ ﷺ کی صحبت میں گزارے گئے لمحات کو حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہما دنیا و ما فیہا سے افضل جانتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”واصحاب کرام بدولت صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰت والتسلیمات، از اولیاء امت، افضل آمدند کہ یقین دلی بہ مرتبہ صحابی نرسد، اگرچہ اولیس قرنی باشد (ترجمہ) اور اصحاب کرام حضرت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت ہی کی بدولت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں اور کوئی دلی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگرچہ اولیس قرنی ہی کیوں نہ ہوں۔“

فاضل مقالہ نگار نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے کہا

کہ آپ ﷺ نے صحبت کے آثار کا انکار کرنے والے کو جاہل قرار دیا ہے۔ صحبت نبوی کی برکت سے صحابہ کے نفوس کا تزکیہ ہو گیا تھا اور ان کا نفس امارہ پن سے آزاد ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام نے ہی دین کو صحیح اور اصل شکل میں ہم تک پہنچایا۔ اگر ہم اس بات کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں کہ دین اپنی اصل شکل میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کے لیے صرف صحابہ کی عظمت اور ان کی قربانیوں کا انکار کر دینا کافی ہوگا

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں: ”امام ذہبی وغیرہ نے حضرت علی سے بسند

صحیح روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ لوگ مجھے ان دونوں

marfat.com

Marfat.com

(شیخین) پر فضیلت دیتے ہیں لہذا جو بھی مجھ کو ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے اور اس کے لیے وہ سزا ہے جو ایک مفتری کی ہوتی ہے۔ اور دارقطنی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں جس کو پاؤں گا کہ وہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر پر مجھ کو فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے ایک مفتری کو لگنے چاہئیں۔ اس قسم کی اور بہت سی روایات خود حضرت علی سے اور آپ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے اس کثرت اور تواتر سے آئی ہیں جس میں کسی کو انکار کی مجال نہیں حتیٰ کہ عبدالرزاق کا کہنا ہے:

أفضل الشيخين بتفضيل عليّ اياهما علي نفسه والالما  
فضلتهما كفي بي وزرا ان احبه ثم اختلفه. "میں شیخین کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی نے اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے ورنہ میں ان (شیخین) کو کبھی فضیلت نہ دیتا۔ میرے نزدیک یہ گناہ ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کروں اور پھر ان کے فرمان کی مخالفت کروں"

آپ عليه السلام اہل سنت کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ماننا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ جو اس اجماع کے خلاف خیال کرے وہ احمق ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ قرآن و حدیث سے وابستہ جناب ڈاکٹر عبدالحمید عباسی نے اپنے حصے میں آئے موضوع "حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بحیثیت خادم قرآن" پر اپنی تحقیقات پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر بھی کی ہے اگر اس تفسیری ذخیرہ کو ان کے تفسیری

marfat.com

Marfat.com

تفردات کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا ان میں سے چند ایک پر روشنی ڈالتے ہوئے فاضل مقالہ نگار نے کہا کہ حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اسرار الہی میں سے ایک سر ہے اور ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کی تردید کی ہے اور اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حروف مقطعات اور ان کے اسرار کی تاویل ظاہر کی ہے، مگر ان کی تفسیر و بیان عام لوگوں کے لیے ممکن نہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی خاص نوعیت کے لوگ ان حروف کے معانی سے آشنا ہو سکتے ہیں۔“

آستانہ عالیہ دربار حضرت خواجہ سلطان باہو سرکار علیہ الرحمہ کے فیض یافتہ جناب ڈاکٹر سلطان الطاف علی ”پاکستان کے تناظر میں مجدد کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت“ پر پُر مغز مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس دور میں قدم رکھا اس میں مسلمان مکمل انتشار کا شکار ہو چکے تھے۔ دین کئی فرقوں میں بٹ چکا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ ان میں متعصبانہ مباحث جاری رہتے۔ سلاسل طریقت میں بھی امتیاز و تقابل کا رجحان ہو چکا تھا۔ شیخ احمد سرہندی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل طریقت و مشائخ میں یگانگت رکھنے کے لیے سلاسل طریقت اربعہ میں بیعت کا رجحان پیدا کرتے ہوئے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کبھلی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ خلافت بھی انہی سے حاصل کیا۔ طریقہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے اور اہل بیعت تو وہاں حضرت خواجہ باقی

marfat.com

Marfat.com

باللہ قدس سرہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ طریقہ کبرویہ مولانا یعقوب صرفی سے حاصل کیا۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے سب طریقوں میں سلسلہ قادریہ کو افادہ کے لیے سلوک کا حصہ رکھا۔ ایک روز آپ نے اپنی علالت کے دوران مخدوم زاوہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر

افلت شمس الاولین و شمسنا ابداء علی افق العلی لا تغرب

”گذشتہ تمام بزرگوں کے آفتاب غروب ہو چکے ہیں لیکن ہمارا آفتاب کبھی افقِ اعلیٰ پر غروب نہ ہوگا“ حال لکھو تم کو اس سے ضعف سے صحت ہوگی۔

منہاج یونیورسٹی میں شعبہ علوم اسلامیہ سے وابستہ منہاج القرآن کے مدیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری اپنے بیش قیمت خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کلمہ طیبہ ہم پڑھتے ہیں، جو نماز اور روزہ رکھتے ہیں ان اعمال کے پیچھے اگر قربانی و ایثار و تقویٰ و فراست ہے تو وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کی ہے اس لیے کہ دین بدل رہا تھا دین کے شعائر بدلے جا رہے تھے علماء میدان چھوڑ چکے تھے، صوفیہ بد عمل ہو چکے تھے اس وقت اللہ نے اس نفس کو خبردار کیا جن کی استقامت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصطفوی کردار نظر آتا ہے اور ابراہیمی کردار بھی نظر آتا ہے آپ علیہ الرحمۃ ایک چٹان کی طرح صراطِ مستقیم رکھڑے ہو گئے اور علماء کو بلایا اور عوام کو

marfat.com

Marfat.com

مخاطب کیا اور بادشاہ وقت کو مخاطب کیا چاروں طبقات کو بروقت اپنی تعلیمات سے مستفید فرمایا۔

راقم الحروف نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

یاد کریں اس دور کو جب سلاطین ہند (مغلیہ سلطنت) کا ڈنکا شرق و غرب میں بجاتا تھا، کس قدر جاہ و جلال والے تھے جن کی ہیبت سے پوری دنیا لرزہ بر اندام تھی مگر بد قسمتی سے مسلمان ہونے کے باوجود باغی الاسلام تھے۔ مذاہب باطلہ کے دلدادہ اور ارادت مند حاکم وقت نے قوت کا منہ استعمال کیا اور تمام قوتیں مذہب اسلام کے چہرہ کو داغدار کرنے کے لیے صرف کر دیں۔ اگر بغور جاننے کی کوشش کریں تو سلاطین ہند کا یہ دور یاد دلدار ہا تھا، اس دور کی جب روئے زمین پر نمرود کا دربار سب سے بڑا اور بار تھا اور اس دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بے خوف حق تعالیٰ کا پیغام سنار ہے تھے، اس دور کی جب فرعون کے دربار میں حضرت کلیم اللہ علیہ السلام الہامی پیغام پہنچانے کی ذمہ داری نبھار ہے تھے دوسری طرف اس دور کے رئیس الروسا "قارون" کو اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ یاد دلدار ہے تھے۔ اس دور کی جب حضرت امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء عرب قبائل کے درندہ صفت سرداروں کو تنہا دعوت حق دے رہے تھے اور طائف کے بازار میں خون کے دشمنوں کو نغمہ تو حید سنار ہے تھے۔ اسی طرح وقت، سلاطین ہند کے سامنے اولوالعزم پیغمبروں کی سنت کو زندہ کرنے کے لیے کسی اولوالعزم ولی کامل، مرد حق کے وجود کا تقاضا کر رہا تھا ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہو۔ شریعت محمدی کا نفاذ جس کی منزل ہوتی، ایسا جو درکار تھا جو حضرت صدیق اکبر کے عشق، حضرت عمر کے جرات، حضرت عثمان غنی کے حیا اور ان کے خیر خواہی کے

پرتو ہوتا۔ چنانچہ ایک ہزار (۱۰۰۰) سال قبل وہن محبوب خدا ﷺ سے دی گئی گواہی اور پیش گوئی کے مصداق کا ظہور ہوا جسے آج لوگ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے کردار نبوت کو اپناتے ہوئے تمام مصائب کا تنہا مقابلہ کیا اور حکمت و دانائی، صبر و استقلال سے ایک ماہر ترین طبیب کی طرح تمام طبقات ریاست کو لاحق بیماریوں کا جائزہ لیا اور ان کی بروقت تشخیص کر کے دائمی علاج فرمایا۔

اور عصر حاضر میں جبکہ روشن خیال آزاد مسلم معاشرے اور جہاں کہیں بھی اسلام یعنی قرآن اور ہادی اسلام ﷺ کے فرمان کو ناقابل عمل سمجھنے یا سمجھانے کی کاوشیں کی جا رہی ہیں حضرت امام ربانی کے عطا کیے گئے نسخہ کیمیا (مکتوبات امام ربانی میں دی گئی تعلیمات) سے ہی ان مہلک الایمان امراض کا علاج ممکن ہو سکتا ہے۔

صدر مجلس نے آخر میں اپنے قیمتی ملفوظات پیش کرتے ہوئے فرمایا:

حضرات گرامی! آپ نے بے شمار عقدہ لائیکل حل فرمائے رسول اکرم ﷺ کو معراج دنیا میں نہیں آخرت میں ہوئی تھی۔ حضرات خضر و الیاس ارواح ہیں۔ ہندوستان میں بھی انبیائے کرام تشریف لائے تھے مگر پیروکاروں کی تعداد بہت کم رہی بعض کی قبور مبارکہ کی نشان دہی فرمائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے عبقری وقت مسلم قوم پر آپ کے اسانات گنوانے کے بعد فرماتے ہیں: ”آپ کی ذات کی جلالت شان یہاں تک پہنچی کہ بلا خوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ سے محبت رکھنے والا مومن متقی اور آپ سے عداوت رکھنے والا فاجر و شقی ہے“ آپ کا فکر و فلسفہ سلطنت کے لیے ایک مقوی ٹانگ ہے۔ سلطنت مغلیہ جب تک آپ کے فکر و فلسفہ پر عمل پیرا رہی تب تک سلطنت مغلیہ کی رعایت میں رہا اور ضعیف ہو گیا اور زریں پتھر کی تعمیر کی وقت

marfat.com

کے بعد اُن کے جانشینوں نے آپ کے فکر و فلسفہ کو ترک کر دیا جس کے نتیجہ میں عظیم سلطنت مغلیہ کے جسم سے قوت و طاقت کا سارا خون نچر گیا اور سلطنت تباہی و بربادی کی طرف تیزی سے گامزن ہو گئی کیونکہ یہ نظریہ ہی ہے جو سلطنت کے بے جان جسم میں طاقتور روح ڈالتا ہے۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی جس کی وجہ سے علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ کا رخ تبدیل ہو گیا۔ علامہ صاحب اپنی شہرہ آفاق کتاب ”جاوید نامہ“ میں مشہور مغربی مفکر نطشہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

کاش بودے در زمان احمد سے تار سیدی بر سرور سردی  
کاش نظرے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ہوتا تو ان سے سرور سردی  
حاصل کرتا۔

خطبہ صدارت کے آخر میں حضرت پیر صاحب نے اپنی محبتوں سے اراکین اور منتظمین تقریب کو نوازتے ہوئے فرمایا کہا ایک دفعہ پھر درگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی کانفرنس و شیر ربانی اسلامک سنٹر کے اراکین کو خوش و خرم رکھے انہیں شدا امد زمانہ سے محفوظ رکھے مقالہ نگار حضرات اور شرکائے کانفرنس تمام شاد و آباد رہیں اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی روح پُر فتوح سے فیض یاب ہوں آمین بجاہ سید المرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

صدارتی خطبہ کے بعد صدر مجلس شہزادہ امام ربانی نے انتہائی عاجزی سے دعائے خیر فرمائی۔ یوں یہ تقریب اپنے حسن کے تمام مراحل خوش اسلوبی سے طے کرتی ہوئی پایہ تکمیل تک پہنچی۔ معزز مہمان گرامی اور شرکائے مجلس کے لیے لشکر مجددیہ کا انتظام

کیا گیا تھا۔ انعام کرداران کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

marfat.com



یاد رہے کہ جس جگہ یہ کانفرنس منعقد ہوئی اسے ایوان اقبال کہا جاتا ہے۔ یہ ایک دیدہ زیب وسیع و عریض اور پر شکوہ عمارت ہے جس میں ایک بہت بڑا کانفرنس / سمینار ہال دیکھنے کے قابل ہے۔ جب ایک انسان پہلی مرتبہ اس عمارت کے صدر دروازے سے داخل ہوتا ہوا ہال کے اندر جانے کے لیے زینے طے کر رہا ہوتا ہے تو وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ کسی الگ ہی دنیا میں آ گیا ہے جیسے کوئی بہت عالی شان دربار کا ماحول سجا ہو۔ ہر طرح آرام وہ نشستوں کا ہالہ دکھائی دیتا ہے۔ ایک ہزار سے زائد نشستوں پر مشتمل اس ہال کے تقریباً ایک دہائی سے زیادہ داخلی دروازے ہیں جس کی وجہ سے شرکائے مجلس اپنی نشستوں تک با آسانی پہنچ سکتے ہیں۔ شرکت کے لیے آنے والا ہر شخص اپنے اندر اطمینان محسوس کرتا ہے جیسے وہ سب سے معزز مہمان ہے۔ آرام وہ کرسیاں سامع کو تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیتی وہ انہماک سے تقریب کو ملاحظہ کرتا ہے۔ سٹیج کا منظر بھی عجیب ہوتا ہے کہ دائیں بائیں بیٹھے سامعین و شرکاء کی نظر سٹیج پر پوری طرح پڑتی ہے۔ کوئی چیز نظارہ میں مانع اور رکاوٹ نہیں ہوتی۔ ہال کی چھت اور گیلری نظر کو خوب خیرہ کرتی ہیں۔ ایک لمحہ کے لیے انسان کی نظریں رک جاتی ہیں اور اس کے آریکٹر کے بارے میں ذہن میں باتیں آتیں جاتی ہیں... کس نے اس کو ڈزائن کیا ہوگا؟ کیا خوبصورت سوچیں اس کی تعمیر میں حصہ ڈال رہی ہوں گی؟

سٹیج کے پیچھے موضوع تقریب کی مناسبت سے ڈیزائن شدہ فلکس جب لوہے کے وسیع و عریض شینڈلر آویزاں ہوتا ہے تو نظریں ایک بار پھر لذت محسوس کرتی ہیں اور ماحول کی رعنائی بام عروج کی طرف سفر طے کرتی نظر آتی ہے۔

چار سالوں سے ہال میں ایک ایسی معاشرتی، مذہبی، علمی، سیاسی اور

marfat.com

Marfat.com

تعلیمی موضوعات کے حوالے سے مختلف ادارے تقریبات کا انعقاد کرتے رہتے ہیں وہاں مجدد الف سوساٹی لاہور بھی برصغیر پاک و ہند کی عظیم روحانی و عبقری شخصیت کے حوالے سے عظیم الشان قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے۔ یہ ادارے کی طرف سے اس ہال میں دوسری باقاعدہ تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پہلی تقریب کا انعقاد مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کے جہان امام ربانی کی پہلی سات جلدوں کی تکمیل کے موقع پر حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کی خواہش اور تحریک پر سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے 24 اپریل 2005 کو منعقد کروایا تھا۔ زیر نظر تحریر اس ہال میں دوسری مرتبہ منعقدہ 34 ویں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس جو کہ 30 جنوری 2011 کو منعقد ہوئی اس کی روئیداد پر مشتمل ہے۔

اس روز جب کہ ملک کی بہت بڑی سیاسی جماعت کا ناصر باغ المشہور گول باغ نزد لاہور کچہری میں بہت بڑے جلسہ کا انعقاد ہو رہا تھا ایوان اقبال کی طرف آنے والی ہر شاہ راہ انتظامیہ (پولیس) کی طرف سے بند کر دی گئی تھی اور لوگوں کا آنا انتہائی دشوار ہو گیا تھا ایسے حالات میں کانفرنس ہال کا خاطر خواہ بھر جانا اور ملک کے طول و عرض سے شمولیت کے لیے آنے والے حضرات نے جس جذبہ کا اظہار کیا وہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ عاشقان حضرت امام ربانی کے لیے کوئی رکاوٹ رکاوٹ نہیں ہوتی وہ تو اپنے محسن کے احسان کے سامنے ان رکاوٹوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔

اللہ کے فضل و کرم اور کمین گنبد خضر علیہ السلام کے حکم اس عظیم عاشق صادق قیوم زمانی

حضرت امام ربانی علیہ السلام کی انکوائرنس کے حوالے سے [marfat.com](http://marfat.com)

فاضل مقالہ نگاراں، مہمان خصوصی اور سب سے بڑھ کر شہزادہ امام ربانی حضرت پیرنثار احمد جان سرہندی زیدہ مجددہ کا اس تقریب میں آنا یہ سب مقبولیت کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس روز آغاز سے اختتام تک اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور اور دیگر رضا کار اور حلقہ مسعودیہ کے معزز نمائندگان نے جس تنظیم کا مظاہرہ کیا وہ بھی مثالی تھا۔ یقیناً ان سب کامیابیوں اور حسن کے پیچھے مسعودی سرور ملت جیسے بزرگوں کی نگاہ اور فیض شامل حال ہوتا ہے۔ اللہ کریم جل شانہ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو ان بزرگوں کے پاکیزہ مشن کو خلوص دل سے آگے بڑھانے کی سعادت عطا فرماتا رہے۔

(امین بجاہ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ)

سابقہ کانفرنسز  
میں پیش کیے جانے والے  
مقالات کے عنوانات



marfat.com

Marfat.com

﴿ ۱ ﴾

نام مجموعہ مقالات: شیخ سرہند

ترتیب و تدوین: جمیل اطہر

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود تک	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زیڈاے سلہری
۹۔	سرمایہ طہت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔	گرمی احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اطہر
۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی انڈوکیت

marfat.com

Marfat.com

۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم شمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اظہر
۱۸۔	خوابہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

﴿ ۲ ﴾

نام مجموعہ مقالات: افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۷۔ اپریل ۲۰۰۳ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال ہمدرد

مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

۲۔	دوقوی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اولین بانی	مجیب الرحمن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۶۔	اللہ والوں کی سر زمین	جیل اظہر سرہندی

﴿3﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد اول)

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۴۔ اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال

ایمپریشن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Marfat.com

۲۔	جهان امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہار تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جهان امام ربانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد سرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کالاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس خٹس
۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی



۱۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خاندانہ مجددیہ سے قائد اعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرّم احمد

## ﴿ ۴ ﴾

نام مجموعہ مقالات: فکر امام ربانی

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت مولانا غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال

ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی

marfat.com

Marfat.com

۲۔	دوقومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی کا نظام تبلیغ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۴۔	حضرت امام ربانی کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۶۔	حضرت مجدد کا تصور اجتہاد	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۷۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۸۔	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ الشہیدی
۹۔	صدارتی خطبہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد سرور احمد

## ﴿ 5 ﴾

نام مجموعہ مقالات: نذر مجدد

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر ساعت ہال دربار حضرت

داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
-----------	-------------	------------

marfat.com

Marfat.com

۱۔	دربار رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد سرور احمد
۳۔	مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف نظریات یا شخصیات	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۷۔	مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصاب	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۸۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۹۔	حضرت مجدد کے خسر شیخ تھامیری کی جلاوطنی اور شہادت	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۰۔	وحدة الشہود گرہ کشائے وحدة الوجود	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۱۔	مکتوبات امام ربانی کے ماخذ	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس ٹمس
۱۲۔	شیخ سلطان اور مجددیت	محمد ظہیر مجددی

۱۳۔	صدارتی خطبہ	مفتی محمد معظم احمد
-----	-------------	---------------------

## ﴿6﴾

نام: مجموعہ مقالات: ارمان امام ربانی (جلد دوم)

ترتیب و تدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۳ فروری ۲۰۱۰ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دو قومی نظریہ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۔	تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف دعوت نہیں دی، اتباع سنت اور اکابر اہلسنت کی طرف متوجہ کیا	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر و رسوخ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	تکفیر مسلم میں حضرت مجددیہ کی مکمل احتیاط	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۶۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اوراد و وظائف	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۷۔	معارف (اعظم گڑھ) میں تذکار مجدد	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا دعوتی منہج و اسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

marfat.com

Marfat.com

۹۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات	ڈاکٹر محفوظ احمد
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ السلام کا عربی اسلوب نگارش (عربی مکاتیب کی روشنی میں)	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۱۱۔	رسالہ جہلیلیہ کا اسلوب نگارش	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
۱۲۔	مکتوبات امام ربانی کے فکری اور عملی پہلو	پروفیسر محمد عظیم فاروقی
۱۳۔	روئیداد	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

## ﴿ ۷ ﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد سوم)

ترتیب و تدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجنٹ روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	علوم شریعی کی ترویج میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اور ان کے ثمرات	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۲۔	عوارف المعارف: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد

marfat.com

Marfat.com

۳۔	لطائف المدینہ: حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے احوال کا ایک اہم ماخذ	پروفیسر محمد اقبال مجیدی
۴۔	عمدۃ الاسلام: حضرت مجدد الف ثانی کی پسند فرمودہ کتاب	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۵۔	اصلاح باطن و تزکیہ نفس مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۶۔	اشیاء النبوة کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۷۔	میر نعمان کے نام خطوط میں تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا منہج و اسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۹۔	ایصال ثواب: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر محمد عظیم فاروقی

## مکاتیب

۱۰۔	ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مکاتیب میاں محمد صادق قصوری کے نام
۱۱۔	ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مکاتیب میاں محمد زاہد بیدر السلام صدیقی کے نام

marfat.com

Marfat.com

☆ مذکورہ بالا کتب سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ اشاعتی ادارہ ”شیر ربانی پبلی کیشنز“ کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں۔

برائے رابطہ:

شیر ربانی اسلامک سنٹر من آباد لاہور

(جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، ۲۱-۱ یکڑ سکیم نیامزنگ من آباد لاہور)

موبائل

0300-4299321

nazim\_bashir72@Yahoo.com

marfat.com

Marfat.com

# مرکاتیب

ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرکاتیب

بنام

پروفیسر محمد اقبال مجددی



marfat.com

Marfat.com



ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب بنام پروفیسر محمد اقبال مجددی مکتوب، کسی فرد کے شب و روز کے معمولات کا مظہر ہوتا ہے۔ الفاظ کی اس دنیا میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کی دلچسپی کے امور ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم کسی زمانہ کے تاریخی احوال، اور شخصیت کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے لیے مکاتیب کا سہارا لیتے ہیں۔ اگر قلم و قرطاس حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کے ہاتھ میں آجائے تو مکاتیب کے الفاظ انقلاب کی صدا بھی دینے لگ جاتے ہیں۔ بہر صورت کئی جہات سے مکاتیب کا مطالعہ ایک علم افروز سرگرمی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (۱۳۲۸ھ/۱۹۳۰ء - ۱۳۲۹ھ/۲۰۰۸ء) علمی اور روحانی حلقوں کی ایک قد آور اور نامور شخصیت تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہما کی حیات و خدمات پر کام کرنے والے محققین آپ سے رہنمائی حاصل کرتے۔ اس مقصد کے لیے بہترین ذریعہ خط تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب علمی نکات اور فکری رہنمائی کے حوالہ سے قوم کا اثاثہ ہیں۔ جن اہل علم کے پاس یہ مکاتیب موجود ہیں۔ ذاتی خطوط کے علاوہ۔ وہ قوم کی امانت ہیں۔ اس تصور کے پیش نظر حضرت صوفی قلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کے ادارہ سے مکتوبات مسعودی علیحدہ بھی شائع ہوئے اور ارمغان امام ربانی کی دوسری اور تیسری جلد میں بھی شامل ہیں۔

اس چوتھی جلد میں شامل مکاتیب، فکر مجدد پر کام کرنے والوں کے لیے معلومات کا بیس بہا مواد لیے ہوئے ہیں۔ مکتوب الیہ پروفیسر محمد اقبال مجددی (پ: ۱۹۵۰ء) شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور سے طویل عرصہ منسلک رہے ہیں۔ زمانہ

marfat.com

Marfat.com

طالب علمی ہی سے آپ تحقیقی ذوق کے حامل رہے چنانچہ یہ مراسلت بھی ان کے اسی دور کی یادگار ہے۔ کتب شناسی کا ملکہ اسی دور میں پیدا ہو گیا۔ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری (ف: ۱۹۹۹ء) کی صحبت نے اس ذوق کو ہمیز لگائی۔ آپ کا اپنا وسیع کتب خانہ ہے جس میں نادر و نایاب کتب کا اثر تعداد موجود ہے۔ مقامات مظہری، حدیقہ الاولیاء اور مقامات معصومی کے ذریعہ اردو کے دینی ادب میں تدوین سازی کا رجحان ساز تحقیقی کام انجام دیا۔ اسی طرز خاص پر آپ تذکرہ زاوالعقاد پر بھی کام کر رہے ہیں۔ آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک علمی منصوبہ میں بطور معاون کام بھی کیا علاوہ ازیں ایران کے علمی منصوبہ ”دانش نامہ زبان و ادب فارسی در شبہ قارہ میں اڑھائی سو مقالات تحریر کئے۔ قدرت نے پروفیسر اقبال مجددی کی ذات کو معلومات کا خزینہ بنایا ہے۔ وہ مجددی سلسلہ کے چلتے پھرتے موضوع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں علمی شخصیات کے مابین مخطوطات سے سلسلہ مجددیہ کے حوالے سے بہت سی نئی معلومات، کتابوں پر تبصرے، اور مجدد شناسی کی نئی جہتیں سامنے آئی ہیں۔ ان ۳۵ خطوط کے علمی مباحث کی اہمیت تو مسلم تھی ہی، جناب پروفیسر اقبال مجددی نے ان خطوط پر حواشی بھی تحریر کر دیں جن سے ان خطوط کے مطالعہ کی اہمیت اور بڑھ گئی حواشی میں آپ نے خطوط کے مبہم نکات اور دیگر اہم و ضروری مباحث پر بھی معلومات فراہم کی ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے والے اہل علم کے لیے یہ مکاتیب بہت اہم ثابت ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

☆ ایک خط پروفیسر محمد اقبال مجددی زید مجدد کا نام مسعود ملت رحمۃ اللہ ہے

marfat.com

Marfat.com

﴿۱﴾

گورنمنٹ کالج

شڈو محمد خاں

ضلع حیدرآباد سندھ

۷۸۶

۸ دسمبر ۱۹۷۰ء

مکرم القام دوام عناکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہو کر باعث فرحت و انبساط ہوا۔ یہ معلوم ہو کر مزید خوشی ہوئی کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مخالفین پر کام کر رہے ہیں، یہ احقر بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر تقریباً آٹھ سال سے مواد فراہم کر رہا ہے دوسرے علمی کاموں کی وجہ سے اس طرف ہمت تن متوجہ نہ ہو سکا۔ بہر کیف آپ سے بھی مدد حاصل کی جائے گی۔

عبداللہ خویہنگی قصوری (۱) کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں شاید کوئی نئی بات مل جائے۔ حدائق الحنفیہ (فقیر محمد جہلمی)، ابجد العلوم (نواب صدیق حسن خاں) نزہۃ الخواطر (عبدالحی لکھنوی) ہدیۃ العارفین و اسما المؤمنین و آثار المصنفین (اسامیل پاشا بغدادی) عربی ادب میں ہندوستان کا حصہ (ڈاکٹر زبید احمد)، تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) وغیرہ۔ (۲)

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے جو بات شیخ عبدالحق دہلوی کے اعتراضات کے متعلق کہی ہے وہی عبداللہ خویہنگی کے متعلق کہہ جا سکتی ہے انہوں نے تحریر فرمایا

marfat.com

Marfat.com

ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہ تحریر اعتراضات زبان بیصرف گویاں درطن  
دلیر ساختہ سخن بطور علماء ظاہر فرمودہ اند، کلام حضرت مجدد بطور علماء باطن است آں از  
عالی دیگر دایں از مقامے دیگر اعتراض کجا است (۳)

عالمی مکتوبات شریف پر اسی قسم کے اعتراضات کے اندیشے کے تحت ۱۰۰۹ھ  
میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو رخصت کرتے ہوئے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا:  
اگر سخن گوئید بطور علماء گوئید نہ بطور صوفیہ و اگر احیاناً بطور صوفیہ گفتہ شود بہ اغلائی  
بگوئید کہ جز مخاطب دیگرے نہ فہمہ و ازاں جا چیزے فرانہ گیرد کہ موجب ذلت او  
گردد۔ (۴)

عبداللہ خویہنگی کے آخری دور میں ۱۰۹۳ھ میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے  
متعلق علماء حجاز کے سامنے ایک فتویٰ پیش کیا گیا، محمد البرزنجی (۵) نے خوب دل کھول کر  
کفر کے فتوے لگائے مگر شیخ محمد بیک الہکی (۶) نے ایک رسالہ لکھ کر مسکت جواب دیا،  
رسالے کا نام تھا "عطیۃ الوہاب الفاصلۃ بین الخطا والصواب"..... یہ باتیں  
ضرور آپ کے علم میں ہوں گی، احقر نے احتیاطاً لکھ دیا ہے۔

مجھے اس کا صحیح اندازہ نہیں کہ اورنگ آباد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مخالفین کا  
مرکز تھا۔ (۷) اگر دیکھا جائے تو مخالفین و موافقین ہر بڑے شہر میں موجود تھے مثلاً  
دہلی، آگرہ، احمد آباد، لاہور وغیرہ، یہ مخالفت مخلصانہ بھی تھی اور معاندانہ بھی عالمانہ اور  
صوفیانہ رقابت بھی اس میں کار فرما تھی اور سیاسی مصالح کی بنا پر بھی مخالفت کی گئی تھی۔

marfat.com

Marfat.com

جاو لے کی وجہ سے تمام کتابیں بند پڑی ہیں ورنہ اس مسئلے پر تفصیل سے عرض کرتا، کتابیں کھولنے پر ان شاء اللہ مزید کچھ عرض کر سکوں گا۔ احقر حال ہی میں کویٹہ سے یہاں آیا ہے۔

چونکہ آپ مخالفین پر کام کر رہے ہیں اس لیے بعض چیزیں جو میرے علم میں ہیں عرض کر دوں ممکن ہے کوئی کام کی چیز نکل آئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ مطالعہ فرما چکے ہوں۔

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے صاحب زادے خواجہ محمد یحییٰ (۸) آپ کے پوتے خواجہ محمد فرخ (۹) اور عبدالاحد (۱۰) علیہم الرحمہ نے بھی مخالفین کے رد میں تحریر فرمایا تھا۔ سندھ کے مشہور عالم مخدوم معین (۱۱) ٹھٹھوی نے بھی شیخ عبدالحق دہلوی کے اعتراضات کے جواب میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے جو قلمی صورت میں مولانا محمد ہاشم جان (۱۲) مدظلہ کے پاس موجود ہے۔ پیر نظام الدین شکار پوری (۱۳) نے بھی ایک رسالہ بعنوان رد شہادت تحریر کیا تھا۔ مخالفین میں جدید لکھنے والوں میں ڈاکٹر اطہر حسین رضوی (۱۴) ہیں جنہوں نے اپنی انگریزی کتاب میں بہت کچھ لکھا ہے جس کا مسکت جواب مختصراً معارف میں شائع ہو گیا ہے۔ (۱۵) امریکہ سے بھی ایک صاحب کا مقالہ شائع ہوا تھا جس میں حضرت مجدد کو شیعوہ سنی رقابت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحکیم سیال کوٹی (۱۶) نے رد مخالفین میں ایک رسالہ لکھا تھا (۱۷) احقر کو اس کی تلاش تھی، اب تک نمل سکھ اس کے علاوہ حضرت مجدد کی ایک

marfat.com

Marfat.com

تصنیف اثبات الواجب (۱۸) کی تلاش ہے اس کا ذکر اسماعیل پاشا بغدادی (۱۹) نے کیا لیکن یہ بھی نہ مل سکی۔ آپ کے علم میں ہو تو ضرور مطلع فرمائیں..... ایک بات اور دریافت کرنی ہے عہد شاہجہانی کے مؤرخوں نے صوفیہ و علماء کی فہرست میں نہ حضرت مجدد کا ذکر کیا ہے نہ آپ کے صاحب زادگان اور خلفاء کا۔ بلکہ اگر کسی ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کا تعلق حضرت مجدد سے رہا ہو تو اس تعلق کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ مورخین کی اس خاموشی کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ شاہجہاں کو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا عقیدت مند بتایا جاتا ہے، یہ بات شہزادگی کے زمانے تک تو ٹھیک ہے لیکن دور شاعی میں یہ عقیدت نظر نہیں (۲۰) آتی گو اس وقت حضرت مجدد وصال فرما چکے تھے مگر آپ کے صاحبزادگان و خلفاء سے تعلق خاطر اس عقیدت کی توثیق کر سکتا تھا۔ اس کے برخلاف شیخ آدم بنوری (۲۱) کیساتھ جو کچھ ہوا وہ آپ کے علم میں ہوگا۔ (۲۲)

آج ذرا فرصت تھی تو یہ طویل عریضہ پیش کر رہا ہوں ورنہ عدم القریب کی وجہ سے تاخیر کا اندیشہ تھا۔ امید ہے کہ علمی مراسلت جاری رکھیں گے۔ مجھے خود آپ سے ملاقات اور آپ سے مکاتبت کا اشتیاق تھا۔ خدا نے یہ صورت پیدا کر دی قالہم اللہ علی ذالک۔ احباب کو سلام کہدیں۔

فظو والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۲﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

ضلع حیدرآباد سندھ

۷۸۶

۷ اربو نمبر ۱۹۷۰ء

صدیق محترم ہمدان صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ ربکم المعجم..... نوازش نامہ موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ کرم فرمائی کا ممنون ہوں۔ یہ آپ نے صحیح فرمایا کہ جس نے معاندانہ جذبے کے تحت اعتراضات کئے ہوں شاہ غلام علی صاحب کا ارشاد اس پر صادق نہیں آتا مگر پھر بھی یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ فقیمانہ اور عارفانہ زاویہ نگاہ میں بڑا فرق ہے۔ دونوں میں احتجاج وہی پیدا کر سکتا ہے جو بیک وقت عارف و فقیہ ہو اس احقر نے عبداللہ خویشگی کی تصنیفات کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا، آپ کی تحقیقات سے استفادہ کیا جائے گا۔ (۲۳)

مولانا عبدالکیم سیال کوئی کے متعلق بعض علماء نے کہا تھا کہ انہوں نے معترضین کے رد میں ایک مختصر رسالہ تصنیف فرمایا تھا، یہ بات اس لیے قابل یقین ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ نے اسی زمانے میں اختلاف فرمایا تھا البتہ یہ بات کہ آپ نے محمد البرزنجی کا جواب لکھا ہے ہر اسر فلف ہے۔ (۲۳) غالباً احقر نے یہ بات نہیں لکھی۔

ہمد شاہجہانی کے جن مؤرخین کی طرف احقر نے اشارہ کیا تھا ان سے وہ

marfat.com

Marfat.com

مؤرخین مراد تھے جنہوں نے شاعی نگرانی یا سلطنت کے زیر اثر کتب تاریخ مدون کیں۔  
مجموع الاولیاء (۲۵) کا عکس راقم کے پاس محفوظ ہے بیشک اس میں مجدد الالف الثانی لکھا  
ہے۔ طبقات شاہجہانی (۲۶) میں حضرت مجدد اور آپ کے صاحب زادگان کا ذکر ہو تو  
اقتباس نقل کر کے ارسال فرمادیں۔ یہ میری معلومات میں اضافہ ہوگا۔ جزاکم اللہ نیر  
کلمات صادقین (۲۷) کا اقتباس اگر مختصر ہو تو نقل کروا کر ارسال فرمادیں۔

محمد البرزنجی کے فتاویٰ کفر اور اس کے جوابات پر مشتمل ایک قلمی مجموعہ احقر کے  
پاس ہے جو نہایت خستہ حالت میں ہے یہ نسخہ ۳ شوال ۱۱۹۳ھ کو شاہ عبدالعزیز محدث  
دہلوی کے حکم سے حضور اللہ نے نقل کیا تھا۔

ابتداءً ان سوالات سے ہوئی ہے جو حضرت مجدد کے متعلق ہندوستان سے حجاز  
بھیجے گئے۔ کل ۳۳ سوالات ہیں، محمد البرزنجی نے ان کے جوابات دیے اور محاکفہ کے  
فتوے صادر فرمائے۔ آخر میں خود لکھتے ہیں۔

وقدینا ادلة ذلك كله مفصلة في رسالتنا قدح الزند

وقدح الزند فی (۲۸) ردّ جہالات سرہند و دفع التعویل

علی نفع التاویل (۲۹) وغیرہما من رسالتنا

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

والحمد لله قاله بفمه و کتبہ بقلمه فقیر رحمة ربه و راجی

لواہبہ العظیم محمد بن عبدالرسول الحسینی الشهرزوری

البرزنجی الملنی الشافعی الخ

marfat.com

Marfat.com



محمد البرزنجی کے جوابات پر ان علماء نے تصدیقات لکھی ہیں

(۱) محمد عبداللہ القواسی المغربی المالکی (۳۰) (۲) شیخ قاسم آفندی الرومی

الکھمی (۳۱) (۳) شیخ محمد ابی السروری السہوی الکھمی (۳۲)

پھر اس فتوے کا مختصر رد شیخ محمد بیگ نے تحریر فرمایا ہے جس کے لیے جامع نے

یہ عنوان قائم کیا ہے۔

هذا الجواب رد اجمالا لكلام السيد محمد البرزنجي

من الشيخ محمد بيگ. (۳۳)

اس مختصر رد کے بعد جامع نے شیخ محمد بیگ کا وہ رسالہ نقل کیا ہے جس کا احقر نے

ذکر کیا تھا۔ یعنی ”عظیۃ الوہاب الفاصلۃ بین الخطا والصواب“ (۳۴)..... اس پر دس علماء

حجاز کی شاندار تصدیقات ہیں جو آپ کے علم میں ہوں گی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر ”دعویٰ نبوت“ کا الزام سراسر اتہام ہے (۳۵) جس

طرح مکتوبات شریف کی غلط تعبیرات سے لوگوں نے یہ مطلب نکالا کہ آپ نے ”دعویٰ

تجدید دین فرمایا تھا، (چنانچہ صاحب قاموس المشاعر نے لکھا ہے کہ آپ نے مجدد

ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے) دعویٰ نبوت کا الزام بھی مکتوبات شریف کے سطحی مطالعہ کا نتیجہ

ہے بلکہ محمد البرزنجی کے سامنے تو مکتوبات شریف کے محرف اقتباسات تھے (۳۶) سیاق

و سیاق سے بے خبر۔ ایسی حالت میں جو کچھ لکھتا کون ٹوک سکتا تھا۔ مکتوبات شریف کی

تینوں مجلدات کا عربی ترجمہ بہت بعد میں ہوا (۳۷) ہے، ممکن ہے اس ترجمے کا ایک

مقصد غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو..... معترضین کے اعتراضات پر بحث کرتے ہوئے یہ

marfat.com

Marfat.com

حقیقت بھی سامنے رہے تو مناسب ہے کہ بعد مکاں، بعد زماں اور بعد فکر و خیال کو صحیح رائے قائم نہ کرنے میں بڑا دخل ہے۔

کاسر الخائفین (۳۸) کے مصنف کا احقر کو علم نہیں، رسالہ ردِ شبہات (۳۹) کا ذکر حضرت مولانا محمد ہاشم جان سرہندی نے کیا تھا۔ یہ رسالہ ان کے پاس ہے۔

مکتوب گرامی کل موصول ہوا، فرصت میسر تھی اس لیے جواب پیش کر رہا ہوں۔ محترم حکیم صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ آپ حضرات سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔ مولا تعالیٰ آپ کی علمی تحقیقات سے سب کو مستفیض فرمائے۔ آمین۔

والسلام

احقر محمد سعید الحق

﴿۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خان (سندھ)

(خلع حیدرآباد سندھ)

۷۸۶

۱۳ جنوری ۱۹۷۱ء

محترم القامہ دوام عنہما حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی نمبر ۲۳ دسمبر ۱۹۷۰ء موصول ہو گیا تھا، فرصت میسر نہ آ سکی اس لیے جواب میں تاخیر ہو گئی، معذرت خواہ ہوں۔ آپ نے جو سوالات تحریر فرمائے۔ بے بضاحتی کے شدید احساس کے ساتھ ان کے جوابات تحریر کر رہا ہوں۔ آپ کا مکتوب گرامی بھی واپس بھیج رہا ہوں تاکہ جوابات پڑھتے وقت سوالات سامنے رہیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کے اعتراضات کے متعلق حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے دل لگتی بات فرمادی ہے ”آں از عالمے دیگر واین از مقامے دیگر، اعتراض کجاست؟“ (۴۰)..... شیخ عبدالحق نے مکتوبات شریف کے ان مقامات پر خاص طور پر اعتراض فرمایا ہے جہاں بادی انکسر میں جناب رسالت مآب ﷺ میں گستاخی یا بے اہتنائی مترشح ہوتی ہے، جہاں اولیاء اللہ کے احوال مقامات پر تنقید فرمائی ہے۔ دراصل حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اقوال و احوال کو سمجھنے کے لیے اسی قدر روحانی بلندی کی ضرورت ہے جو آپ کو میسر تھی اور ہم اس سے محروم ہیں۔ بہر کیف دو باتیں ذہن میں

marfat.com

Marfat.com

آتی ہیں۔

(ا) شیخ عبدالحق نے جو اعتراضات فرمائے ہیں وہ بظاہر صحیح معلوم ہوتے ہیں۔۔۔۔۔  
اعتراض صرف شیخ ممدوح ہی کو نہ تھا بلکہ اسی بنا پر دوستوں کی ایک جماعت حضرت مجدد  
سے کبیدہ خاطر تھی جس کا ذکر شیخ عبدالحق نے فرمایا ہے۔ (۴۱) معاصرین کا گروہ الگ  
رہا۔ جو کافی طاقت ور تھا۔ اور جس نے دربار شاهی میں بات اٹھائی (۴۲) اور پھر جو کچھ  
ہوا اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

(ب) شیخ عبدالحق نے نفسانیت کے تحت اعتراضات نہیں فرمائے بلکہ اخلاص و  
دل سوزی کے ساتھ اعتراض فرمایا ہے۔ وہ بھی جب غلش حد سے گزر چکی، خواہہ باقی  
باللہ علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا، طعن و تشنیع کے لیے لوگوں کی زبانیں کھل گئیں۔ اور احباب  
نے شیخ عبدالحق کو مجبور کیا کہ کچھ نہ کچھ لکھا جائے۔ یہ تمام حقائق خود حضرت شیخ نے اپنے  
رسالے میں تحریر فرمائے ہیں۔

اخلاص و محبت کا اندازہ بعض اشعار اور جملوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً سرنامہ ہی یہ

شعر نظر آتا ہے جو آئینہ دار محبت ہے

درد دل دارم بے از خوئے آں زیبا نگار

فرصے یا رب کہ دل را پیش وے خالی کنم (۴۳)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

میرا گمان آپ کے متعلق نیک ہے اور مجھے جتنی محبت و خلوص آپ سے ہے

شاید ہی کسی کو ہو..... اس فقیر کو آپ بھی عزیز ہیں اور آپ کا طریقہ بھی عزیز ہے۔

marfat.com

Marfat.com

آخر میں یہ دعائیہ کلمات خاص طور پر قابل توجہ اور جانِ اخلاص ہیں:

اے خدایہ شخص اپنے کمالات سے متعلق ایسی باتیں کرتا ہے، اگر وہ سچا ہے تو اس کے سچے اور صادق ہونے کی کسی دلیل سے بطور الہام ہمیں مطلع فرما اور ہمارے شکوک و شبہات دور فرما..... (۴۳)

نوٹ: جس الہام کی تمنا کی ہے اس کی تکمیل کی خبر شاہ غلام علی کی تحریر سے ملتی ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

(۲) اخبار الاخیار کے خصوصاً جدید (اردو) نسخوں میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے حالات اور دیگر باتیں جعلی معلوم ہوتی ہیں۔ (۴۵) اخبار الاخیار ۹۹۹ھ کی تالیف ہے۔ اس وقت حضرت مجدد کی عمر شریف ۲۷ سال کے لگ بھگ ہوگی (۴۶) اور شاید تعلقات اور حالات کی وہ نوعیت نہ تھی جو اس جعلی تحریر کے متقاضی ہے۔ البتہ بعض قاری مطبوعہ نسخوں میں بطور تخریب (۴۷) خواجہ حسام الدین علیہ الرحمہ کے نام حضرت شیخ عبدالحق کا جو کتب نظر آتا ہے وہ صحیح ہے حضرت شاہ غلام علی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے (۴۸) لیکن اس تخریب کا اضافہ بھی بعد کی چیز ہے۔ احقر نے کوئٹہ میں حضرت مولانا سالم (۴۹) صاحب کے پاس اخبار الاخیار کا ایک قدیم نسخہ (اواخر بارہویں ہجری) دیکھا تھا جس کے آخر میں حضرت مجدد کے بارے میں کوئی تحریر نہ تھی۔

(ii) میرے علم میں کوئی ایسا ماخذ نہیں جس میں کسی معاصر نے حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کے رجوع کرنے کا ذکر کیا ہو۔ البتہ ایک اہم ماخذ کا حوالہ ضرور نظر سے گذرا ہے۔ ابوالیمان محمد اور پوری حضرات اپنی تالیف سیرت امام ربانی

marfat.com

Marfat.com

میں لکھا ہے۔

شیخ فتح محمد فتحپوری چشتی اپنی کتاب مناقب العارفین (۵۰) میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالحق کے صاحب زادے مولانا نورالحق (۵۱) سے معلوم ہوا کہ شیخ صاحب نے آپ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا جب ان کو حسن خاں کی تحریف کا واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔ (مطبوعہ امرتسر ۱۹۲۵ء میں: ۱۹۸)

حسن خاں کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حضرت مجدد کا مرید تھا۔ منحرف ہو کر مکتوبات شریف کے بعض مسودات اپنے ساتھ لے گیا اور ان میں تحریف و ترمیم کر کے مختلف علماء سے تردیدات لکھوائیں۔

صاحب مناقب العارفین چونکہ شیخ نورالحق کے معاصرین میں سے ہیں اور ان سے روایت فرماتے ہیں اس لیے یہ روایت مستند سمجھی جاسکتی ہے۔ احقر نے کتاب مذکور تلاش کی مگر نہ مل سکی۔ آپ لاہور کے کتب خانوں میں تلاش کریں شاید مل جائے۔

(ii) ملا معین ٹھٹھوی کی کتاب (۵۲) مولانا محمد ہاشم جاں مدظلہ نے حمایت فرمانے کا وعدہ کیا تھا جو اب تک وقانہ ہوسکا۔

(iii) رد شہادت (۵۳) بھی مولانا کے پاس ہے وہ بھی احقر نے مطالعہ نہیں کیا۔

(v) شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے رجوع کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ اپنے رسالے میں شیخ عبدالحق کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

و نیز نوشتہ اند کہ یک بار در بارہ شایبنا اب الہی سبحانہ متوجہ بخدمت کہ ایں مقامات کہ ایشان میگویند حق است با اصلے ندارد آ یہ شریفہ کہ در دفع

marfat.com

Marfat.com

اشتباه خفیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نازل شدہ، دربارہٴ شاہ و باطن

فقیر واروشد۔ (۵۴)

غالباً بیوعی الہام ہے جس کی شیخ عبدالحق نے آرزو کی تھی۔

حضرت شاہ غلام علی، خواجہ حسام الدین کے نام حضرت شیخ عبدالحق کے مکتوب

کا یہ اقتباس فرماتے ہیں:

”خبر ہے کہ فقیر را بکھترت شیخ احمد بود رفع شد و غشاوہ بشریت در میاں نماء“

پھر اگے چل کر اس عبارت کی یوں تشریح فرماتے ہیں۔

قول ایٹاں ”غشاوہ بشریت در میاں نماء“ اشارت می نماید کہ تحریر

اعتراضات از بشریت و نفسانیت بود نہ از راہ حقیقت سبحان اللہ این

ست احوال علماء و اولیاء رحمہم اللہ۔ وائے بر حال و قال حسام معاند

ناہم (۵۵)

(vi) احقر کو علم نہیں کہ شیخ عبدالحق رہ کے رجوع کا ذکر سب سے پہلے کس نے کیا۔

غالباً صاحب مناقب العارفین نے کیا ہوگا۔ یا ممکن ہے کہ اس سے پہلے کسی

نے کیا ہو کیوں کہ وہ مخط جس میں رجوع کا ذکر ہے خواجہ حسام الدین کے نام

ہے جن کا وصال سنہ (۱۰۴۳ھ) میں ہوا۔ یہ بات محقق ہے کہ رجوع فرمایا

ہے اس لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ رجوع کا ذکر نے کسی مورخ یا تذکرہ نویس

نے لفظ راہ پڑا۔ ہاں اس واقعہ پر اگر حاشیاً رائی ہے تو اس پر تنقید کی جاسکتی

marfat.com

Marfat.com

(۳) شیخ محمد مراد نقشبندی کی کتاب (۵۶) کا احقر کو علم نہیں، غالباً اسی مصنف کی ایک کتاب مناقب الحضرات (۵۷) کا مائیکرو فلم احقر نے لندن سے منگایا تھا، جو شیخ آدم بنوری کے حالات میں ہے ممکن ہے کہ ضمناً اعتراضات کا رد کیا ہو۔ مصروفیت کی وجہ سے احقر اب تک مطالعہ نہ کر سکا۔ (ہاں یاد آیا مناقب الحضرات اس مصنف کی تصنیف نہیں)

(۴) ملا محمد گجراتی کے رسالہ (۵۸) کا بھی کچھ علم نہیں۔ البتہ ابوالیمان محمد داؤد پسروری نے محمد صالح گجراتی کے ایک رسالہ اشجاہ، (۵۹) کا ذکر کیا ہے۔ شخص مذکور نے محمد عارف اور عبداللہ سواتی (۶۰) وغیرہ سے روپیہ لے کر محمد البرزنجی سے بکتوبات شریف کا رد لکھوایا۔ ابوالیمان مذکور نے شیخ قشاشی (۶۱) کے ایک رسالہ اسرار المناسک (۶۲) کا بھی ذکر کیا ہے جو غالباً شیخ آدم بنوری کے رد میں لکھا گیا تھا۔

(۵) طبقات شاہجہانی کے اقتباس کا انتظار رہے گا۔ تذکرہ نویسوں نے جہانگیر اور شاہ جہاں (۶۳) کی عقیدت مندی کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے حقیقت اس کے برخلاف معلوم ہوتی ہے۔ جہاں گیر نے تزک میں نہایت بدتمیزی سے حضرت مجدد کا ذکر کیا ہے (۶۴) پھر دوسری جگہ رہائی کا اور خلعت وغیرہ دینے کا ذکر کیا ہے (۶۵)۔ رہائی کے بعد اس نے بڑی چالاکی سے آپ کو لشکر میں رکھا۔ یہ بھی ایک طرح کی قید اور نظر بندی تھی۔ صاحب زبدۃ القامات کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com



دراں ایام کہ حضرت ایٹان رحمہ اللہ سبحانہ در قید رفاقت عسکر سلطان وقت بودند

و حرف خلاص ازاں پلیہ در میاں بود۔ (مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ، ص: ۸۴)

لشکر سے چھٹکارا ملا۔ تو سر ہند شریف آ کر خلوت گزریں ہو گئے۔ عمومی مجالس بلکہ خصوصی مجالس کا سلسلہ بھی یک لخت بند ہو گیا۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے جہاں گیر نے کوئی خفیہ پابندی عائد کر دی تھی۔ دشمنوں کی بن آئی تھی مگر تاریخ نے حضرت مجدد کے حق میں فیصلہ سنا دیا ہے۔ جہاں گیر کے دربار میں طلبی کے وقت شاہجہاں نے درخواست کی تھی کہ سجدہ تعظیسی کر لیں اور آپ نے انکار فرمایا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ انکار اس پر گراں گزرا ہو اور دور شامی میں اسی بنا پر خاندان مجددیہ سے بے اعتنائی برتی ہو غالباً شیخ آدم بخوری کے ساتھ بھی اس نے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا (۶۶)۔ پھر حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد سعید سے مواصلت نہ کرنا بھی احقر کے اندیشہ کو تقویت پہنچاتا ہے مکتوبات معصومی اور مکتوبات سعیدی میں کوئی مکتوب شاہجہاں کے نام نہیں۔ اگر عقیدت ہوتی تو ضرور بیعت ہوتا اس کے برخلاف بقول صاحب دبستان مذاہب اس نے دوسرے بزرگوں کی طرف رجوع کیا..... بہر کیف یہ احقر شاہان مغلیہ سے تعلقات کی نوعیت تاریخ کی روشنی میں پرکھنا چاہتا ہے۔

(۷) علی اکبر اردستانی (۶۷) نے حضرت مجددی کی جن تیس ہزار آیات کا ذکر کیا ہے اس کے حقائق اصل کتاب کا مطالعہ کر کے تحریر کر سکوں گا، اگر آپ متعلقہ اقتباس تحریر فرمادیں تو بہتر ہے۔

آپ چونکہ حضرت مجدد کے مخالفین کے بارے میں لکھ رہے ہیں اس لیے چند

marfat.com

Marfat.com

معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ ناگوار خاطر نہ ہوں۔

کسی شخصیت پر الزامات و اعتراضات کی تردید کا ایک بڑا مقصد یہ ہوتا ہے شکوک و شبہات دور ہو جائیں اس لیے دور جدید کے تقاضوں کے پیش نظر ضروری ہے کہ اسلوب نگارش مؤرخانہ ہو مبالغانہ نہ ہو۔ یعنی تحریر سے طرف دلدی یا جانب داری مترشح نہ ہوتی ہو۔ جب شخصیت سے کمال تعلق ہو تو یہ بات بہت ہی مشکل ہو جاتی ہے۔ حضرت مجدد پر معارف (اعظم گڑھ) میں احقر کے مقالات شائع ہوئے، (۶۸) بعد میں یہ حامی خود اپنے مقالے میں محسوس کی گواہیاب نے تعریف ہی تعریف کی۔ حضرت خواجہ باقی علیہ الرحمہ نے شیخ تاج الدین (۶۹) کو ایک مکتوب شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ جس شخص کا نفس مریض ہو اور شرارت اور فتنہ پر آمادہ ہو تو وہ خاص شفقت کا محتاج ہے۔ جس طرح مریض جسمانی بیمار داروں کی شفقت کا محتاج ہے (۷۰)۔ اس لیے تخلص معترضین اور شریر معاندین کا علاج اگر اسی انداز سے کیا جائے تو مضر ہو سکتا ہے قرآن حکیم نے جو حکمت و موعظت، کی بات فرمائی ہے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے طریقہ اظہار کی معقولیت سے ہی حق اپنی تاثیر دکھا سکتا ہے ورنہ بسا اوقات اسی حامی کی وجہ سے باطل، حق کو شکست دیتا نظر آتا ہے۔

آپ سے چونکہ تعلق خاطر ہو گیا ہے اس لیے اتنا کچھ لکھنے کے باوجود گرامی محسوس نہیں کرتا بلکہ فرحت و انبساط کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے ذوق علمی کو قائم رکھے اور دوسروں کو مستفیض فرمائے۔ آمین۔

اجاب کو سلام کہدیں۔ خصوصاً حکیم (۷۱) صاحب اور ڈاکٹر محمد اسلم (۷۲)

marfat.com

Marfat.com

صاحب کو۔ احقر نے ان کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا۔ جواب سے محروم ہوں۔ تقاضا کرویں اپنی خیریت اور حالات و کوائف سے مطلع کرتے رہا کریں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: آپ کا مکتوب گرامی جو ساتھ بھیج رہا ہوں اس کو واپس کر دیں۔ ضرورتاً بھیج رہا ہوں ورنہ یہاں تکین محبت کے خلاف ہے۔

marfat.com

Marfat.com

﴿۲﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(ضلع حیدرآباد سندھ)

۷۸۶

۱۷ فروری ۱۹۷۱ء

محترم المقام

سلام مسنون۔ نوازش نامہ محررہ ۲۸ جنوری ۱۹۷۱ء موصول ہو گیا تھا۔ عنایت و

کرم کامنوں ہوں مصروفیت کی وجہ سے جلد جواب نہ پیش کر سکا، معذرت خواہ ہوں۔

(۱) آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ معاصر تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ شیخ آدم بنوریؒ

امی تھے۔ اس سلسلے میں قوسین میں زبدۃ المقات اور حضرات القدس کا ذکر

فرمایا ہے۔ لیکن احقر کے پاس جو نسخے ہیں ان میں شیخ مذکورہ کے متعلق یہ بات

نہیں لکھی (۷۳) البتہ محمد مراد بن حبیب بن سعدی (۷۴) نے اپنی تالیف

”مناقب آدمیہ و حضرات احمدیہ نقشبندیہ“ (مخلوطہ اندیا آفس لاہور)

لندن) میں شیخ کے ذکر میں آپ کے علم لدنی کے سلسلے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

روزے شیخ ابوالعالی مفتی انبالہ کہی گفت برائے امتحان علم لدنی

سیدی (شیخ آدم بنوری) مسئلہ مشکل را از کتب فقہیہ مطالعہ نمودہ

ایشاں رقوم و از جواب و سوال مقدمات را در خزینہ خیال ترتیب دادہ

نشستم بجز و اعلمہارمانی الاضار اشکال و سوالہا را بیاں نمودہ تحقیق

marfat.com

Marfat.com

تخن کرد عمل مشکل نمودہ افتادہ فرمودند ازین معاینہ از امتحان خود

تائب شدم۔ (مخطوطہ مکتوبہ ۱۱۳۰، لاہور۔ ورق ۳۲)

(۲) صاحب مناقب نے شیخ آدم کی تصانیف میں درود الہامیہ (۷۵) کا ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے۔

جامع این شیخ محمد امین است قدس سرہ کہ بامر حضرت سیدنا قدس سرہ

رفتہ رفتہ کہ الہام می شد او جمع کردہ می رفت۔ (ورق۔ ۳۷)

(۳) دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں لکھا ہے۔

شروع میں امی محض تھے، فیض ربانی سے قرآن مجید حفظ کیا اور علم ظاہری بھی حاصل کیا۔ (مطبوعہ لاہور، جلد اول، ص ۲۷)

نہ معلوم اس بیان کا ماخذ کیا ہے اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تحصیل علم ظاہری بھی فرمائی۔ لیکن آپ نے شیخ آدم کے جس مکتوب کا حوالہ تحریر فرمایا ہے وہ سب سے زیادہ اہم ہے اگر وہ صحیح ہے یہی کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح درود الہامیہ کو شیخ محمد امین نے جمع کیا اس طرح دوسری کتابوں کو بھی مریدین و تخلصین نے جمع کیا ہوگا۔ (۷۶)

(۳) ممنون ہوں کہ آپ نے راقم کی کتاب شاہ محمد غوث گوالیاری کا مطالعہ فرمایا اور اپنی معلومات سے بھی سرفراز فرمایا (۷۷)۔ بتل کے متعلق جس غلطی کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے بھی اسی زمانے میں اس طرف متوجہ فرمایا تھا۔ واقعی قاضی غلطی ہوگئی۔ دوسرے اڈیشن میں اصلاح کر دی جائیگی۔ (۷۸)

marfat.com

Marfat.com

معراج نامے (۷۹) کے بارے میں تو اب تک معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ دوسری تصانیف کے قلمی نسخوں کا بعد میں علم ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کتاب لکھتے وقت اتنی محنت نہ لی کہ مآخذ کا تفصیلی مطالعہ کیا جاتا۔ میرا قیام بالعموم ایسے مقامات پر رہا جہاں کتب خانوں کا نام و نشان نہیں، کچھ لگن ہے جو تھوڑا بہت لکھ لیتا ہوں۔ (۸۰)

(۵) شاہ وجیہ الدین علیہ الرحمہ کے محفوظات کا قلمی نسخہ خود احقر نے پشاور جا کر مطالعہ کیا تھا (۸۱)۔ ابتدائی اوراق کی نقل محفوظ نہیں ورنہ تقابلی کر کے تحریر کرتا۔

(۶) شاہ محمد غوث کا وصال ۹۷۰ھ میں ہوا۔ اس کے ایک دو سال بعد شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی ولادت ہوئی ہے۔ اور اس سے قبل ہی شیخ ابوالحسن لاہوری (۸۲) کو خلافت مل چکی تھی مخالفت کا آغاز تقریباً ۱۰۱۲ھ سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ شیخ ابوالحسن اس وقت تک حیات ہوں اور انہوں نے مخالفت فرمائی ہو میں حتمی طور سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(۷) پروفیسر خلیق احمد نظامی کے جس مقالہ (۸۳) کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اگر وہ آپ کے پاس محفوظ ہو تو مطلع کریں۔

(۸) بقرعید کے موقعہ پر کراچی جانا ہوا۔ کوشش کر کے شیخ معین ٹھنوی کی کتاب حاصل کی۔

سرسری مطالعہ کے بعد جو باتیں معلوم ہوئیں وہ تحریر کرتا ہوں۔

(۹) کتاب کا نام بھید النظاری براءۃ الا برار ہے۔ ۸x۵ سائز کے ۳۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ حافظ عبدالخالق نے ۱۲۳ھ میں اس کی کتابت کی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

(ب) مصنف شیخ محمد معین علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ۱۱۲۳ میں ایک رسالہ اباحتِ نظر سے گزرا جس میں حضرت مجدد کے مکاتیب شریف پر اعتراضات کئے گئے تھے۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

از آں جا کہ بعضے اہل این دیار رسالہ اصل منسوب بنام نامی گرامی حضرت قدوۃ المحققین امام السائغین شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ می سازند، وانمودہ می آید کہ چوں جلالت نظر در اکثر مقدمات حکم بکنذیب این نسبت می کند چنانچہ در جمیع مقدمات اشارہ بآں نمودہ خواہد شد مخاطبی کہ مصور ذہن این فقیر است غیر آں حضرت ملحوظ داشتہ۔  
(ورق۔ ۶)

در اصل یہ کتاب شیخ عبدالحق دہلوی کے اعتراضات کا مفصل و مبسوط جواب ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ کے رجوع فرمانے کا واقعہ عام نہ ہوا تھا اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ دشمن اپنے مطلب کی باتوں کی بہت تشہیر کرتے ہیں۔  
(۹) ایک کتاب اور ملی ہے ممکن ہے کہ آپ کے پاس ہو۔ یہ حضرت مجدد پر اعتراضات کے جواب میں ان کے پوتے حضرت شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید کی تالیف ہے اس کا نام ہے۔

کشف الغطاء عن اذعان الاغیاء (۸۴)

اگر آپ کے مطالعہ سے نہ گزری ہو تو مطالعہ کر کے ضروری باتیں عرض کروں۔  
(۱۰) حضرت شیخ محمد فرخ علیہ الرحمہ نے رد اعتراضات کے ذیل میں اپنی دو تالیفات کا اور ذکر فرمایا ہے اگر یہ آپ کے پاس ہوں تو مطلع کریں، ان کے نام یہ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

(۱) النجاة عن طريق الفؤاة. (ورق ۶۴) (۸۵)

(ب) جلاء الصلاة عن مرآت الكعبة الحسنة (ورق ۶۳) (۸۶)

(۱۱) ایک صاحب نے ان مصنفین کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ ان کے سنین وصال کیا ہیں اور ان کی تصانیف کون کون سی ہیں۔

(۱) مولانا نور الدین احمد آبادی (۸۷)

(ب) میرزا محمد خلیل بدخشان (۸۸)

(ج) ابوالحسن داہری نقشبندی (۸۹)

اگر آپ کے علم میں ہوں تو تحریر فرمادیں۔

(۱۲) ہاں ایک بات دریافت کرنا بھول گیا۔ شیخ آدم بنوری کوشا جہاں نے جو حکما

مکہ مکرمہ بھیج کر ملک بدر کیا تھا۔ تو اس کی معقول وجہ کیا تھی۔ تذکرہ نگاروں نے

جو باتیں لکھی ہیں وہ دل کو نہیں لگتیں۔ اگر شاہ جہاں واقعی حضرت مجدد علیہ الرحمہ

کا معتقد تھا تو اس کو لاہور میں آپ کی موجودگی سے خوش ہونا چاہیے تھا۔ پٹھان

مریدین کی کثرت سے خائف ہو کر ملک بدر کر دینا کونسی عقیدت کی نشانی ہے۔

بہر حال اس عقدہ لا-نخل کو حل کریں۔ (۹۰)

زیادہ کیا عرض کروں۔ حکیم صاحب کو سلام کریں۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب سے

ملاقات ہو تو ان کو سلام کہیں۔ اور زیادیں کہ جواب کا انتظار ہے۔ والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: ڈاکٹر رضوی نے ہندوستان کے مجددین پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی

marfat.com

Marfat.com



تھی (۹۱) جو لکھنو (۹۲) سے شائع ہوئی تھی۔ مصنف نے حضرت مجدد کے خلاف بہت  
 کچھ لکھا ہے معارف (۹۳) میں ان اعتراضات کے جوابات دیے گئے تھے، آپ کی  
 نظر سے گزرے ہوں گے۔ اگر یہ کتاب آپ کے پاس ہو تو مطلع فرمائیں۔

marfat.com

Marfat.com

﴿۵﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(سندھ)

۷۸۶

۲۷ مارچ ۱۹۷۱ء

محترم و مکرم زید مجدکم

سلام مسنون

(۱) تلمہ سامی وصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ استفسارات کے جوابات پیش کرتا ہوں  
 ملاحظین ٹھٹھوی کی کتاب بھجے انظار کے مطالعہ سے سنہ تالیف کا اندازہ نہیں ہوتا  
 البتہ قیاس یہ کہتا ہے کہ یہ ۱۱۲۳ھ کے لگ بھگ لکھی گئی ہوگی کیوں کہ سنہ مذکور میں  
 رسالہ ابھٹ مطالعہ کیا ہے اور یہ کتاب اسی کا جواب ہے۔ ابھٹ کے مصنف  
 کا حال بھی نہیں معلوم ملاحظین نے حضرت مجدد کے رد میں کسی اور تصنیف کا  
 ذکر نہیں کیا۔ عبداللہ خویشگی کا نام بھی کہیں نظر سے نہیں گزرا۔

(۲) شیخ محمد فرخ کی جس تالیف کا آپ نے ذکر کیا ہے ممکن ہے کہ یہ کوئی دوسری  
 تالیف ہو۔ ویسے جو تصنیف میرے پیش نظر ہے اس میں اسی موضوع پر اپنی دو  
 اور تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ تینوں تالیفات کے نام لکھ چکا ہوں۔

شیخ محمد فرخ نے براہ راست شیخ عبدالحق کا ذکر نہیں کیا البتہ جن امور کا رو کیا  
 ہے ان میں ایک دو باتیں وہ بھی ہیں جن پر شیخ دہلوی کو اعتراض تھا یعنی آنحضرت ﷺ

marfat.com

Marfat.com

سے ہمسری وغیرہ۔

شیخ محمد فرخ نے لکھا ہے کہ ان کے والد بزرگوار شیخ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ”تفصیل کعبہ بر سرور کائنات ﷺ“ کے سلسلے میں لوگوں نے مکتوبات شریف پر اعتراضات کئے اور ایک شورش برپا کر دی حتیٰ کہ اہل حرمین شریفین بھی مخالف ہو گئے اور انہوں نے ”رسائل در جرح و قدح آں بر نگاہ شہد“ چنانچہ جب وہ رسائل حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے صاحب زادگان کے سامنے آئے تو انہوں نے شیخ محمد فرخ سے کہا کہ ان رسائل کا جواب لکھیں چنانچہ آپ نے مسکت جواب لکھا جس کا یہ اثر ہوا۔

فضلاء آں مقام بر احترام آں را دیدہ خیلے پسندیدند و آں قدر کہ  
نفرت بہم رسانندہ بودند ہمہ بہ محبت و عقیدت مبدل گشت از اعیان  
حرمین شریفین کم کے ماندہ باشند کہ اسلاک این طریقہ علیہ نہ گزیدہ  
(ورق۔ ۶۳)

خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے معاندین کے پاس یہ رسالہ بھیج دیا اور فرمایا  
شامم چیزے نوشتہ آید و ما ہم در جواب آں بذل مجہودی کر دیم۔ بہتر  
آن است کہ اہل فضل جمع شوند و رسائل طرفین را ملاحظہ نمایند تا  
حق بر مرکز خود قرار گیرد۔ (ورق ۶۳)

میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس علمائے حجاز کے جو فتوے ہیں وہ اسی دور کے  
ہوں گے کیوں کہ جو فتوے میرے پاس ہیں وہ خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ کی  
وفات کے بعد کے ہیں۔ ان فتووں کو بغور مطالعہ کر کے مطلع کریں۔ کتاب کے آخر میں

marfat.com

Marfat.com

۱۲۳۹ لکھا ہے۔ شیخ محمد فرخ کا سنہ وفات معلوم نہیں (۹۳) اگر سنہ مذکور میں حیات تھی تو یہی ہوگا ورنہ کوئی اور۔ تحریر کی اصل عبارت یہ ہے۔ این رسالہ بکشف الخطا عن اذعان الاغیاء نامیدہ شد و اللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۱۲۳۹ (ورق ۶۶)

(۳) احقر نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ شاہجہاں کی عقیدت حضرات نقشبندیہ سے بالعموم اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے بالخصوص مشکوک ہے مگر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ دور شاہجہانی کے بعض مؤرخوں نے احرام کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس سلسلے میں آپ نے طبقات شاہجہانی کا حوالہ دیا تھا جس کی نقل احقر نے مانگی تھی مگر اب تک محروم ہوں آپ کا خیال صحیح ہے شاہجہاں حضرات مجددیہ کا اتنا عقیدت مند نہ تھا جتنا ظاہر کیا جاتا ہے ایام شہزادگی کا ایک واقعہ صاحب زبدۃ القامات نے نقل کیا ہے پھر کوئی مستندات نہیں ملتی۔

(۴) یوروٹلم یونیورسٹی کے استاد (۹۵) کی کتاب (۹۶) کا علم آپ کو کس ذریعہ سے ہوا۔ مجھے اس کا علم نہیں۔ میرے ایک دوست بیروت میں ہیں کیا یہ کتاب وہاں مل سکے گی۔ کتاب کے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کریں تو کوشش کروں۔

(۵) مولانا نور الدین بن محمد صالح کا حال تذکرہ علمائے ہند میں مل گیا تھا۔ آپ نے تکلیف کی، بہت بہت شکریہ، دوسرے حضرات کے متعلق کچھ معلوم ہوا ہو تو تحریر کریں۔

(۶) یہاں سندھ میں ایک فاضل یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سر ہند شریف سے حضرات

marfat.com

Marfat.com

مجدد یہ نے کس زمانے میں ہجرت کی۔ بعض تذکروں میں ہجرت کا ذکر کیا ہے مگر بیانات میں بہت تضاد ہے۔ بندہ ہیردگی نے سرہند شریف کو اچھی طرح برباد کیا تھا مگر کسی تذکرہ نگار نے ہجرت کے لیے یہ سنہ متعین نہیں کیا (۹۷) حالانکہ اس زمانے میں ہجرت کا زیادہ احتمال ہے بہر کیف آپ روشنی ڈالیں۔ (۹۸)

(۷) شاہ فرید پانی (۹۹) اور بایزید (۱۰۰) پانی کے متعلق احقر کو کچھ علم نہیں۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ محترم حکیم صاحب اور پروفیسر محمد اسلم صاحب کو احقر کا سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

اختر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿ ۶۶ ﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(سندھ)

۸۷۶

۲۳ اپریل ۱۹۷۱ء

محترمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ جو معلومات آپ نے فراہم کی ہیں ان کے لیے شکر گزار ہوں طبقات شاہجہانی میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے متعلق اقتباس کی ضرورت تھی۔ اگر ممکن ہو تو کبھی نقل کر کے بھیج دیں۔

شواہد التجوید (۱۰۱) کا احقر کو علم نہیں، خواجہ محمد نقشبند ثانی کا سنہ وفات ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی کسی تالیف سے نقل کیا ہے جو اس وقت ذہن میں نہیں، ممکن ہے کہ ۱۱۱۳ھ صحیح ہو۔ (۱۰۲)

”فاضل بریلوی اور ترک موالات“ (۱۰۳) کی جیس کابیاں احقر کو ملی ہیں۔ کتابت تو اچھی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ سیاہی بہتر استعمال نہیں کی گئی یا چھاپتے وقت لاپرواہی سے کام لیا ہے آفسٹ کی کاپیاں لیتھو کی پٹیوں پر شاید نہیں لگائی جاسکتیں، اس کے لیے تو کاغذ اور روشنائی بھی علیحدہ ہوتی ہے۔ بہر کیف مجھے بھی افسوس ہوا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ حکیم صاحب اور برادر مسلم صاحب کو احقر کی طرف سے سلام مسنون کہہ دیں۔ اپنی خیریت اور حالات و کوائف سے مطلع کرتے رہیں۔

نظر والسلام، احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿ ۷۷ ﴾

۲۴/۴/۱۹

پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹

۱۹ جولائی ۱۹۷۱ء

۷۸۶

محترم القام

سلام مسنون!

مکتوب گرامی بحرہ ۶ جولائی موصول ہوا احقر موسم گرما کی تعطیلات میں جون کے آخر میں یہاں آ گیا تھا۔ ۱۵ اگست تک قیام رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ نوازش نامہ ٹنڈو محمد خاں سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا۔

احقر نے مقالہ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں جو کتابیات مرتب کی ہے اس میں آپ کے موضوع سے متعلق کچھ کتابیں ہوں گی مگر یہ ٹنڈو محمد خاں میں ہے۔ واپسی پر کچھ عرض کر سکوں گا (۱۰۴)۔ سر دست جو باتیں اس وقت ذہن میں آ رہی ہیں عرض کرتا ہوں۔

(۱) بعض تذکروں اور تاریخوں کے مقدمے میں بھی حقدین اور معاصرین کی

تالیفات کا ذکر ہوتا ہے۔ کتابیات کی تدوین میں ان کو پیش نظر رکھیں۔

(۲) جو تذکرے اور تاریخیں از سر نو تدوین کی گئیں ہیں یا جن کے ترجمے کئے گئے

ہیں۔ ان پر جامع اور مرتب کی طرف سے بعض سیر حاصل مقدمے مل جاتے

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ مثلاً تذکرہ علماء ہند (ترجمہ اردو) وغیرہ اس طرف بھی توجہ رکھیں۔

(۳) مختلف اشخاص کے حالات کے ذیل میں بھی ان کی تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے

یہاں سے بھی مواد فراہم کیا جاسکتا ہے۔

(۴) محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (۱۰۵) صاحب نے حضرات مجددیہ کے بعض

مجموعہ مکاتیب شائع کیے ہیں۔ شاید آپ کی نظر سے گزرے ہوں گے۔

(۵) پنجاب یونیورسٹی لائبریری اور پنجاب پبلک لائبریری میں دنیا کے مختلف کتب

خانوں کی فہرستیں مل جائیں گی۔ مثلاً انڈیا آفس لائبریری لندن، برٹش

میوزیم لندن، خدا بخش لائبریری، پٹنہ، سنٹرل اسٹیٹ لائبریری۔ حیدرآباد

دکن، آزاد لائبریری، علی گڑھ، وغیرہ وغیرہ۔ یہ مجموعے تو غالباً آپ نے

مطالعہ فرمائیے ہوں گے۔

(۶) محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب سے مراسلت فرمائیں وہ اس سلسلے میں

کافی معلومات فراہم کر سکیں گے اور پھر حسام الدین راشدی (۱۰۶) سے بھی

مراسلت فرمائیں۔

محترم حکیم صاحب اور مگری محمد اسلم صاحب کی خدمت میں سلام نیاز پیش

کریں۔ والسلام

احقر محمد مسعود احمد



﴿۸﴾

۳۳۲-۱ این

پی۔ای۔سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹

۲۳ جولائی ۱۹۷۱

۷۸۶

برادر محترم

سلام مستون نوازش نامہ محررہ ۱۹ جولائی موصول ہوا "ترجمان المل سنت" کا متعلقہ شمارہ مل گیا ہے۔ اس میں سے آپ اصل کتاب کے اقتباسات حذف کر کے باقی حصہ شامل فرمائیں اور اس کا خیال رکھیں کہ غلط محسوس نہ ہو۔

چنان میں تبصرہ شائع ہوا ہے۔ جن صاحب نے مطالعہ کیا ہے انہوں نے خود احقر سے ذکر کیا تھا۔ آج پھر ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جون کے کسی شمارے میں شائع ہوا ہے۔ آپ چاروں شمارے مطالعہ فرمائیں۔

آج دینہ پبلشنگ کمپنی گیا تو مکتوبات امام ربانی پر محترم حکیم صاحب کا مقدمہ (۱۰۷) سرسری طور پر مطالعہ کیا کیوں کہ عجلت میں تھا۔ ماشاء اللہ خوب لکھا ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

احقر کا سلام عرض کر دیں۔

نگر و نظر اور نسیانے حرم ابھی نہیں ملے فاضل بریلوی اور ترک موالات کی کاہیوں کی ضرورت ہے اگر بچی ہوں تو دس عدد ارسال فرمادیں۔

فقط والسلام  
احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿ ۹ ﴾

۳۳۲- این

پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹

۷۸۶

۳ اگست ۱۹۷۱ء

محترم المقام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ محررہ ۳۱ جولائی موصول ہوا۔ عنایت و کرم کامنوں ہوں۔ محترم حکیم صاحب کو اس احقر سے حسن ظن ہے اس لیے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے ورنہ احقر اس لائق نہیں کہ آپ کے قاضیانہ مقالے (۱۰۸) کو بنظر تنقید مطالعہ کرے۔ البتہ استفادے کے خیال سے یہ جی چاہتا ہے کہ ایک نظر دیکھ لوں تقریظ لکھنے کی بھی اہلیت نہیں لیکن اگر آپ کی خواہش ہو تو ان شاء اللہ تحریر کر دی جائیگی اگر اپنے کچھ حالات اور علمی خدمات کے تعارف کے طور پر کچھ تحریر فرمادیں تو احقر ممنون ہوگا۔

کراچی میں ۱۵ اگست تک قیام ہے۔ آجکل کچھ مصروفیت زیادہ ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ جب احقر ٹنڈو محمد خاں پہنچ جائے تو اس وقت میٹھے ارسال فرمائیں۔ لیکن اس طرح تعویق کا اندیشہ ہے۔ عجلت ہو تو پھر طباعت کرائیں۔ ورنہ احقر ہر خدمت کے لیے حاضر ہے۔

ان شاء اللہ ٹنڈو محمد خاں پہنچ کر آپ کے مقالے سے متعلق بعض کتابوں کے

marfat.com

Marfat.com

نام تحریر کروں گا ممکن ہے کہ یہ آپ کی فہرست میں پہلے سے موجود ہوں۔  
 محترم حکیم صاحب اور مکرمی پروفیسر محمد اسلم صاحب کو سلام کہہ دیں۔ دوسرا  
 مکتوب برادر محمد عارف رضوی صاحب کو عنایت فرمادیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۰۹﴾

گورنمنٹ کالج

بٹوہ محمد خاں

۲۰ اگست ۱۹۷۱ء

۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون

رسالہ کامیٹھ (۱۰۹) مل گیا ہے عنایت و کرم کامنوں ہوں، یہاں آ کر کچھ  
بیمار ہو گیا۔ دعا کریں کہ طبیعت رو بہ صحت ہو جائے اور پھر میٹھہ پر نظر ثانی کر کے تقریباً  
جلد پیش کر سکوں۔ ابھی سرسری طور پر دیکھا ہے ان شاء اللہ خوب لکھا ہے جزاکم اللہ احسن  
الجزاء۔

فظا والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۱﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خان

۲۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء

۷۸۶

اخى المکرم

وعلیکم السلام

مکاتیب موصول ہوئے۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلسل علالت کی وجہ سے دو ماہ گزر جانے کے باوجود اپنی معروضات پیش نہیں کر سکا جو کچھ لکھا ہے فی مرتبہ حالت میں ہے ترتیب کے لیے ذہن پر زور دینا پڑتا ہے چونکہ آپ کو عجلت ہے اس لیے اسی غیر مرتب صورت میں ارسال کر دوں گا۔ مطلوبہ میٹھ (۱۱۰) بذریعہ رجسٹرڈ پارسل آج ارسال کر دیا ہے، وصول فرما کر مطلع کریں تاکہ اطمینان ہو۔ محترم حکیم صاحب کو سلام کہدیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۲۷ نومبر ۱۹۷۱ء

برادر محترم

سلام مسنون۔ تعزیت نامہ محررہ ۲۵ رمضان المبارک موصول ہو گیا تھا۔  
ہمدوی اور غنخواری کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔ دعا فرمائیں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی رضا پر  
راضی رکھے۔ آمین۔

محولہ بالا مکتوب گرامی سے پہلے دو مکاتیب گرامی ملے تھے۔ کوئی بات جواب  
طلب نہ تھی اس لیے عریضہ ارسال نہیں کیا گیا۔

آپ کی معلومات افزا تالیف ”احوال و آثار سید شرافت نوشاہی“ (۱۱۱)  
موصول ہوئی جزاکم اللہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ایسے محقق اور صاحب تصنیف بزرگ  
کا زندگی میں تعارف کرا دیا۔ اس تالیف نے اشتیاق ملاقات کو دو چند کر دیا۔ مولیٰ تعالیٰ  
شرف ملاقات سے شرف فرمائے۔ آمین

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ احقر کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۱۶ مارچ ۱۹۷۲ء

برادر م زید عتایہؑ

سلام مسنون۔ تحفہ جاں نواز موصول ہو کر باعث فرحت و انبساط ہوا۔ اس کرم نوازی کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔ ظاہر و باطن دونوں ایک سے ایک بڑھ کر، جلد نظر نواز، سرورق دل نواز اور احتساب جاں نواز، مولوی شمس الدین (۱۱۲) مرحوم کی روح بھی خوش ہوگئی ہوگی۔ (۱۱۳)

ضمیمہ (۱۱۳) ثانی نہایت اہم ہے۔ آپ نے یہ کتاب لکھ کر اہل علم پر احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور وہ شوق و ذوق عطا فرمائے جو کبھی سرد نہ پڑ سکے۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق جلی اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

اس شاندار پیشکش پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں قبول فرمائیں

مکتوب گرامی آج ہی ملا ہے شکریہ

محترمی حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۲۵ اپریل ۱۹۷۲ء

برادر محترم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ گشتی مراسلہ موصول  
 ہوا۔ نوازش و کرم کا ممنون ہوں دوری کی وجہ سے تعارفی اجلاس (۱۱۵) میں شرکت سے  
 محروم رہا جس کا قلق ہے بہر کیف یہ دیکھ کر بیحد مسرت ہوئی کہ اہل علم نے اس تصنیف کی  
 قدر کی۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کی تحقیقات سے تشنگان علم کو بہرہ ور فرمائے۔ آمین  
 محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فظا والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com



﴿۱۵﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۲۹ اپریل ۱۹۷۲ء

برادر

سلام مسنون۔ مساوات (۱۱۶) (لاہور) کا پرچہ موصول ہوا۔ برادر پر پروفیسر محمد اسلم صاحب سے دس سال سے دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات ہیں، وہ حسن عقیدت کی بنا پر احقر کی بڑی عزت کرتے تھے، غالباً اب احقر کی تحریر نے ان کو برگشتہ کر دیا ہے۔ ناقدانہ (۱۱۷) ریمارک کا غم نہیں، غم صرف ایک دوست کے چھٹنے کا ہے برسوں کے بعد دوست بننا ہے پھر ایسے دوست کے ایک دم اس طرح منہ پھیر لینا کچھ کم غمناک نہیں۔

عرصہ ہوا احقر نے لکھا تھا کہ مقالے پر بے لاگ تنقید فرمائیں۔ مگر انہوں نے کچھ تحریر نہ فرمایا۔ اور اب اچانک یہ کلمات ظہور میں آئے۔ دوستی و مروت کا تقاضا یہ تھا کہ غلطیوں پر آگاہ کر دیا جاتا، مگر افسوس ایسا نہ کیا گیا۔ بہر کیف اگر آپ اجازت دیں تو احقر آپ کے حوالے سے، بغیر کسی حوالے ان ریمارک کے بارے میں فاضل موصوف کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کر دے۔ صرف اپنی اصلاح کی خاطر، بحث مقصود نہیں کہ اس سے سوائے تکنیوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

فاضل موصوف کا یہ فرمانا بجا ہے کہ پیش لفظ مجھ سے نہ لکھوانا چاہیے تھا دوسرے

اڈیشن میں اس غلطی کا تدارک ہو سکتا ہے اور اب کی مرتبہ ان سے لکھوا لیا جائے تو زیادہ

marfat.com

Marfat.com

مناسب (۱۱۸) ہے مجھے غم نہ ہوگا اور وہ خوش ہو جائیں گے کہ دوستی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ دوست کو خوش رکھا جائے۔

اس سے قبل دو خط ارسال کر چکا ہوں۔ امید ہے مل گئے ہوں گے۔

محترم حکیم صاحب اور برادر محمد اقبال جاوید کو سلام کہہ دیں

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۶﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۹ مئی ۱۹۷۲ء

برادر محترم زید عنایت

سلام مسنون۔ عنایت نامہ نظر نواز ہوا۔ خدا نخواستہ دل آزاری کیوں ہوتی،

محترم اسلم صاحب احقر کے دوست ہیں، اس تنقید کو کرشمہ محبت سمجھتا ہوں (۱۱۹)

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں

ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

جو مصنف حق و صداقت کا متلاشی ہے اس کو سخت سے سخت تنقید کے لیے تیار رہنا

چاہیے اور کشادہ پیشانی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ ان تنقیدات سے استفادہ کرنا چاہیے،

احقر کو تنقید سے مسرت ہوتی ہے، مدلل و معقول ہو تو مسرت دو بالا ہو جاتی ہے۔ اپنے پچھلے

خط میں جو رنج و غم کا انحصار کیا وہ اس تنقید کی وجہ سے ہرگز نہ تھا بلکہ اس کی شدت سے جو

بیگانگی محسوس ہوئی اس سے تکلیف پہنچی اور یہ محبت و یگانگت کا تقاضا تھا۔

محترم اسلم صاحب سے ملاقات ہو تو سلام کہدیں اور مناسب سمجھیں تو احقر

کی جانب سے یہ شعر سنا دیں

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغیت

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

والسلام، احقر محمد سعید احمد

نوٹ: شمارہ مل گیا شکریہ

marfat.com

Marfat.com

مکتوب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ بنام ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ  
متعلق بہ احوال و آثار عبداللہ خویشکی قصوری مؤلفہ محمد اقبال مجددی

۷۸۶

مخدومی و کرمی حضرت پروفیسر صاحب زید شکر و فہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی، والا نامہ بنام جناب محمد عارف رضوی موصول ہوا ”مساوات“  
احقر نے بھجوا یا تھا۔ صرف اس لیے کہ آپ مجی پروفیسر محمد اسلم صاحب کی افتاد طبع سے  
واقف ہو جائیں۔ میرے یہ فاضل دوست اپنی اس حزبوتی حرکت سے پوری محفل علماء  
میں ناپسندیدہ شخص قرار دیئے گئے۔ اور ان کے بعد کے مقررین نے ان کی تنگ نظری کی  
بطریق احسن مذمت کی۔ انہوں نے صرف آپ ہی کے خلاف اپنے ”پاکیزہ“  
خیالات کا اظہار نہیں کیا بلکہ پوری کتاب اور مؤلف کی مساعی کو بے قدر اور بے وقعت  
ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی ”مساوات“ والے چونکہ ایک خاص پروگرام کے تحت  
مضامین لکھتے ہیں اس لیے ان کے رپورٹرنے اسلم صاحب کے گھنٹیاں بھاریاں کو لائق اعتنا  
سمجھا۔

جناب اسلم صاحب سے احقر کے عرصہ میں سال سے مراسم ہیں اور تقریباً  
روزانہ میرے پاس تشریف لاتے ہیں میں ان کے چہرے کو پڑھتا ہوں تو یہ مفہوم ہوتا  
ہے کہ وہ خود نادم ہیں اور یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلم صاحب اب وہ اسلم  
صاحب نہیں ہیں جو اپنی کتاب ”دین الہی انہماں کا پس منظر“ کے وقت تھے۔ بزرگان

marfat.com

Marfat.com

دین کی توجہات نے ان سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور آئندہ ان سے کسی اچھے کام کی توقع نہیں ہے۔ اندریں حالات ان سے مکاتبت بے فائدہ ہے اور اس کا بہترین جواب ”نہیں“ ہے۔

اس کتاب پر آپ کا پیش لفظ مؤلف کے لیے باعث فخر و مباہات ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کی مساعی قبول فرمائے اور اس کتاب کے آئندہ ایڈیشنوں میں آپ کی تحریر دل پذیر موجود رہے گی۔ ان شاء اللہ

دعا جو

محمد موسیٰ

۱۹۷۲/۵/۳

مخدومی جناب ڈاکٹر صاحب قبلہ

السلام علیکم!

حراج گرامی مخدومی حکیم صاحب نے بہت کچھ تحریر فرما دیا ہے۔ اگر مطبوعہ مراسلہ سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں، آئندہ کسی وقت مفصل عریضہ ارسال کروں گا۔

احقر

محمد اقبال مجددی

۳ مئی ۱۹۷۲ء

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۷﴾

فرحت منزل

این ۲۳۳/۲

پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی

۷۸۶

کراچی نمبر ۲۹

۱۷ جون ۱۹۷۲ء

برادر م

سلام مسنون۔ غم نامہ ملا محترم حکیم صاحب کی والدہ مرحومہ کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر سن کر بیجا افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولیٰ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین احقر نے آج تعزیت نامہ ارسال کر دیا ہے۔

یہ معلوم ہو کر اطمینان ہوا کہ مسودہ مل گیا، ضیائے حرم مل گیا تھا۔ کراچی آتے ہوئے شمارہ ٹنڈو محمد خاں میں بھول آیا۔ ان شاء اللہ واپسی پر تبصرہ پڑھوں گا۔ اپنی خیریت اور علمی سرگرمیوں سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ محترم حکیم صاحب اور ہمارے دوست برادر م اسلم صاحب کو سلام کہدیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۱۸﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۱۳ دسمبر ۱۹۷۲ء

اخئی المکرم دام مجید کم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ محررہ ۲۶ نومبر ۱۹۷۲ء موصول ہوا۔ یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ آپ مآثر المعاصرین (۱۳۰) مرتب فرما رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں جہاں اخلاف، اسلاف سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں آپ کی یہ باخبری قابل صد تحسین و آفریں ہے، مولا تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین۔

کیا خودنوشت حالات کا عکس شائع کرنے کا ارادہ ہے اس کی نقل شائع کریں گے؟ بعض حالات ایسے ہوتے ہیں جن کو بیان کرنا خودستائی سمجھا جاتا ہے ایسے حالات اگر مؤلف کی قلم سے لکھے جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔ بہر کیف جہاں تک تحدیث نعت کا جذبہ ساتھ دے گا حالات عرض کر دئے جائیں گے۔

صرف موٹی موٹی باتیں بیان کرنی ہیں جیسا کہ نوازش نامے سے اندازہ ہوتا ہے۔ یا جزییات کا ذکر بھی کر دیا جائے؟ فہرست تصانیف میں مطبوعہ مضامین و مقالات کا مفصل ذکر کیا جائے یا مجمل۔ اگر حالات لکھ کر ٹائپ کر دئے جائیں تو کوئی حرج تو نہیں، اس طرح ایک نقل میں بھی رکھ سکوں گا۔

marfat.com

Marfat.com

آج کل مصروفیت زیادہ ہے۔ استاد محترم قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ العالی کے حالات لکھ رہا ہوں (۱۲۱) مسودہ تیار ہو گیا ہے۔ فل سکیب سائز کے ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے ان شاء اللہ تمبھض کا کام جلد شروع کر دوں گا۔ ایک رسالے میں اشاعت کا وعدہ کر لیا ہے لیکن اگر یہ مقالہ کسی علمی ادارے کی طرف سے شائع ہو تو زیادہ مناسب ہے..... اس مقالے کی تمبھض کی وجہ سے تاخیر کا امکان ہے غالباً آپ کو عجلت نہ ہوگی، اطمینان سے حالات لکھ کر پیش کر دئے جائیں گے۔

معاصرین میں علماء، ادباء، شعراء، اساتذہ وغیرہ سب کو شامل کیا ہے یا مخصوص حضرات کو؟ اس کے علاوہ یگانوں اور بیگانوں میں تمیز تو نہیں رکھی؟ جواب آنے پر چند حضرات کے اسمائے گرامی اور پتے ارسال کر دیے جائیں گے لیکن ان میں سے بعض کا اپنے حالات لکھ کر بھیجنا مشکل نظر آئے تو ایسے معاصرین کو تذکرے میں نظر انداز کر دیا جائے گا؟

محترم حکیم صاحب، برادر م پروفیسر محمد اسلم صاحب اور برادر م محمد عارف رضوی صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقد والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com



﴿۱۹﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۲۳ دسمبر ۱۹۷۲ء

برادر محترم

سلام مستنون۔ نوازش نامہ محررہ ۷ دسمبر ۱۹۷۲ء موصول ہو کر کاشف حالات  
ہوا مطلوبہ (۱۲۲) پتے منسلک کر دیے گئے ہیں۔ آپ ان حضرات کو ماسوائے نمبر (۴)  
احقر کے حوالے سے تحریر فرما سکتے ہیں۔

قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ العالی عالی ظرف ہیں، جو ایسے حضرات کے  
ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آتے ہیں جو ان کو بدنام کرنے میں کوشاں رہے۔ آپ  
نے تو محض ایک علمی نقطہ نظر سے رد کیا ہوگا۔ اس کی سہارت تو ہر محقق میں ہونی چاہیے مگر ہوتی  
نہیں۔ ڈاکٹر صاحب بڑی خوبیوں کے مالک ہیں احقر نے چودہ سال ان کے علم و فضل  
اور اخلاق و عادات کا مشاہدہ کیا ہے۔

صحیفہ اور المعارف یہاں نہیں آتے۔ آپ اپنے مقالات کے تراشے ارسال فرما  
دیا کریں (۱۲۳)۔ احقر کے پاس اپنی تصنیفات و تالیفات کی ایک ایک کاپی ہے ان شاء  
اللہ کراچی جانا ہوا تو وہاں پبلشر سے لے کر ارسال کر دی جائیں گی۔

پچھلے عتبات نامے میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ خود نوشت (۱۲۴) حالات  
کے لیے کاغذ اچھا ہو، احقر کے پاس خیبر پانڈ ہے۔ اس کے علاوہ صفحے کے سائز کے

marfat.com

Marfat.com

بارے میں آپ نے کچھ نہ لکھا اگر بڑے سائز پر لکھا گیا تو عکس میں تحریر اور باریک ہو جائے گی۔ اس کی صراحت بھی ضروری ہے۔ بعض باتیں حواشی میں بیان کی جاتی ہیں۔ قوسین میں وضاحت کر دی جائے یا حواشی کا اہتمام رکھا جائے؟ میرے خیال میں حاشیے میں لکھنا زیادہ مناسب ہے تاکہ متن کے تسلسل میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہو۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ محترم حکیم صاحب، برادر م عارف صاحب اور دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

پتے

(۱) ڈاکٹر صفیر حسن المصومی، ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی پوسٹ بکس نمبر

۱۰۳۵۔ اسلام آباد

(۲) مولانا عبدالقدوس ہاشمی، لائبریرین ادارہ تحقیقات اسلامی، پوسٹ بکس نمبر

۱۰۳۵۔ اسلام آباد

(۳) مولانا عبدالخلیم چشتی، کراچی یونیورسٹی لائبریری، شعبہ عربی، کراچی یونیورسٹی،

کراچی

(۴) مولانا عبدالعزیز میمن، بہادر آباد، کراچی

(۵) پیر حسام الدین راشدی ۳۶/۵۷، عامل کالونی، جمشید روڈ نمبر ۲ کراچی۔ ۵

(۶) عزیز الملک حافظ محمد یوسف صاحب سلیمانی، پیش امام گل زار مسجد، کچھری

marfat.com

Marfat.com

## روڈ، کراچی

- (۷) مشفق خواجہ صاحب، دفتر انجمن ترقی اردو، بابائے اردو روڈ، کراچی
- (۸) پروفیسر رشید احمد ارشد، شعبہ عربی، کراچی یونیورسٹی، کراچی
- (۹) مولانا محمد ہاشم جان مرہندی، D/4 آئی بلاک، نارتھ ناظم آباد کراچی نمبر ۲۳۔
- (۱۰) مولانا سید حسن صاحب، استاد پبلک اسکول۔ لطیف آباد، حیدرآباد سندھ
- (۱۱) پروفیسر ایوان لفتح محمد صغیر الدین صاحب 10-A/166 لطیف آباد، حیدرآباد سندھ
- (۱۲) سید شان الحق حققی ڈی ۳/۱۱۱ ناظم آباد۔ کراچی
- (۱۳) سیف الاسلام مولانا منور حسین صاحب، شیش محل روڈ۔ گردانگ بازار۔

مکان نمبر ۲۳۔ لاہور

- (۱۴) ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب۔ پرنسپل اور نیشنل کالج۔ پنجاب یونیورسٹی۔

لاہور (۱۴۵)

نوٹ: اگر بیرونی ممالک کے فضلا کے پتوں کی ضرورت ہو تو تحریر کریں ارسال کر دیے جائیں گے۔

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۰﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۲ جنوری ۱۹۷۳ء

برادر محترم

وعلیکم السلام۔ نوازش نامہ محررہ ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ موصول ہوا عنایت و کرم کامنتوں ہوں غیر ملکی فضلا کے پتے ارسال کر رہا ہوں۔ مولانا محمد حسن جان (۱۳۶) علیہ الرحمہ کے کتب خانہ تک مسلسل کوشش کے باوجود رسائی نہ ہو سکی۔ ان کے اخلاف کی بے بسی اور ناقدری پر افسوس ہوتا ہے۔ کتب خانے کی فہرست کون بناتا کہ خود کتابوں کا پرسان حال کوئی نہ رہا۔ ان کے صاحب زادے آغا عبداللہ جان بہت ضعیف ہیں۔ دوسرے صاحب زادے مولانا محمد ہاشم جان کراچی میں ہیں۔ وہ کتب خانہ کراچی۔ لے جانا چاہتے تھے لیکن اس میں کوئی شرعی قباحت ہے۔

جو پتے آپ کو ارسال کئے گئے ہیں اس میں سیف الاسلام مولوی منور حسین کا پتہ صحیح نہیں لکھا۔ اب وہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے ہیں۔ یہ پتہ ہے۔

نظام بلڈنگ کمرہ نمبر ۱۱ راوی روڈ نزد بوڑھا دریا۔ لاہور

عزیز الملک حافظ محمد یوسف صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ ابھی تک ان کو آپ کا خط نہیں ملا۔ دونوں حضرات سے احقر نے سفارش کر دی ہے ان دونوں حضرات کی عمریں ۷۰ اور ۸۰ کے درمیان ہوں گی۔ اس لیے اندیشہ ہوا کہ کہیں قدیم روایت

marfat.com

Marfat.com

کے تحت انکار نہ فرمائیں جو آپ کے لیے سوہان روح ہو۔ موخر الذکر تو تیار ہو گئے ہیں۔  
اول الذکر سے آپ رابطہ قائم کریں۔

آج کل ذرا مصروفیت ہے ان شاء اللہ آپ کی ہدایات کے مطابق اپنے  
حالات قلم بند کر کے بھیج دوں گا۔ تاخیر ہو تو متفکر نہ ہوں۔ جلد اشاعت کا ارادہ ہو تو مطلع  
فرمائیں۔

محترم حکیم صاحب اور دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فظو السلام

احقر محمد مسعود احمد

- (1) Dr. Muhammad Hameedullah 4, Rue de  
Taurnon, Paris VI (France)
- (2) N.M. Rashid  
O.P.I, U.N. Headquarters New York  
(U.S.A)
- (3) Dr. Ali Hasan Abdul Kader, Dean of the  
faculty of the logg al-Azhar university  
Cario (U.A.R)
- (4) Prof Dr. Annemarie Schimmel, Iennestr,  
42-1 Bonn (W.Germany)

marfat.com

Marfat.com

- (5) **C.A. Story**  
13 Lawrence Road, Hove 3 Sussex (U.K)
- (6) **Prof. Dr. A.J . Arberry**  
Pembroke college, Cambridge. (U.K)
- (7) **Dr. Gohanned M.S. Baljon 28 Gozef**  
Israilss traat. Grominger (Hollenad)
- (8) **Prof. Frcelond Abbott, Tufts Unirersity**  
Deptt of History Uedford Massachusetts  
(U.S.A)
- (9) **Rrof Aziz Ahmad Depll. of Islamic**  
studies  
University of Toren to 5 Qalario (conada)
- (10) **حضرت محمد ابراہیم مجددی ابن عمر خانقاہ مجددی قلعہ جواد کاٹل (افغانستان)**
- (11) **Ralph Russal, Reader in urdu, School of**  
Oriental and African Studies University of  
Londen, Londen W.C.I (U.K)
- (12) **Dr. Syed Hussain Nasar**  
Shemiran, Amingah pah bni Avi 25 fark

**marfat.com**

**Marfat.com**

har stried tehran (Iran)

- (13) Dr. p. Herdy, Reader School of Oriental and African Studies, University of London, Landon W.C.I (U.K)

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۱﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۲۱ جنوری ۱۹۷۳ء

برادرِ زید مجید کم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا ہے۔ ملا ہوگا۔

عید کے موقع پر کراچی گیا تھا۔ پھر حسام الدین راشدی سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی طرف سے سفارش کر دی ہے۔ اب آپ ان کو میرے حوالے سے خط لکھیں اور ساتھ ہی سارے کاغذ بھیج دیں۔ وہ بہت معروف رہتے ہیں۔ ان شاء اللہ آپ کے لیے لکھیں گے۔

محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: پیر حسام الدین راشدی صاحب سندھ کے رہنے والے ہیں۔ محققین میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں ان کا کتب خانہ قابل دید ہے پیر علی محمد راشدی (۱۲۸-ب) ان کے بڑے بھائی ہیں۔

marfat.com

Marfat.com



﴿۲۲﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خان (سندھ)

۷۸۶

۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء

برادر مہزینہ محمد کم

سلام مسنون۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ یوحنا فریڈمین کی تالیف شیخ احمد سرہندی پر استاذی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ نے تبصرہ تحریر فرمایا ہے جو غالباً اسلامک سٹڈیز کے مارچ ۱۹۷۳ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے اس میں آپ کی تالیف عبداللہ خویہنگی قصوری کا حوالہ ہے۔

آپ نے اپنی تالیف میں جو عربی استثناء (۱۲۹) نقل فرمایا ہے اس سے مولانا محمد ہاشم جان مجددی مدظلہ العالی سخت ناراض ہیں۔ اس احقر سے بھی کچھ کبیدہ حاضر ہیں کہ اس کتاب پر پیش لفظ لکھا ہے احقر نے آپ کی طرف سے بھی صفائی کی کوشش کی مگر ان کی خفگی میں کمی محسوس نہیں ہوئی۔ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے احقر نے عرض کیا کہ جو مبیہہ میرے پاس آیا تھا اس میں ضمیر ثانی نہ تھا، (۱۳۰) فرمایا اس کا اندازہ مبیہہ کے مطالعہ کے بعد ہو سکتا ہے اگر ممکن ہو تو یہ مبیہہ ارسال فرمادیں۔ مولانا محمد ہاشم جان مدظلہ احقر کے محترم اور بزرگ ہیں۔ ہمارے اس خاندان سے قدیمی مراسم ہیں مولانا

marfat.com

Marfat.com

اس احقر پر بڑی شفقت فرماتے ہیں لیکن اس کبیدگی نے احقر کو پریشان کر دیا ہے محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

حضرت شاہ آغا (۱۳۱) صاحب مجددی گزشتہ ہفتے ٹنڈوسائیں واد میں انتقال فرما گئے۔

ان اللہ وانا الیہ راجعون

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۵ مارچ ۱۹۷۳ء

برادر محمد زید صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نوازش نامہ باعث طمأنینت ہوا۔ یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ آپ ایم۔ اے (تاریخ) کا امتحان دے رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ شاندار کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ نے تبصرے کی ایک کاپی احقر کو عنایت فرمائی تھی، بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملی۔ مندرجہ ذیل پتے پر خط لکھ کر منگوائیں۔

ڈاکٹر شرف الدین صلاتی، ادارہ تحقیقات اسلامی۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳

اسلام آباد

خط میں احقر کا حوالہ دے دیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ پر احقر کا مقالہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (اردو) کی جلد نمبر ۱۰۱ میں شائع ہو گیا ہے۔ ایک کاپی مکرّمی حکیم صاحب کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ دریافت کر لیں اور اسلام عرض کر دیں۔ دوسرے احباب کو بھی سلام کہہ دیں۔

آپ اپنے مقالے کی مبیعہ ارسال نہ فرمائیں۔ آپ کا مکتوب گرامی ارسال کر دیا جائے گا تاکہ مولانا ہاشم جان مدظلہ کو آپ کی نیک نیتی کا حال معلوم ہو جائے اور آپ سے اور اس احقر سے جو بدگمانی ہے دور ہو جائے۔ (۱۳۲)

فقط والسلام، احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿ ۲۳ ﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۸ نومبر ۱۹۷۳ء

برادر مہذب محمد کم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ خود نوشت (۱۳۳) حالات کے لیے آپ سے وعدہ کیا تھا جس کو ابھی تک پورا نہ کر سکا۔ بھید قلم ہے، مصروفیات نے مہلت نہ دی۔ اب اس طرف متوجہ ہوا ہوں۔ آپ نے صرف دس صفحات کے لیے کاغذ فراہم کیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اجمال کے باوجود تیس چالیس صفحات ہو جائیں گے۔ بہر کیف آپ کے مطلوبہ سائز پر خیر باغ کاغذ پر حالات لکھ کر بھیج دوں گا اگر مزید اختصار مطلوب ہو تو پھر حاشیے پر مطلوبہ مواد و معلومات کے لیے نشانات لگا دیجئے گا۔ اسی کے مطابق دوبارہ نقل کر کے بھیج دیے جائیں گے۔

ان شاء اللہ اسی ہفتے یا پھر آئندہ ہفتے ارسال کر دوں گا۔ محترم حکیم صاحب کا نوازش نامہ آیا ہو تو مطلع فرمائیں ان کو احقر کا سلام لکھ دیں۔ برادر مہذب (۱۳۳) صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۵﴾

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۹ جنوری ۱۹۷۳ء

۷۸۶

برادرم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ حراج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ محررہ ۳ دسمبر ۱۹۷۳ء موصول ہو گیا تھا۔ کوئی بات جواب طلب نہ تھی اس لیے یہ غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ ماہنامہ رشاد کے متعلقہ شمارے بھیج دیے تھے۔ امید ہے کہ مل گئے ہوں گے۔

محترم اسلم صاحب کے مقالے کے لیے آپ نے جو کچھ لکھا صحیح ہے عرصہ دراز سے ان کا خط نہیں آیا، بیمار تو نہیں؟

احقر نے جو خود نوشت حالات ارسال کئے تھے اگر اس کی ایک نقل ارسال فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔

احقر کے پاس اس کی کوئی نقل نہیں۔ جلدی نہیں اطمینان سے بھیج دیں۔

امید ہے کہ محترم حکیم صاحب تشریف لے آئے ہوں گے۔ (۱۳۵) ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کر دیں اور سلام کہہ دیں۔ دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد سعید احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۶﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۲۷ فروری ۱۹۷۳ء

برادر م زید علیہ السلام

سلام مسنون۔ نوازش نامہ محررہ ۱۲ فروری موصول ہوا۔ امید ہے کہ محترمی قبلہ حکیم صاحب مدظلہ العالی تشریف لے آئے ہوں گے۔ ہدیہ تمہیک اور سلام مسنون پیش کر دیں۔ محمد امین بدخشی (۱۳۶) کے متعلق احقر کو زیادہ معلومات نہیں۔ اگر کوئی حوالہ نظر سے گزرا تو ضرور تحریر کر دیا جائے گا۔

یہ معلوم ہو کر افسوس ہوا کہ مرسلہ شمارے آپ کو نہیں ملے۔ اب اپنے ذاتی قائل سے یہ دونوں قسطیں ارسال کر رہا ہوں۔ استفادے کے بعد واپس فرمادیں۔ علمی خدمات سے متعلق جو قسط ہے وہ ماہنامہ ضیائے حرم میں اشاعت کے لیے بھیجنے کا ارادہ ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں اپنے حالات و کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب (۱۳۷) نے حضرت مجدد الف ثانی پر جو مقالہ شائع کیا تھا اس کی ایک کاپی ارسال فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔ ان سے آج کل مراسلت نہیں غالباً وہ احقر کی نئی تالیف کو پڑھ کر چراغ پا ہو گئے ہوں گے۔ ان کے تاثرات کا علم نہ ہو سکا۔ والسلام، اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۷﴾

نڈو محمد خاں (سندھ)

۶ مارچ ۱۹۷۳ء

۷۸۶

مکرمی زید مجذو

سلام مسنون۔ نوازش نامہ موصول ہوا۔ یا دآوری کا ممنون ہوں۔ بعض  
مجبوریوں کی وجہ سے محفل مبارک (۱۳۸) میں شرکت سے معذور ہوں جس کا قلق ہے۔  
کیا محترم قبلہ ڈاکٹر صاحب نے وعدہ فرمایا ہے؟ وہ بیمار رہتے ہیں شاید شریک نہ ہو سکیں  
اس کے علاوہ اس موقع پر ان کے ہاں بھی جلسہ ہوتا ہے لیکن اگر وعدہ فرمایا ہے تو پھر  
ضرور شریک ہوں گے۔ احقر بھی سفارشی عریضہ ارسال کر دے گا بلکہ اگر حضرت  
صاحبزادہ جمیل احمد شریقی مدظلہ تحریر فرمائیں تو زیادہ مناسب ہے۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۸﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۷۸۶

۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء

برادر محترم

سلام مسنون۔ نوازش نامہ موصول ہوا۔ عنایت عظیم کا ممنون ہوں۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا ہے ملا ہوگا۔ آپ نے احقر کی معذوری پر تعجب کا اظہار فرمایا، اگر احقر کی مجبوریوں کا علم ہوتا تو شاید آپ کو تعجب نہ ہوتا۔ اپنی مجبوریوں کا اظہار نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ فرمائیں گے تو اظہار کر دیا جائے گا۔

شہر لاہور مرکز علم و فضل ہے، وہاں ایسے حضرات کی کمی نہ ہوگی جو حق پسند اور حق گو ہیں۔ یہ احقر کسی لائق نہیں آپ حضرات کے حسن ظن نے کسی لائق بنا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شیخ محمد اکرام کی تصانیف (۱۳۹) نے طلباء کے ذہن کو مسموم کر دیا ہے مگر اس کا صحیح علاج ایک ایسی تحقیقی تصنیف ہے جس سے شیخ مرحوم کی خیانت ظاہر ہو جائے۔ بھم اللہ احقر نے اس سلسلے میں اپنی سی کوشش کی ہے۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے بھی شیخ مرحوم پر سخت تنقیدی کی ہے جو کتابچہ کی صورت میں عرصہ ہوا شائع ہو چکی۔ یہ کتابچہ منگا کر حاضرین میں تقسیم کرا دیں۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ۷ مارچ کو حیدرآباد یاد فرمایا ہے۔ ان کے پاس ہونا ہے ۲۳ کو کراچی میں ہوگا۔ اس لیے لاہور آنے سے وہ بھی معذور ہیں غالباً آپ کو

marfat.com

Marfat.com



جواب لکھ دیا ہوگا۔

آپ کے ذوق و شوق کی میرے دل میں بڑی قدر ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں جس کا بیحد قن ہے۔ حضرت صاحب زاوہ صاحب مدظلہ اور محترم حکیم صاحب زید عثمانیہ کو سلام کہہ دیں۔

فظا والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۲۹﴾

گورنمنٹ کالج

مشئی (ضلع تھرپارک سندھ)

۷۸۶

۱۰ اگست ۱۹۷۵ء

برادر محترم زید مجید کم

وعلیکم السلام۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ نظر نوازا ہوا۔  
یہ معلوم ہو کر اطمینان ہوا کہ حیات مظہری کے نسخے مل گئے۔ آپ اس کو تنقیدی نظر سے  
دیکھیں اور جو غلطی ہو مطلع کریں۔

انشاء اللہ ایک نسخہ جناب سید شرافت نوشاہی زید علیہ کے لیے بھیج دیا جائے  
گا۔ اس وقت میرے پاس صرف ذاتی نسخہ ہے۔

حدیث الاولیاء (۱۴۰) کی زیارت کا اشتیاق رہے گا۔

آپ کے علمی کام اور ذوق و شوق دیکھ کر مسرت ہوتی ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں، محترم حکیم صاحب۔ زید لطفہ اور دیگر احباب کو سلام

کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۳۰﴾

گورنمنٹ کالج

مٹھی (ضلع قمر پارہ کر سندھ)

۷۸۶

۳ نومبر ۱۹۷۵ء

برادر محمد زید محمد کم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا ممنون ہوں۔ خیال تھا کہ تعطیلات میں فتاویٰ مسعودی (۱۳۱) مکمل ہو جائے گا مگر ایسا نہ ہو سکا، آج کل اس کی تدوین میں مصروف ہوں اس کے بعد ان شاء اللہ گنج شریف (۱۳۲) کے بارے میں عرض کروں گا۔

سخت افسوس ہے کہ آپ پنڈی سے لاہور تشریف لائے اور احقر ملاقات سے محروم رہا۔ کئی احباب سے ملاقات نہ ہو سکی جس کا سخت قلق ہے اس ہجر و فراق میں مولیٰ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی۔

سیرت حضرت مجدد الف ثانیؒ ہنوز کتابت کے مرحلے میں ہے۔ شائع ہوتے ہی پیش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

تشریف آوری کی خبر باعث مسرت (۱۳۳) ہے ممکن ہے کہ دسمبر کے آخر میں احقر کراچی میں ہو کیوں کہ موسم سرما کی تعطیلات اس زمانے میں ہوتی ہیں، گمان غالب یہ ہے کہ جنوری کے پہلے ہفتے میں کراچی ہوں گا۔ حیدرآباد سے مٹھی ۱۵۰ میل ہے لیکن یہ فاصلہ ۱۴ گھنٹے میں طے ہوتا ہے ورنہ آپ کو تکلیف دی جاتی۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ محترم حکیم صاحب اور دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام، احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۳۱﴾

گورنمنٹ کالج ممبئی

ضلع تھر پارکر (سندھ)

۷۸۶

۳۱ جنوری ۱۹۷۶ء

انجی العزیز زید مجدکم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ حراج بخیر ہوں گے۔ عرصہ دراز سے اشتیاق تھا  
الحمد للہ کہ ملاقات ہو گئی۔ یہ حسن اتفاق تھا اور آپ کی محبت کا اعجاز۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش  
و خرم رکھے اور دین و دنیا کی ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا محمد ہاشم جان مجددی علیہ الرحمہ نے احقر کی تالیف سیرت مجدد  
الف ثانی پر پیش لفظ لکھا ہے۔ اس میں جہاں مختلف علماء و فضلاء کے اقوال پیش کئے ہیں  
وہاں تفصیلی حوالے نہیں۔ ان کا وصال ہو گیا اور احقر کتابوں سے دور ہے اس لیے اگر یہ  
کام آپ کر دیں تو پیش لفظ آپ کو بھیج دوں۔

زیادہ کیا لکھوں اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔ محترم  
حکیم صاحب اور تمام حاضرین مجلس کو سلام کہہ دیں۔

فظ والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۳۲﴾

گورنمنٹ کالج لمبھی

ضلع تھریپارکر (سندھ)

۷۸۶

۹ فروری ۱۹۷۶ء

انجی المکرم زید مجرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہوا، شکر یہ۔ تقریباً کے حوالے القرآن کے مجدد الف ثانی  
نمبر میں شاید مل جائیں، اس کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔

مناقب المحضرات، (۱۳۳) مجمع الاولیاء (۱۳۵) اور خلاصۃ المعارف (۱۳۶)  
کے مائیکروفلم انگلستان سے حاصل کئے تھے پھر ڈاکٹر فضل الرحمن (ڈائریکٹر ادارہ  
تحقیقات اسلامی) نے ازراہ کرم پرنس نکلوادیئے تھے۔ پرنس کی ایک کاپی احقر کے  
پاس ہے اور دوسری کاپی ادارے میں موجود ہے۔ اسلام آباد جانا ہو تو دیکھ لیں۔ ادارے  
میں پرنس اور فلم نکالنے کا باقاعدہ شعبہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی ہے یہ تو  
آپ کے علم میں ہوگا۔

زیادہ کیا تحریر کروں احباب اور حاضرین کو سلام کہہ دیں خصوصاً محترم حکیم

صاحب قبلہ کو

نقل والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿۳۳﴾

گورنمنٹ کالج

۲۰ جنوری ۱۹۷۶ء

۷۸۶

برادر مہربان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ پیش لفظ (۱۳۷) ارسال کر رہا ہوں، اقتباسات کے ساتھ کہیں مصنف اور کہیں کتاب کا نام موجود ہے اس لیے نشاندہی میں زیادہ وقت نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ کی علالت کی خبر موجب فکر ہے۔ مولائے کریم شغائے کامل عطا فرمائے۔ آمین! احقر بھی ہنوز بیمار ہے۔ دعا کرتے رہا کریں۔

محترم حکیم صاحب اور حاضرین مجلس کو سلام کہہ دیں فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

Marfat.com

﴿ ۳۲ ﴾

گورنمنٹ کالج

مشئی (ضلع قمبر پارکر، سندھ)

۷۸۶

۲۲ مارچ ۱۹۷۶ء

برادر مکرم زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ اور حوالے موصول ہوئے،  
 عنایت و کرم کا ممنون ہوں۔ یہ حوالے خود احقر کی کتاب میں موجود ہیں مگر وہ احقر کے  
 سامنے نہ تھی اور کاتب کو دیباچہ بھیجا جا چکا تھا اس لیے ان حوالوں کی ضرورت پیش آئی  
 ورنہ ہرگز تکلیف نہ دیتا۔

دنیا تو مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ اس قید خانہ میں اس طرح رہنا چاہئے جس  
 طرح حضرت مجدد قدس سرہ العزیز قلعہ گوالیار کے قید خانے میں رہے۔ اللہ اکبر!

حیات کیا ہے، خیال و سفر کی مجددی

خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گونا گوں

آپ پریشانوں کی طرف نظر کر کے پریشاں نہ ہوں بلکہ اس مولیٰ کی طرف نظر رکھیں جو  
 اپنے بندوں کوڑلاتا بھی ہے اور ہنساتا بھی ہے، قربان جائے اس رلانے اور ہنسانے  
 کے۔

خاندانوں کے متعلق استاذ محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ سے رابطہ قائم

marfat.com

Marfat.com

کریں۔ انہوں نے پاک و ہند کے بیٹا رکتب خانے دیکھے ہیں۔ اس لیے بہتر رہنمائی کر سکیں گے گا۔ (۱۴۸)

ٹنڈوسائیں داد (۱۴۹) میں بہت سی نایاب کتابیں ہیں۔ احقر ٹنڈو محمد خاں میں قیام کے دوران کوشش کرتا رہا مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ اب سنا ہے کہ ان کتابوں کو ایک کتب خانہ میں سجایا ہے۔ واللہ اعلم۔ مولانا محمد ہاشم جاں علیہ الرحمہ کی ۷۰۰ قلمی کتابیں کوئٹہ (۱۵۰) میں تھیں خدا جانے ان کا کیا ہوا۔ اگر مزید معلومات ہوئیں تو مطلع کروں گا۔

زیادہ کیا تحریر کروں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں اور ہرگز پریشاں نہ ہوں۔

میری ہوس کو عیش دو عالم بھی تھا قبول

تیرا کرم کہ تو نے دیا دل دکھا ہوا

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد



﴿۳۵﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۹ دسمبر ۱۹۷۲ء

مخدومی جناب ڈاکٹر صاحب

گرامی نامہ محرمہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۲ء ملادلی شکر یہ۔ خودنوشتہ ترجمہ کے لیے کاغذ ارسال

کر رہا ہوں۔ کاغذوں پر پینسل سے حاشیہ لگا دیا گیا ہے ہے قابل وضاحت امور کے لیے حواشی کا سہارا مفید رہے گا۔ لیکن ہر حاشیہ کے نیچے آپ کے دستخط لازم ہیں۔

معاصرین بزرگوں کے پتے ارسال کرنے کا شکر یہ۔ غیر ملکی علماء کے پتوں

کے بابت بعد میں لکھوں گا۔

حکیم صاحب کی طرف سے سلام مسنون

والسلام

محمد اقبال مجددی

کیا مولانا محمد حسن جان (ساکن ٹنڈو سائیں) کے کتب خانہ کی کوئی فہرست کہیں چھپی

ہے یا کسی نے بتائی ہے۔ (مخطوطات)

marfat.com

Marfat.com

## حواشی

نوشتہ: محمد اقبال مجددی (مکتوب الیہ)

(۱) عبداللہ خویشگی قصوری (متولد ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء متوفی بعد ۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء) پر راقم احقر نے

ایک مفصل کتاب لکھنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے ڈاکٹر محمد سعید احمد مرحوم سے مراسلت کا آغاز کیا تھا، خویشگی کا تعلق راقم کے آبائی قصبہ قصور سے تھا۔ اور مشہور کتاب معارج الولاہیت کے مولف کی حیثیت سے شہرت تھی اس کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف قائل توجہ مولا موجود ہے، آپ کے خلاف فتویٰ بھی ہے جسے احقر نے اپنی تالیف ”احوال و آثار عبداللہ خویشگی“ میں نقل کر کے تبصرہ کیا ہے۔

(۲) ڈاکٹر محمد سعید احمد مرحوم کی محولہ کتب میں عبداللہ خویشگی کے احوال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۳) مکتوب شیخ عبدالحق محدث یعنی اعتراضات شیخ عبدالحق بر حضرت مجدد الف ثانی مشمولہ معارج

الولاہیت۔ خطی، منقولہ حیات شیخ عبدالحق محدث مولفہ ظلیق احمد نظامی

(۴) ملفوظات حضرت خواجہ باقی باللہ ص ۳۷ (مشمولہ کلیات باقی)

(۵) محمد البرزنجی بن عبدالرسول (۱۰۳۰-۱۱۰۳ھ/۱۶۲۳-۱۶۹۱ء) کئی کتابوں کے مؤلف تھے۔ مولا

دکیل احمد سکندر پوری نے ان کے ”اعتراضات بر حضرت مجدد الف ثانی کے رد میں عربی میں

ایک کتاب الکلام النجی بردایرادات البرزنجی کے نام سے لکھی تھی جو ہمارے مجموعہ رسائل وردقاع

حضرت مجدد الف ثانی میں شامل ہے۔ مولا نا برزنجی اپنی اتالیق کے باعث ۱۰۹۹ھ کو گرفتار بھی

ہوئے تھے (سلسلہ انجوم العوالی ص ۴۷۷-۵۸)

(۶) شیخ محمد بیگ برہانپوری قمی، مؤلف عطیۃ الوداب، شخص اسیر وغیرہ۔

(۷) تفصیل کے لیے دیکھئے احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری ۱۵۹-۱۶۳

(۸) شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی جن کا وصال ۱۰۹۸ھ کو ہوا، چالیسین کے جواب میں ایک

رسالہ لکھا تھا جس کا خطی نسخہ لاہور میں ہے (مقامات مصوری ۲۶۶۳-۲۶۶۴)

marfat.com

Marfat.com

رسائل و رد و قاع حضرت مجدد الف ثانی (مقدمہ)

(۹) علامہ خواجہ محمد فرخ (ف ۱۱۲۱ھ تا ۱۷۰۹ھ) ابن خواجہ محمد سعید سرہندی کے رسالہ و رد و قاع حضرت

مجدد الف ثانی کا نام ہے: کشف الغطاء من اذہان الافہام، اسی موضوع پر آپ کا ایک اور رسالہ "القول بالفاضل بن الحق والباہل قابل ذکر ہے" (مقالات مجموعی ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴)

(۱۰) شیخ عبداللہ وحدت (ف ۱۱۳۶ھ تا ۱۷۱۴ھ) ابن خواجہ محمد سعید سرہندی نے کاتبین کے رد میں رسائل لکھے تھے۔ (لائف الدینہ مقدمہ)

(۱۱) علامہ محمد دم محمد مبین نقوی (ف ۱۱۲۱ھ تا ۱۷۱۸ھ) نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب مجتہد الظہار فی برأت الابرار کے نام سے قاری میں ۱۱۲۳ھ کو تالیف کی تھی جو ہمارے منسل مقدمہ کے ساتھ شائع ہونے والی ہے۔

(۱۲) مولانا مظہر ہاشم جان مجددی، آپ حضرت شاہ عبدالرحمن مجددی کابلی قدساری کے ولاد میں سے تھے جن کا سال ۱۱۸۸ھ (تبر ۱۹۷۵ء) کو پڑھا۔ دماغی دلو، سندھ اور کوئٹہ میں ان کے پاس اپنا آہلی کتابخانہ جس میں سلسلہ تصنیف کے بارہ قلمی نسخے موجود تھے۔

(۱۳) سید کامال الدین شاہ پوری مجددی (ف ۱۱۷۳ھ تا ۱۸۵۷ھ) ابن کامال الدین — قرولاد حضرت مجدد الف ثانی بدشہات پلید بکار کے نام سے شیخ سید الدین نقوی کابلی (ف ۱۱۳۵ھ) کے سار سیدانگنوف (رد حضرت مجدد الف ثانی) کے جواب میں لکھا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں، سار شمول نور اسلام شرقیہ، جوریہ فروری ۱۹۸۸ء

(۱۴) ڈاکٹر اظہر حسین رضوی، یہاں کوئٹہ میں حضرت ڈاکٹر صاحب کو کھولا ہے ان کا نام ہے ڈاکٹر اظہر عباس رضوی (ف ۱۱۹۴ھ تا ۱۹۷۴ء) پروفیسر صاحب سابق صدر شعبہ تاریخ مسلم پختونستان علی گڑھ کی گرافی میں پیدائشی کا ستل ہوں

Muslim Revivalist movements in Northern India

یہاں میں حضرت مجدد الف ثانی علی نبی آپ کی تحریک پیدائش کے کتب بہت بکھولیں

marfat.com

Marfat.com

پروفیسر محمد حبیب نے اپنے دیباچہ میں لکھا کہ ڈاکٹر رضوی کی تحقیقات شیخ عبدالحق محدث پر فوجیت رکھتی ہیں۔

(۱۵) صباح الدین عبدالرحمن: "سولیوں اور سرسویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مہدوں کی تحریکیں"

مقالہ مشمولہ معارفِ اعظم گڑھ ص ۱۷، ستمبر تا اکتوبر نومبر ۱۹۶۶ء

(۱۶) علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء)

(۱۷) یہ رسالہ غالباً شواہدِ تجدید ہے جس کے کسی خطی نسخے کا تاحال ہمیں علم نہیں ہے۔

(۱۸) رسالہ اثبات الواجب کے بھی کسی خطی نسخے کا علم نہیں ہے۔

(۱۹) اسماعیل پاشا بغدادی، نے کشف الظنون (مولفہ حاجی خلیفہ) پر دو ذیل لکھے تھے۔ اول ہدیۃ

العارفین، ثانی ایضاح المسکون۔ وفات ۱۹۴۰ء (الاعلام ۱/۳۲۶)

(۲۰) شاہ جہان نقشبندی اور دیگر حضرات کا عقیدت مند تھا لیکن سلطنتِ مقدم تھی، ہوا شکوہ کے ذریعہ

سلسلہ قادریہ میں میاں میر لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

(۲۱) شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) خلیفہ حضرت مجدد القاب ربانی۔

(۲۲) شیخ آدم بنوڑی کے کثیر تعداد میں مریدین تھے۔ جن میں اقاغنی کی تعداد زیادہ تھی، چنانچہ ان کے

اکسا نے پر شاہ جہان نے شیخ کو جبرائیل کے لیے بھیج دیا۔

(۲۳) رک شمارہ۔ ۱

(۲۴) علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا وصال ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء کو ہوا اور محمد البرزنجی کا ۱۱۰۳ھ، لہذا دونوں

حضرات کے زمانہ حیات میں بہت بعد ہے۔

(۲۵) مجمع الاولیاء تالیف شیخ بدر الدین سرہندی کے خطی نسخہ انڈیا آفس لاہور میں لندن کے قلمی نسخہ کا

نکس ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم نے منگولیا تھا۔

(۲۶) طبقات شاہ جہانی مولفہ خواجہ محمد صادق بہرائی کشمیری (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) برلین سے حضرت

خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ) مولف نے طبقات میں حضرت خواجہ ہادی باللہ اور ان کے

کئی متوسلین اور مہدی حضرات کا تذکرہ کیا ہے اس میں امیر تیمور سے لے کر شاہ جہان کے عہد

کے علماء، صوفیہ، حکماء و شعراء کا ذکر طبقاتی اعتبار سے ملتا ہے۔ (مقامات معصومی ۱۷۱-۱۷۸)

(۲۷) کلمات الصادقین بھی خوب محمد صادق ہمدانی کی تالیف ہے جس میں ۱۰۲۳ھ تک دہلی میں دفن ہونے والے اعیان و اکابر کے احوال ہیں۔ یہ کتاب ڈاکٹر محمد سلیم اختر نے ایڈٹ کی اور اسلام آباد سے ۱۹۸۸ء کو شائع ہوئی۔

(۲۸) قدح الزم کاظمی نسوکتا نجاتاً صنیہ، حیدرآباد دکن میں ہے۔ (احوال و آثار خویشگی ص: ۱۶۰)

(۲۹) دفع التعمیل کے کسی نسخے کا علم نہیں ہے۔

(۳۰-۳۲) ان علماء کے حالات عربی کتب تراجم میں نہیں ملے۔

(۳۳) رک ۶: ۶

(۳۳) عطیۃ الوہاب، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قازانی مکی کے دفتر ثالث کے حاشیہ پر طبع ہوا۔

(۳۵) محمد بن عبدالرسول البرزنجی مذکور نے اپنی ایک تصنیف (رد حضرت مجدد الف ثانی) الناشرۃ الناجرۃ ملل و الفاجرۃ ۱۰۹۳ھ میں لکھا ہے کہ شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا (فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۲۳۷) اس امر کی وضاحت کے لیے احقر نے ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کو یہ خط لکھا تھا۔

(۳۶) حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن افغان آپ سے ناراض ہوا اور آپ کے تحریر کردہ معارف چھری کر لیے اور ان میں تحریف کر کے مشہر کیے جو بعد برزنجی کو بھی بھیجے گئے تھے۔

(۳۷) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے بعض اجزاء کا برزنجی کے زمانہ تک عربی ترجمہ ہوا تھا لیکن کمال ترجمہ شیخ محمد مراد مری قازانی مکی نے کیا جو مکہ مکرمہ سے ۱۳۱۷ھ کو طبع ہوا۔

(۳۸) کاسر الخافضین کے مولف نے خوف سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا اس نے حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی اولاد و ارادت مندوں کے خلاف یہ کتاب لکھی تھی، جس کا قلمی نسوکتا بغیر نام کے کرل عبدالرشید مرحوم کے ذہنی کتب خانہ میں دیکھا تھا۔

(۳۹) رک ۱۳: ۱۳

marfat.com

Marfat.com

(۴۰) رسائل درد قانع حضرت مجدد الف ثانی بذریعہ طبع (مجموعہ دوم)

(۴۱) حیات شیخ عبدالحق محدث ص ۳۱۳ (کتوب شیخ محدث اعتراضات بر حضرت مجدد الف ثانی)

آپ کے شیخ حضرت خواجہ ہانی باللہ قدس سرہ کے وصال ۱۰۱۲ھ کے بعد حضرت خواجہ کے گئی ارادت منداسی وجہ (کمالات خود..... از حد صدوقیاس، چنانکہ چچا تک مردم حیران شہد۔۔۔) سے جب آپ کی مخالفت کا آغاز ہوا تو حضرت خواجہ کی خانقاہ اور اس کے متولی حضرت خواجہ حسام الدین احمد مخالفت کا سب سے زیادہ نشانہ بنے تھے۔ لیکن بعد میں یہ تمام "خبر طلال" وہ ہو گیا تھا ہم نے تذکرہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے مقدمہ میں اس کی تمام تر تھیلیات نکجا کر دی ہیں۔

(۴۲) یعنی جہانگیر کے حکم سے آپ کی دربار میں حاضری، قید اور رہائی کے بعد لنگر کے ساتھ رہنے کی پابندی وغیرہ۔

(۴۳) حیات شیخ محدث ص ۳۱۳، مکتوبات امام ربانی ۱۳۷۳/۵۵۷

(۴۴) حیات شیخ محدث ۳۳۳

(۴۵) یہ حالات اخبار الاخبار کے مترجمین سبحان محمود اور محمد قاضی مطبوعہ مدینہ پیشنگ کہتی، کراچی کے آخر میں اضافہ کئے گئے ہیں جن کا کتاب کے مولف حضرت شیخ محدث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۴۶) ولادت ۹۷۱ھ سال تالیف اخبار الاخبار ۹۹۹ھ-۹۷۱ھ-۱۸ سال

(۴۷) یہ تمام اخبار الاخبار کے مطبع جہاںی دہلی ۱۳۳۱ھ کے خاتمہ پر چھاپے گئے تھے جس میں بھی شامل ہے۔

(۴۸) رسالہ شاہ غلام علی درد اعتراضات بر کلام حضرت مجدد الف ثانی، مشمولہ رسائل درد قانع حضرت

مجدد الف ثانی مرتبہ محمد اقبال مجددی، بر رسائل سہد سيارہ، ص ۳۰

(۴۹) حضرت مولانا سالم، کوئٹہ، آپ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ دہلوی مجددی کے فرزند اعترفتے۔

(۵۰) مناقب العارفین مولفہ شیخ محمد شیخ پوری چشتی کے کسی غلطی نسخہ کا ہمیں اب تک علم نہیں ہے۔ شیخ محدث کے معاصر تھے۔

(۵۱) شیخ نورالحق مشرقی (۹۸۳-۱۰۷۳ھ/۱۵۷۵-۱۶۶۲ء)

marfat.com

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت تھے۔ تیسرا القاری شرح صحیح بخاری (فارسی) آپ ہی کی تالیف ہے (مذکرہ خواجہ حسام الدین احمد زیر طبع)

(۵۲) ملا یحییٰ عثموی کی کتاب کا نام ہے: القاری فی برآة الابرار ہے۔ جو ہمارے مفصل مقدمہ کے ساتھ شائع ہونے والی ہے۔

(۵۳) رد شہات تالیف شیخ نظام الدین مہدی شکار پوری (رک شماره ۱۳)

(۵۴) رسالہ شاہ نظام علی دہلوی (رک شماره ۴۸) مشمولہ رسائل سیدہ سیارہ، ص ۳۰

(۵۵) ایضاً ص ۳۰

(۵۶) شیخ محمد مراد کی کتاب جس کے حلق استفسار کیا تھا کا نام صلح القرینین فی منع تکفیر موحدین ہے، یہ شیخ محمد مرادنگ کشمیری تھے جن کا انتقال ۱۱۳۱ھ کو کشمیر میں ہوا اور وہ شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی کے خلیفہ تھے۔ (لائف المدینہ، مقدمہ، شیخ محمد مرادنگ کشمیری، مقالہ مشمولہ نور اسلام، شر قہور، اولیائے نقشبند نمبر صدوم ص ۷۹-۸۳)

(۵۷) مناقب المحضرات، دراصل یہ نتائج الحرمین کی جلد سوم ہے جو شیخ محمد امین بدخشی کی تالیف ہے اس کا موضوع حضرت شیخ آدم بنوڑی کے احوال و مناقب ہے۔ بکثرت غلطی لکھے پائے جاتے ہیں، اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر معین نظامی نے کیا جو آزاد کشمیر، پاکستان سے طبع ہو چکا ہے۔

(۵۸) ملا محمد گجراتی کے رسالہ شہات کے وجود کا حال علم نہیں ہے۔

(۵۹) یہاں نام محمد صالح گجراتی نہیں بلکہ محمد صالح اورنگ آبادی ہونا چاہیے۔ جس کا حوالہ برزنجی نے اپنے رسالہ "الناشرۃ" میں دیا ہے۔ (احوال و آثار خو۔ عکلی ص ۱۶۱)

(۶۰) محمد عارف اور عبداللہ سواتی کے حالات حصارف تذکروں میں نہیں ملتے۔

(۶۱) شیخ احمد قعاشی (۱۶۹۱-۱۷۷۱ھ/۱۵۸۳-۱۶۶۱ء) نے حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ آدم بنوڑی کی حرمین الشریفین میں مخالفت کی تھی اور شیخ آدم بنوڑی کے رد میں رسائل لکھے تھے (المفاضلہ بین الانسان والکعبۃ تالیف شیخ محمد امین بدخشی، غلطی اسٹیمپرز نے کتابخانہ اسلامیکانج، پشاور)

marfat.com

Marfat.com

(۶۲) رسالہ اسرار التماسک کے وجود کا ہمیں نا حال علم نہیں ہے۔ اس لیے اس کا موضوع بھی معلوم نہیں ہے۔

(۶۳) شاہ جہان ابتداء میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا عقیدت مند تھا لیکن بعد میں دارالعلوم کے زیر اثر حضرت میاں میر لاہوری کا ارادت مند ہو گیا تھا، اس نے مشہور نقشبندی بزرگ اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے حوالی حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ جہانگیر و لاسلوک کیا اگرچہ سزا نہیں دی۔ (تذکرہ خواجہ حسام الدین احمد نذیر طبع)

(۶۴) توڑک جہانگیری مرتبہ سر سید احمد خان، ص: ۳۰۸

(۶۵) ایضاً

(۶۶) رک شماره ۲۱-۲۲

(۶۷) علی اکبر اردستانی، ایک حامی شخص تھا اور سرسید کا کرڈی تھا، اس نے شیخ عبد اللہ بن مرہمی سے ان کی تالیف مجمع الاولیاء مستعار لی اور اس میں دھروں سے تحریف کر دئی اور اسے اپنے نام سے شہرت دی (حسانت الحرمین، مقدمہ ص ۵۹-۶۰) ڈاکٹر محمد مسعود احمد بھی جنہوں نے اظہار آفس لائبریری لندن سے اس کے خطی نسخے کا کس حاصل کیا تھا فہرست ساز کتابخانہ مذکورہ کی تخریج کے مطابق علی اکبر اردستانی کو ہی اس کا مولف تصور کرتے تھے۔ جو درست نہیں ہے۔

(۶۸) ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کے یہ مقالات بعد کو کتابی صورت میں سیرت مجدد الف ثانی کے نام سے دو مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔

(۶۹) شیخ تاج الدین سنبلی قمی (ف ۱۰۵۱ھ/۱۶۳۷ء) خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ و شیخ الحدیث گڑھ حکیمیری (ف ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۳ء) سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت تھے جن سے عربستان میں اس سلسلہ کی ترویج ہوئی۔

(۷۰) مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ (مشمولہ کلیات)

(۷۱) حکیم صاحب سے مراد جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری (ف ۱۲۹۹ھ/۱۹۹۹ء) ہیں۔

(۷۲) ڈاکٹر محمد اسلم صاحب، پروفیسر محمد اسلم استاد تاریخ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور راقم الحرف کے استاد تھے

marfat.com

Marfat.com



۲ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو لاہور میں دقات ہوئی۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب پی ایچ ڈی نہیں کر سکے تھے۔  
(۷۳) راقم نے یونہی قیاسی کے طور پر لکھ دیا تھا کہ شیخ آدم بنوڑی کے امی ہونے کا ذکر بدو القامات اور  
حضرات القدس میں ہے۔ لیکن بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو ڈاکٹر صاحب کو معذرت کا خط  
لکھا۔

(۷۴) محمد مراد بن حبیب بن سعدی، مناقب آدمیہ و حضرت احمدیہ نقشبندیہ کے مولف نہیں تھے، ڈاکٹر  
محمد مسعود مرحوم نے انڈیا آفس لائبریری، لندن میں محفوظ مناقب الحضرات کی مائیکرو فلم  
منگوائی تھی اور اس کے فہرست ساز اچھے (E The) کے اندراج کے مطابق اس کے  
مؤلف کا نام محمد مراد تصور کر لیا تھا کہ شمارہ ۵۷ حالانکہ اس مخطوطہ کے ساتھ جلد ایک اور رسالہ  
”کلمہ چند در احوال علمائے سوء“ کے مولف کی محمد مراد بن حبیب پشوری ہیں۔

(۷۵) درود الھامیہ تالیف شیخ آدم بنوڑی مرتبہ محمد امین بدخشی کا غلطی نسخہ کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور میں  
موجود ہے۔ یہ کتاب لاہور سے سید عبدالغفار صاحب نے شائع کر دی تھی۔

(۷۶) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کا یہ قیاس درست ہے، شیخ آدم بنوڑی کی ساری تالیفات شیخ محمد امین  
بدخشی نے مرتب کی تھیں اور ان میں سے بعض کے عربی میں تراجم بھی کئے تھے۔ (تاج الحرمین  
غلطی نسخہ پشاور آؤٹ ریکارڈ، (ورق ۹۶-۱۰۳)۔ (دب بعد)

(۷۷) راقم نے ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کی کتاب شاہ محمد مومث گوالیاری کا مطالعہ کیا تو چند علمی نکات بیان  
کرنے کی جسارت کی تھی جس کے جواب میں آپ نے کتاب پر تنقیدی نظر ڈالنے کے لیے  
فرمایا تھا۔

(۷۸) ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم نے اپنی مذکورہ کتاب میں لکھا تھا کہ بیل (Beal) کی یہ غلطی دراصل  
نظامی بددیوبانی کی قاموس الشاہیر سے مواد نقل کرنے کی وجہ سے ہے۔ جبکہ معاملہ اس کے  
برعکس تھا۔ جس کا آپ نے اس مکتوب میں اظہار فرمایا ہے۔

(۷۹) معراج نامہ سے مراد شاہ محمد مومث گوالیاری کا رسالہ معراج نامہ ہے جس کے غلطی نسخے کے  
بارے میں راقم نے دریافت کیا تھا کہ وہ کس کس خانہ میں ہے؟ دراصل علماء دہلی نے شاہ

محمد غوث کے اس معراج نامہ پر کڑی تنقید کی تھی۔ یعنی اس میں انہوں نے اپنی روحانی معراج باللہ تعالیٰ سے مجالست اور اپنی معراج کو نبی کریم ﷺ کی معراج پر کشتی طور پر فوقیت دی تھی، شاہ محمد غوث کو اس رسالہ کی وجہ سے تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا، حضرت مجدد الف ثانی نے ان کا نام لیے بغیر اپنے رسالہ معارف لدنیہ کے آخر میں اس کے اقتباسات نقل کر کے اس کا رد کیا ہے

(مقامات مصویٰ ۱/۲۲۷-۲۳۳، ۲۳۳-۲۳۴)

(۸۰) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کا تقرر بحیثیت پرنسپل سندھ اور بلوچستان کے مختلف علاقوں میں رہا جہاں کتب خانے موجود نہیں تھے۔

(۸۱) مخطوطات شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی کی تفصیل کے لیے دیکھئے تذکرۃ الوجیہ مرتبہ حسینی علیہ مطبوعہ گجرات

(۸۲) شیخ ابوالحسن لاہوری خلیفہ شاہ محمد غوث گوالیاری کے مختصر احوال ڈاکٹر مسعود نے اپنی کتاب شاہ محمد غوث میں لکھے ہیں۔

(۸۳) پروفیسر خلیق احمد ظہای کے مقالہ کا عنوان ہے:

**Shattari Saints and Their attitude Towards the state (Medival India, Quarterly, Aligarh , Vol.1 No.2 Oct.1950, PP.56-70)**

(۸۴) رک شمارہ ۹

(۸۵) التجاء عن طریق التواؤء، علامہ محمد فرخ مجددی کا یہ رسالہ اور اصطلاحات صوفیہ اور رد ملاحظہ کے موضوع پر ہے جس کا حوالہ آپ نے کشف الغطا (ورق ۹۳-۹۴) میں دیا ہے۔ جواہر طلویہ میں ۲۷۰ پر اس کا نام غلط لکھا گیا ہے۔ (رک مقامات مصویٰ ۳/۲۹۰)

(۸۶) جلاء الصدر..... علامہ محمد فرخ مجددی نے اپنے اس رسالہ کا حوالہ بھی کشف الغطاء میں دیا ہے۔ گویا یہ رسالہ بھی مولف نے کشف الغطا کی تصنیف ۱۰۹۳ھ سے قبل تالیف کیا تھا

(مقامات مصویٰ ۳/۲۳۰)

marfat.com

Marfat.com

- (۸۷) مولانا نور الدین احمد آبادی (ف: ۱۱۵۵ھ) کے حالات زندگی الخواطر ۱۶/۳۹۰ میں ملاحظہ کریں
- (۸۸) مرزا محمد ظیل بدخسانی، (ف: ۹۹۲ھ) کا طب بہ خان زمان
- گجرات کے والی مظفر خان کے ساتھیوں میں سے تھا، خان خاناں کے گجرات پر حملہ سے قبل فوت ہوا تھا (تاریخ محمدی ۳۳۸/۳۱۲)
- (۸۹) ابوالحسن داہری قصبندی (ف: ۱۱۸۱ھ) سندھ کے مشہور شیخ طریقت تھے
- آپ کی بعض کتب سندھ سے خصوصاً شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد، سندھ سے طبع ہوئی ہیں جن پر محققین نے اپنے مقدمات میں آپ کے احوال لکھے ہیں
- (۹۰) رک شمارہ ۶۳
- (۹۱) رک شمارہ ۱۳
- (۹۲) یہ کتاب لکھنؤ سے نہیں بلکہ آگرہ یونیورسٹی سے ۱۹۶۵ء کو طبع ہوئی تھی
- (۹۳) رک شمارہ ۱۵
- (۹۴) وفات علامہ محمد فرخ مہدی ۱۱۳۱ھ ۱۷۰۹ء (مقامات مصوی: ۲۸۶/۳)
- (۹۵) یوروٹلم یونیورسٹی کے اس استاد کا نام ہے:
- Yohanan Friedmann
- (۹۶) فریڈمان کی اس کتاب کا نام ہے:

Shaykh Ahmad Sirhindi, (an outline of his thought and study of his image in the eyes of posterity.

یہ کتاب ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جسے انہوں نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز۔ میکسیکو یونیورسٹی، مونٹریال، کینیڈا میں پیش کیا اور یونیورسٹی نے انہیں ڈگری دی۔ اس کی طباعت بھی اس ادارہ کی طرف سے ۱۹۸۶ء کو ہوئی، اس وقت وہ پروفیسر یونیورسٹی، یوروٹلم میں اسلامک سٹڈیز کے لیکچرار تھے۔ ۱۹۸۶ء میں وہ مذکورہ یونیورسٹی میں گلیکشی آف آرٹس کے ڈین تھے۔ ان کی اس کتاب کا دسمبر ۱۹۸۶ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، بولٹون، ہیمپشائر میں شائع ہوا۔

marfat.com

Marfat.com

- (۹۷) سرہند شریف کے سکھوں کے ہاتھوں چار مرتبہ برباد ہونے کا اعتراف خود سکھ مورخ کرتے ہیں۔ پہلی مرتبہ ۱۱۲۲ھ/۱۷۰۷ء (بائیں ہنگامہ کا حملہ) دوسری مرتبہ ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۸ء (سکھوں اور مرہٹوں کا مشترکہ حملہ) تیسرا حملہ ۱۱۷۸ھ/۱۷۶۳ء کو اسے مکمل طور پر برباد کر دیا۔ (مقامات مظہری، مقدمہ ۳۶-۱۹۱۰ء طبع اول)
- (۹۸) بعد میں احقر نے مقامات مظہری کے مقدمہ اور مقامات مصحوبی کی جلد اول ص ۲۳۹-۲۴۵ میں تفصیلات لکھیں۔
- (۹۹) شیخ فرید ثانی لقب بہ سلطان الموحدین، شطاری سلسلہ کے مشائخ میں سے تھے ان کی نسبت کمر وال (گنڈوال) راجپوت سے تھی اور شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری (ف ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء) انہی کے خلیفہ تھے (احوال مشائخ کبار مولانا سلیمان بن سعد اللہ، مقدمہ.....)
- (۱۰۰) شیخ بایزید ثانی، شیخ فرید ثانی کے والد تھے، جو براہ راست شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی (ف ۹۹۸ھ) کے خلیفہ تھے، انہیں سلطان لکھنؤ کا لقب حاصل تھا، سرہند میں دفن ہیں۔ (ایضاً ۵) ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء کو انتقال ہوا۔ (احوال مشائخ کبار، مقدمہ ۴-۵)
- (۱۰۱) شواہد التجدید تالیف علامہ عبدالکلیم سیالکوٹی (رک شمارہ۔ ۱۷)
- (۱۰۲) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم نے خواجہ محمد تقی ثانی کا سال وصال اپنی کسی کتاب میں ۱۱۱۵ھ لکھا تو راقم نے ان سے بذریعہ خط عرض کیا ان کا صحیح سال وفات ۱۱۱۳ھ ہے۔
- (۱۰۳) فاضل بریلوی اور ترک مولانا، ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ایک تالیف ہے، جو مرکزی مجلس رضا لاہور سے کئی بار طبع ہوئی۔
- (۱۰۴) راقم مکتوب الیہ نے ارادہ کیا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے سوانح پر ایک کتابیات (فہرست مآخذ) مرتب کی جائے تو اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا تھا جس کا یہ جواب ہے۔
- (۱۰۵) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (۱۹۱۲-۲۰۰۵ء) مختلف یونیورسٹیوں میں اردو زبان و ادب کے استاد رہے۔ سندھ یونیورسٹی سے ریٹائر ہوئے، مولانا سید زوار حسین (ف ۱۹۸۰ء) سے بیعت و خلافت تھی۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اہل مآخذ مرتب کر کے شائع کیے، (ڈاکٹر

- غلام مصطفیٰ خان، حالات و خدمات مولانا مسرور احمد زکی، حیدرآباد، سندھ، ۲۰۰۶ء۔
- (۱۰۶) پیر حسام الدین راشدی (۱۹۱۱-۱۹۸۲ء) تاریخ سندھ کے مشہور محقق تھے، اس موضوع پر کئی اہم حوالے مرتب کر کے شائع کروائے۔ ان کا تعلق سندھ کے راشدی خاندان سے تھا اس لئے انہیں یہ کہتے تھے۔ اصل میں وہ اس روش کے خلاف تھے۔ (پیر حسام الدین راشدی اور ان کے علمی کارنامے مرتبہ مباح الدین عبدالرحمن، کراچی، ۱۹۸۵ء)
- (۱۰۷) مکتوبات امام ربانی پر حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کے مقدمہ کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے مولانا محمد سعید احمد نقشبندی (خطیب جامع مسجد حضرت علی ہجویری، داتا گنج بخش، لاہور) کے اردو ترجمہ کی پہلی جلد پر لکھا تھا جسے مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی نے شائع کیا، بعد میں بھی اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے۔
- (۱۰۸) یہاں حقیقی مقالہ سے مراد احقر کی کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشی قسوری ہے جو ۱۹۷۰ء کو تالیف کی اور ۱۹۷۲ء میں لاہور سے شائع ہوئی اس پر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کا پیش لفظ ہے۔
- (۱۰۹) مذکورہ بالا کتاب کے موبہ کی طرف اشارہ ہے۔
- (۱۱۰) ایسا
- (۱۱۱) راقم مسکن کی کتاب احوال و آثار سید شرافت نوشاہی، دارالمورخین، لاہور سے ۱۹۷۱ء کو شائع ہوئی تھی، جو ڈاکٹر صاحب کو ارسال کی گئی، پھر یہ کتاب شریف التواریخ کی جلد دوم کے مقدمہ کے طود پر شامل کر لی گئی، آخری ایڈیشن ڈاکٹر سید عارف نوشاہی کی نظر ثانی کے بعد تذکرہ شرافت نوشاہی میں طبع ہوا۔
- (۱۱۲) مولوی شمس الدین مرحوم (۱۹۱۶-۱۹۶۸ء) تاجر کتب نادریہ، لاہور مراد ہیں (مذکر شمس مرتبہ محمد عالم بخاری، مطبوعہ لاہور)
- (۱۱۳) راقم نے اپنی تالیف احوال و آثار عبداللہ خویشی قسوری کا ایک نسخہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کو ارسال کیا تو جواب میں اس خوشی کا اظہار کیا۔
- (۱۱۴) مذکورہ کتاب میں طبرستانی "حضرت مراد اللہ خانی کے خلاف ایک فتویٰ اور اس کا تجزیہ" ہے،

- اس میں حضرت کے خلاف لکھا جانے والا ایک ٹوٹی ہے جو خود بخود شکی نے معارج الولاہیت میں نقل کر کے محفوظ کر لیا تھا اور راقم نے اسے اپنی اس کتاب میں بطور ضمیمہ شامل کر کے اس کا تجزیہ کیا تھا، جس کی طرف ڈاکٹر صاحب نے اشارہ فرمایا ہے۔
- (۱۱۵) راقم کی مذکورہ کتاب کی تقریب رونمائی ۱۹۷۲ء میں رائٹرز گلڈ، لاہور میں منعقد ہوئی تھی، جس میں شرکت اور تعارفی تقریر کے لیے ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی گئی تھی۔
- (۱۱۶) راقم کی مذکورہ کتاب کی تقریب کی روداد اخبار مساوات، لاہور میں شائع ہوئی تھی اس موقع پر پروفیسر محمد اسلم نے مخالفانہ تقریر کی تھی۔
- (۱۱۷) پروفیسر محمد اسلم نے کتاب احوال و آثار خود بخود شکی پر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سے تقریب لکھوانے پر سخت برہمی کا اظہار کیا تھا کہ کتاب تاریخ سے متعلق ہے لیکن تقریب نگار اردو کے استاد ہیں کسی تاریخ کے استاد سے لکھوانا مناسب تھا، انہوں نے مزید کہا کہ ڈاکٹر محمد مسعود نے شاہ اسماعیل شہید کے خلاف لکھا ہے اس لیے ان سے یہ تقریب نہیں لکھوانی چاہیے تھی۔
- (۱۱۸) پروفیسر محمد اسلم چونکہ نہایت ملکون حراج بزرگ تھے، اس لیے مجھے بحیثیت طالب علم ان کا قرب نصیب نہ ہو سکا اور ان سے تقریب لکھوانا اللہ تعالیٰ کو منگور نہ ہوا۔
- (۱۱۹) مساوات کا تراشہ ارسال کرنے کے بعد راقم نے ڈاکٹر صاحب کو لکھا تھا کہ پروفیسر محمد اسلم کی تنقید سے ان کی جوبل آزاری ہوئی ہے اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ خط اس کا جواب ہے۔
- (۱۲۰) محشی احقر اپنے معاصر بزرگوں کے احوال پر ایک کتاب مآثر العاصرین مرتب کر رہا تھا جس میں معاصرین کے حالات خود ان کے قلم سے لکھوا کر ان کا عکس شائع کرنے کا پروگرام تھا۔ اس کے لیے ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنے احوال خود لکھ کر بھیجیں۔
- (۱۲۱) ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے احوال و آثار پر ایک مفصل مقالہ لکھا تھا جو سماجی احکم کراچی میں شائع ہوا تھا پھر آپ کی مرتبہ کتاب جہان نامہ ہانی میں بھی شامل کر دیا گیا۔
- (۱۲۲) راقم نے ڈاکٹر صاحب سے اپنی کتاب مآثر العاصرین میں معاصر بزرگوں کے احوال لکھوانے کے لیے نام دیتے مانتے تھے جس کے جواب میں آپ نے بہت سے اصحاب کے نام لکھے تھے۔

- (۱۲۳) رقم احقر کے مقالات العارف، لاہور اور میٹرو، لاہور میں شائع ہوتے رہے، آپ سے دریافت کیا تھا کہ کیا یہ سائل آپ کے ہاں آتے ہیں؟ جس کے جواب میں موصوف نے یہ خط لکھا۔
- (۱۲۴) خود نوشت حالات سے مراد ڈاکٹر صاحب کے وہ احوال ہیں جو رقم کو اپنی مذکورہ کتاب میں شامل کرتے تھے
- (۱۲۵) ان حضرات کے حالات ڈاکٹر سلج کی کتابوں و قیام ناموں ان پاکستان اور قیام اہل قلم پاکستان، میں ملاحظہ کریں بجز شماره ۳
- (۱۲۶) حضرت مولانا محمد حسن جان مجددی (۱۲۷۸-۱۳۶۵ھ/۱۸۶۱-۱۹۴۵ء) سندھ میں نقشبندی سلسلہ کے مشہور شیخ طریقت اور حضرت امام ربانی کی اولاد میں سے تھے ان کا آبائی کتب خانہ جس میں سلسلہ مجددیہ کے نوادر موجود تھے میری توجہ کا مرکز رہا، جوانی کے زمانہ میں احقر نے ٹنڈو سائمنی داد، سندھ جا کر اس کتاب خانہ کے جاہ شدہ حصہ کو دیکھا، جس میں سے بہت سے مخطوطات مولانا محمد ہاشم جان مجددی کو سونپے گئے تھے، مرحوم کی بیوہ نے مجھے کو بیٹے والا ذخیرہ دکھایا تھا۔ اب یہ نوادر برباد ہو چکے ہیں۔
- (۱۲۷-۱۲۸) ان حضرات نے اپنے حالات لکھ کر نہیں دیئے
- (۱۲۸) ب (ب) بی بی محمد رشیدی (۱۹۰۵-۱۹۸۷ء) صحافی بوزیر مالیات، (دنیات ناموں ان پاکستان میں ۵۶۶)
- (۱۲۹) عربی استثناء سے مراد کتاب احوال و آثار خویشگی میں شامل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف وہ فتویٰ ہے جو اس کتاب کے ضمیرہ جانی میں نقل کیا گیا تھا۔
- (۱۳۰) جب ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کو کتاب مذکورہ کا مبینہ ارسال کیا گیا تو اس فتویٰ کی اشاعت کا ارادہ نہیں تھا، بعد میں اسے شامل کیا۔
- (۱۳۱) حضرت شاہ آغا (اصل نام حضرت عبداللہ جان بن حضرت محمد حسن جان مجددی) مولف مولس اکلصین و فیض البرکات من عین المکتوبات، وغیرہ ان کا انتقال ۱۳ مارچ ۱۳۷۳ء کو ہوا
- (۱۳۲) رک شماره ۱۳۳ واصل یہ فتویٰ اپنے من چاہے حواشی کے ساتھ ڈاکٹر ایس ایم اکرم شائع کرنا چاہتے تھے، لیکن انہوں نے اسے ایک تجربہ کے ساتھ شائع کرنا نہیں چاہا۔ درجہ اولیٰ میں انہیں

خط لکھا تھا جو انہوں نے مولانا محمد ہاشم جان مجددی مرحوم کو دکھا کر مطمئن کر لیا تھا۔

(۱۳۳) رک شماره ۱۱۲

(۱۳۴) ”برادر محمد صاحب“ مرکزی مجلس رضا کے ایک فعال رکن تھے۔

(۱۳۵) ۱۹۷۳ء کو محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم، حضرت آقا فضل الرحمن مجددی بن حضرت فضل عثمان

مجددی کے ہمراہ کابل گئے تھے۔ اس سفر میں حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری بھی ان کے ہم سفر تھے۔

(۱۳۶) محمد امین بدخشی، حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ اور بہت سی کتابوں کے مؤلف تھے۔ معر میں

انتقال ہوا، وہیں دفن ہیں راقم نے دانش نامہ جہان اسلام، تہران، ایران میں ان پر ایک مقالہ بعنوان بدخشی، محمد امین لکھا تھا۔ (رک شماره ۵۷)

(۱۳۷) پروفیسر محمد اسلم کا حضرت مجدد الف ثانی پر ایک مختصر مقالہ کتابچہ کی صورت میں چھپا تھا۔ جو

ڈاکٹر مسعود صاحب کو بھیجا گیا۔

(۱۳۸) حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری ہر سال یوم حضرت مجدد الف ثانی کی تقریب ماہ صفر میں بڑے

اہتمام سے کیا کرتے تھے، اسی تقریب کی دعوت ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کو دی گئی تھی۔

(۱۳۹) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام (۱۹۰۸-۱۹۷۳ء) کی تصانیف میں سے آب کوثر، رود کوثر اور موج کوثر،

پاکستان و ہند کی تہذیبی و علمی تاریخ پر ہیں ان میں خصوصاً رود کوثر میں انہوں نے حضرت مجدد

الف ثانی اور آپ سے وابستہ افراد کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے، اپنی مرتبہ کتاب دربار ملی میں

ان کو توڑک جھاگیری میں سے صرف وہ حصہ پسند آیا ہے جس میں جھاگیر نے حضرت مجدد الف

ثانی کے خلاف نہایت بیوردہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم نے رود کوثر

کے اس حصہ کا جواب مستقل رسالہ کی صورت میں دیا تھا۔

(۱۴۰) حضرت الاولیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری کے قدیم مطبوعہ اردو ایڈیشن کو راقم نے تجدیدی

حواشی کے ساتھ مرتب کر کے شائع کر دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا ایک نسخہ طلب فرمایا۔

(۱۴۱) فتاویٰ مسعودی، ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کے بزرگوار حضرت مولانا محمد مسعود دہلوی کے فتاویٰ

marfat.com

Marfat.com



کا مجموعہ ہے جو ڈاکٹر صاحب نے مرتب کر کے کراچی سے شائع کیا تھا۔

(۱۳۲) گنج شریف، حضرت حاجی سید محمد نوشاہ گنج بخش قادری (ف ۱۰۶۳ھ) کے اردو کلام کا مجموعہ ہے

جسے حضرت سید شرافت نوشاہی مرحوم نے مرتب کیا تھا اور راقم نے اس پر ایک مفصل مقدمہ لکھا تھا، اسے دارالمورخین، لاہور سے ۱۹۸۰ء کو شائع کیا۔

(۱۳۳) ۱۹۷۵ء کی تعطیلات میں راقم کے کراچی جانے کا پروگرام بنا تو ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دی جس

کے جواب میں آپ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ راقم پر دوسرے ایوب قادری مرحوم کے ہمراہ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تھا۔

(۱۳۴) رک شمارہ ۵۷

(۱۳۵) رک شمارہ ۶۷

(۱۳۶) خلاصۃ المعارف، حضرت شیخ آدم تہذیبی کی تالیف ہے جو تاحال طبع نہیں ہوئی ہے، ڈاکٹر صاحب

نے اٹلیا آفس لائبریری، لندن سے اس کا مائیکروفلم منگوا یا تھا۔

(۱۳۷) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کی کتاب سیرۃ حضرت مجدد الف ثانی پر مولانا محمد ہاشم جان مہدی مرحوم

نے پیش لفظ لکھا تھا۔ لیکن حوالے نہیں دیئے تھے، ڈاکٹر صاحب نے راقم سے فرمایا کہ تم اس کی تکمیل کر دو یا اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۳۸) راقم مسکین نے پروگرام بنایا تھا کہ نقشبندی سلسلہ کی ایسی خانقاہوں میں جاؤں جہاں اس سلسلہ

کے مخطوطات موجود ہوں تاکہ ان سے استفادہ کر سکوں۔

(۱۳۹) رک شمارہ

(۱۵۰) مولانا محمد ہاشم جان مرحوم کی مملوکہ بہت سی کتابیں خصوصاً مخطوطات ان کی دوسری زوجہ محترمہ

کے ہاں کوسید میں رکھی ہوئی تھیں لیکن ان کے فرزند اکبر عابد جان نے وہ فروخت کر دی تھیں۔ عابد جان ایک عامی جوان تھا اس کا علمی معاملات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

marfat.com

Marfat.com

ALL RIGHTS RESERVED WITH PUBLISHER

**Title:** Armagan-e-Imam-e-Rabbani(Vol-4)

**Editor:** Dr.Muhammad Humayun Abbas Shams

Ph.D (B.Z.University Multan, Pakistan)

Post Doc. (University of Glasgow, U.K.)

**Supervision:**Muhammad Nazim

**Prof Reading:** Shahid Hussain

**Calligraphy:** Ahmad Ali Bhutta

**First Edition:** January 2012

**Published by:** Sher-e-Rabbani Publications, Lahore.

297-4 Armagan-e-Imam-e-Rabbani edited by  
Humayun Abbas

ARM

Lahore, Sher-e-Rabbani Publications, 2012

419 P

1.Sufism

~~marfat.com~~

Marfat.com

**Proceeding of 34th  
Imam-e-Rabbani National Conference**  
(held on 30th January 2011 at Awain-e-Iqbal, Lahore)

# Armaghan-e- Imam-e-Rabbani



**EDITOR:**

**Dr. Humayun Abbas**

**Vol.4**

**Sher-e-Rabbani Publications**

**Marfat.com**

**Marfat.com**